


# بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اور سب خوبیاں خداوند برحق کے لئے کہ اپنی ذات اور
صفات میں اکیلا اور تنہا ہے۔ شریک اور ہمسر سے پاک اور مبرا ہے
اُس صانع بیچوں نے ابوالبشر (علیہ السلام) کو مشت خاک سے بشر
کو نطفۂ ناپاک سے احسن تقویم اور نہایت معتدل اور مناسب صورت
عطا فرمائی۔ طفولیت میں [illegible] اور سرگین سے آب زلال کی شکل صاف
اور پاکیزہ دودھ نکالکر غذا پہنچائی۔ پالپوس [illegible] اور ناتوانی سے
محفوظ رکھا۔ زمین کو اُس کے لئے بساط اور فرش ٹہیرایا [illegible]
اس کے آرام کے لئے مہیا کی۔ آسمان اور اُس کی سب کائنات اُس کی
خدمتگار بنائی۔ تاکہ حضرت انسان معاش حاصل کرنے میں مصروف رہکر
نفس امارہ کو اور اُس کی زبردست اور تباہ کرنے والی خواہشوں کو زیر
رکھے اور اپنے کھلے دشمن ابلیس لعین کو اور اُس کے بہکانے والے

گمراہ اور ہلاک کرنے والے لشکروں کو شکست دیکر بھگا دیوے۔

اور بیشمار درود وسلام حضرت رسول اکرم سید العرب والعجم سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ پر کہ جملہ انبیاء اور مرسلین اور ملائکہ مقربین سے اعلےٰ اور برتر ہیں اور اُن کے آل واصحاب پر جو جملہ انبیاء کے آل واصحاب سے افضل واشرف۔ ازکیٰ واطہر۔ اتقےٰ واحذر ہیں۔

**امابعد** چونکہ اس زمانۂ پرفتنہ وآشوب میں بہت سے مسلمانوں نے جہاں اکثر امور دینی اور دنیوی میں طریقۂ اعتدال سے نکلکر افراط اور تفریط کی راہ لی ہے اُنھوں نے خصوصاً کسب معاش کے بارہ میں تو راہ راست سے بہت ہی انحراف کیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کے دین اور دنیا روز بروز ابتر حالت میں پڑتے جاتے ہیں۔ اس لئے بندۂ عاصی امیدوار رحمت رب کریم فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ کرنالی نے یہ رسالہ مسمّی بہ **دلائل شریعت فی دین فضائل حرفت ومحترفین** کسب معاش اور اکل حلال کی فضیلت اور ترک کسب اور اکل حرام کی مذمت کے بیان میں تالیف کیا اور یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ اور چند ابواب وفصول پر۔ حق تعالیٰ قبول فرما وے۔ اور مجھکو غلط بیانی سے بچاوے۔ مسلمانوں کو اس سے نفع دے اور میرے لئے توشۂ عقبےٰ کرے۔ آمین یارب العالمین۔

**مقدمہ** جاننا چاہئے کہ ترک حرفہ اور کسب حلال کی بلا و سفاہت سوا
اِن بلادِ ہند کے کسی اور ملک میں دیکھی اور سنی نہیں گئی - بلکہ حق تعالیٰ
نے عامہ مخلوق کا رزق اسی پیشہ وری میں رکھا ہے۔ اس بارہ میں طریقۂ
اعتدال سے دو فریق خارج ہیں ایک فریق دنیا طلب بدباطن نیم ملوں اور
بناوٹی فقیروں کا ہے جس نے بظاہر خدا طلب بنکر وعظ گوئی یا صوفیت
کا پیشہ اختیار کیا ہوا ہے اس فریق نے کسب معاش سے دل چرا لیا۔
حالانکہ جو اوصاف اور عذر ترک کسب کیلئے دین نے ٹھیرائے ہیں۔
اُن میں کوئی بھی وصف موجود نہیں ہے اور نہ کسب سے اُنکو کوئی عذر
مانع ہے نہ وہ علوم دینی کی خدمت میں یا تزکیۂ نفس میں۔ یا شیخ کامل سے
مُجاز ہو کر ارشاد خلائق میں ایسے مصروف ہیں کہ اُن کو وہ مصروفیت
مانع کسب و حرفت ہو۔ بلکہ ہنوز درسِ علوم کی مکتب میں اور مجاہدہ وسلوک
کے کوچہ میں قدم بھی نہیں رکھا اور مختلف رنگ اور صورتیں اختیار کر کے
خود ڈوبے۔ مخلوق الٰہی کے ڈبونے پر آمادہ ہو بیٹھے ہیں۔ کسی نے
(با وجود ابو جہل ہونے کے) علماء اور مشائخ کا جامہ پہنا اور بعض آیات
اور اخبار و آثار اور سلف صالحین کے اقوال و احوال کو۔ (جن میں دنیا
اور مال و دولت دنیا کی مذمت اور توکل و تبتّل کی فضیلت ہے) بے سوچے
سمجھے آڑ بنا کر کسب اور حرفت کو چھوڑ دیا۔ با وجودیکہ خود دنیا دار دولتمندوں
کی بیجا خوشامد اور مداہنت سے حق پوشی کر کے اور قسم قسم کے اُن پر

مکروفریب کے جال ڈالکر تحصیل زر کرکے اپنے حوائج اصلی ہیں (جو کسی طرح رُک ہی نہیں سکتے) بلکہ شیطانی اور نفسانی خواہشوں میں بیفکر صرف کرتے ہیں۔ اس گناہ کی شامت سے دل سیاہ ہوکر نیک و بد۔ حلال و حرام کی تمیز نہیں رہتی اور اُن دنیا داروں سے بدرجہا بدتر ہوجاتے ہیں جو علانیہ طور پر دنیا کی طلب میں غرق اور فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ جن آیات اور اخبار و آثار کی وہ آڑ پکڑتے ہیں اور عوام کو (بطور کلمۃ الحق وارادۃ الباطل) سنا سنا کر کاہل و سست اور ترک کسب وحرفت کے مرتکب اور گوشۂ گمنامی کے راغب کرتے ہیں اُن کو نہ اُن کے معنی سے آگاہی نہ مطلب سے واقفیت اور علوم دینی سے نہایت بے مایہ ہونے کے باوجود مجتہد بنکر حدیث شریف^ع۵ افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا کے مصداق ہوجاتے ہیں۔ دین اسلام بندگانِ خدا کے حق میں رحمت اور سعادتِ ابدی اور حیاتِ سرمدی کا باعث اور دنیا وعقبےٰ یعنی دونو عالم میں اُن کی رفاہیت اور عافیت و آرام کا موجب ہے۔ یہ دین کسی طرح زحمت اور ناگوار تکلیف دینے والا نہیں ہے۔

ع۵ حضرت سرور عالم صلعم نے یہ ان جاہلوں کا حال بیان فرمایا ہے جو علماء کے لباس اور صورت میں ہوتے ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ بدون علم کے فتوے دیکر خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

اِن نیم مُلّوں اور متصوفوں کو اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ سقیم حالت اور کس مپرسی کی صورت پر رحم نہیں آتا کہ اُن کو ادبار و ناداری کی بلائے کس قدر گھیرا ہے۔ اس وقت فیصدی پچانوے مسلمان مصیبت اور افلاس کے مارے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر تو نان شبینہ سے بھی محتاج ہیں۔ باقی قدر قلیل مردہ صفت لوگوں کے بدن پر پھٹا پرانا دو گز کپڑا نظر آتا ہے (جو بمنزلہ اُن کے کفن کے سمجھنا چاہیئے) تو یہ سنگدل ناخدا ترس لوگ (کوئی مکر اور فریب کی صورت بنا کر۔ کوئی تعمیر مساجد و مقابر کے بہانہ۔ کوئی جھوٹھ موٹھ مکتبوں اور مدرسوں کے حیلہ سے غرض جس طرح بن پڑے) اُس کفن کے کسوٹنے میں بھی تو کمی نہیں کرتے۔

بے علم مسلمانوں کو اُن کی تعلیم و تلقین وعظ و نصیحت رات دن یہی ہے کہ تمہارے لئے صرف عقبیٰ ہی عقبیٰ ہے۔ دنیا محض غیروں کے لئے ہے۔ حالانکہ دنیا اور عقبےٰ (دونوں) اسلام کے لئے ہیں۔ الاسلام یعلو ولا یعلی و کلمۃ اللہ ھی العلیا و کلمۃ الذین کفروا السفلی۔ اسلام کا بول بالا۔ اسلام دونوں جہان میں غالب اور باعزت رہنا چاہتا ہے۔ یہ پاک مذہب بہ آواز بلند پکارتا ہے کہ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون۔ یعنی اور عزت صرف اللہ پاک ہی کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے۔ ولیکن منافق لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

زبان سے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر پڑھنا خود کسب و حرفت کو چھوڑ کر دل میں یہ ہوس رکھنا کہ ہاتھ سے کئے کمائے بدون ہمکو خدا کی نعمتیں بیٹھے بٹھائے فراغت سے ملا کریں۔ یہ معنیٰ دنیا کو اپنے لئے بہشت بنانے کی آرزو ہے۔ مسلمانو! اغنا اور آسودگی بندوں پر حق تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور انعام ہے۔ قرآن مجید میں جابجا بندوں پر اُس کی منت رکھی گئی ہے۔ پس اُس سے نفرت ظاہر کرنا گویا کہ انعام الٰہی سے استغنار اور نفرت کرنا اور معنیً حق تعالیٰ کا ردّ اور جواب ہے کہ آپ کا یہ احسان اور انعام ہمکو قبول اور منظور نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ حقتعالیٰ ان کو دین کا فہم عطا فرماوے آمین۔

جب مسیحا دشمنِ جاں ہو تو کیونکر ہو علاج
کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے

اور بزرگانِ دین میں سے جنہوں نے ترک مکاسب کیا ہے یا اب کرتے ہیں اُن کے لئے شرعی عذرات ہیں۔ البتہ اُن میں سے بھی بعضے حضرتوں کا عام طور پر مسلمانوں کو ابتک ترک ہی کی تعلیم دیتے رہنا یا بوجہ غلبۂ حال ہے یا مسلمانوں کی شکستہ حالتوں اور زمانہ کی ضرورتوں سے واقف نہ ہونے کے سبب۔

اسی تارک کسب فریق میں شرفار ہند کی اکثر جاہل اولاد بھی شامل

ہے۔ جو کہ مسلمانوں میں سے نحن ابناء اللہ واحباءہ کی دعویدار ہے۔
جو معاشین ان کے بزرگ باپ دادوں کو علم اور فضل وغیرہ کے کمالوں
کے سبب بادشاہوں کی طرف سے بطور ملک و وظیفہ عطا ہوئیں تھیں جب
وہ باقی نہ رہیں۔ اور غریبی و افلاس اور تہیدستی و فقر و احتیاج نے انکو
گھیر لیا تو اِنہوں نے کوئی حرفہ اختیار کرنا ذلت اور رذالت سمجھکر پسند
نکیا۔ گدائی کا کاسہ ہاتھ میں لیکر دربدر پھرنے۔ وقت اور زمانہ
کو بدنام کرنے اور شریف گردی پر آنسو بہانے لگے۔ یا ارتکاب
جرائم کے عادی اور خوگر ہو کر شہرۂ آفاق اور جیلخانوں کے رئیس ہونے
لگے۔ آہ۔ افسوس۔

حق سبحانہ وتعالی نے حرفت اور صنعت میں ایسی نمایاں اور کھلی برکت
رکھی ہے کہ صاحب حرفت آدمی سدِ رمق روزی سے تو کبھی محروم رہتا
ہی نہیں۔ بشری حاجت اور ضرورت کو کافی ہونے کے موافق اسکو
رزق مل ہی جاتا ہے۔ اور سوال کی ذلت اور گدائی کی خواری سے محفوظ
رکھتا ہے۔ اس قدر بھی حقتعالیٰ کا بڑا احسان اور انعام ہے۔ پھر بعضے
حرفوں میں اس قدر برکت اور وسعت بھی دیکھی اور سنی ہے کہ اہل حرفت
شخص ہزاروں اور لاکھوں کا مالک ہو گیا ہے۔

جبکہ پیشہ وری کا جواز بلکہ شرف کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ
سے اور دین اور سیر و تواریخ کی کتابوں سے ثابت اور حضرت آدمؑ سے

اس دم تک اُس پر عملدرآمد ہے تو پھر شرفا کا اس شرف سے عار کرنا اور اس کو ذلت جاننا کس قدر ظلم اور گناہ ہے۔ خدا کی پناہ۔

فریق دوم

**دوسرا فریق** وہ ہے جو آنکھیں بند کر کے دنیا کی طلب میں ایسا ڈوبا ہے کہ گویا وہ صرف دنیا کی طلب اور مال کی تحصیل ہی کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ دین سے بالکل بے غرض اُن کو مرنے اور خدائے پاک کے روبرو جانے کا وہم اور گمان بھی نہیں۔ اس فریق میں بعضے ایسے بھی ہونگے کہ اگر کبھی کچھ آنکھ کھلی۔ ہاتھ پاؤں کو کچھ فرصت ملی (دلکو تو کہاں فرصت تھی) تو نہایت بددلی اور پریشانی کے ساتھ رسمی طور پر نماز کی اوٹھ بیٹھ کر لی۔ حضور دل کا تو ٹھر ہی دور ہے۔ ارکان اور آداب ظاہری بھی ٹھیک طور پر ادا نہیں ہوتے نہ قومہ ہے نہ جلسہ۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ نیت باندھی اور چند سکنڈ میں سلام پھیرا۔ ہاں کسی غرض دنیوی کیلئے گھڑی دو گھڑی نیچی نگاہ سے بلکہ آنکھیں بند کر کے تسبیح تو ضرور گھمائی جاتی ہے بعضے صوفیت کا بھی بہت دم بھرتے ہیں اپنے آپ کو ہر وقت اوج فلک پر یا عرش معلےٰ کی معراج پر سمجھتے ہیں اور اہل حق دیندار لوگوں کی توہین کرتے رہتے ہیں۔ نہ اپنی اصل اور حقیقت کی خبر نہ اپنے اعمالِ سیئہ پر نظر۔ مگر اہلِ حق اور دیندار لوگوں کی مزے لے لے کر عیب جوئی اور توہین کرتے رہتے ہیں۔ ؎

| | |
|---|---|
| تو کے بدولتِ ایشاں رسی کہ نتوانی | جز ایں دو رکعت آنہم بصد پریشانی |

ہی ہیں"۔ اُسی کتاب (نزہتہ) میں امام ثعلبی کی کتاب العرایس سے
نقل کیا ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آٹھ جفت
(یعنی سولہ) مویشی بھیجے۔ آپنے بموجب فرمان خداوندی اُن میں سے ایک
مینڈھا ذبح کرکے اُسکی اُون اوتاری۔ وہ حضرت حوّا علیہا السلام نے کاتی
اور دونوں (میاں بی بی) نے اُسکو بنا۔ اُس میں حضرت آدمؑ کا ایک جبہ بنا اور
حضرت حوّا کیلئے ایک چادر اور ایک سربند اوڑھنی تیار ہوئیں پس سب سے
پہلے کاتنا حضرت حوّا سے اور بُننا حضرت آدم اور حضرت حوّا (دونوں) سے
عمل میں آیا"۔ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کی روایت لکھی
ہے کہ جناب سرور عالم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے ایک شخص نے پوچھا کہ میرا
پیشہ کیسا ہے۔ دریافت فرمایا کہ تیرا کیا پیشہ ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ میں
جولاہہ ہوں۔ فرمایا تیرا پیشہ تو حضرت باوا آدم (علیہ السلام) کا پیشہ ہے
جبرئیل علیہ السلام نے اُنکو تین روز یہ کام سکھایا تھا۔ حضرت آدمؑ اس میں
حضرت جبرئیلؑ کے شاگرد ہیں۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ تیرے پیشہ کو پسند رکھتا
ہے۔ تمام زندہ اور مردہ آدمی اس پیشہ کے حاجتمند ہیں۔ جو شخص تمکو اس
پیشہ سے باعث عیب لگاوے یا لعنت کرے یا ایذا دے۔ یا تمسے نفرت
کرے اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کو عیب لگایا اور لعنت کی اور ایذا دی
اور اُن سے نفرت کی۔ اُسپر حضرت آدم علیہ السلام قیامت کو دعویدار ہونگے
پس تم خوف نکرو اور خوشخبری سن رکھو۔ تمہارا پیشہ تبادلہ کا ہے۔ اور حضرت

تمکو بہشت میں لے جاویں گے۔"

اور اسی روایت میں ہے۔ کہ حضرت آدمؑ نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ میرے پیٹ میں چیونٹیں سی کاٹتی ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا یہ بھوکھ ہے۔ پھر جبرئیلؑ جاکر دو سرخ رنگ بیل لائے اور آپ سے زراعت کے آلات بنواکر زمین جوتوائی۔ سب سے پہلے زمین آدمؑ نے جوتی ہے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ گیہوں لائے۔ حضرت آدمؑ نے کہا انکو کیا کروں۔ کھالوں۔ کہا نہیں زمین میں بو دو۔ آپنے بو دیئے۔ وہ اوگ آئے۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا کہ انکو کھاؤں۔ کہا ابھی نہیں ~~ پھر آپ کو اس کا کاٹنا سکھایا۔ جب کٹ چکی پوچھا اب کھاوں۔ کہا نہیں۔ پھر گاہنا سکھایا۔ جب کھلیان گاہا گیا تو پوچھا اب کھالوں۔ کہا نہیں اب صاف کرو (اوڑاؤ) جب اوڑالیا تو کہا۔ اب کھاؤں۔ کہا نہیں۔ پھر دو پتھر لاکر آپ کو پیسنا سکھایا۔ جب وہ پس گئے پوچھا اب تو کھاؤں۔ کہا ابھی نہیں۔ پھر آپ سے آٹا گوندھوایا۔ پوچھا اب کھاؤں تو

بڑی بالیں نکلیں اور زراعت پک گئی حضرت آدمؑ نے پوچھا اب کھالوں۔ کہا ابھی نہیں۔

ع؎ اگر کوئی کہے کہ مشاہدہ سے جولاہوں کا اکثر کم عقل ہونا ظاہر ہے۔ اور کم عقلی و سفاہت میں وہ ضرب المثل ہیں مستطرف میں لکھا ہے کہ "مجاہدؒ آیت واتبعک الارذلون کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ارذلون سے جولاہے اور موچی مراد ہیں" جواب یہ ہے کہ جن حرفوں میں بیٹھے رہنے کا کام ہے اور گھر سے نکلنے اور سیر و سیاحت اور چلنے پھرنے۔ مختلف لوگوں سے ملنے ملاقات کرنیکا اتفاق نہیں ہوتا۔ اس سے عقل اور معلومات اسی مقام تک محدود رہتے ہیں۔ جہانتک اس کا مشغلہ ہے۔ معلم اطفال ملا کی عقل اور اس کی معلومات مکتب کے اور جولاہہ وغیرہ کی عقل اور معلومات انکی کارگاہ کے احاطہ میں محدود رہتی ہیں۔ اس سے ان حرفوں میں کوئی شرعی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ ہم نے بچشم خود اس قوم کے بعضے لوگ عقل و فراست میں دینی اور دنیاوی امور کے فہم میں ایسے دیکھے ہیں۔ جنپر عویذر اقوام کو رشک اور حسد کی آگ میں سپند وار طپیاں اور سوزشیں پائے گئے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

کہا ابھی نہیں۔ اب ایک گڑھا (تنور) کھود کر اس میں لکڑیاں ڈالکر آگ سلگاؤ۔ آپ نے یہ بھی کیا۔ یہانتک کہ روٹی تیار کی۔ پس روٹی بھی سب سے پہلے حضرت آدمؑ ہی نے پکائی ہے۔ جب تنور سے روٹی نکلی آپ نے پوچھا اب کھاؤں کہا ٹھنڈی ہونے دو۔ جب ٹھنڈی ہوئی اور آپ نے کھائی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہا کہ کسقدر محنت اور مشقت کا کام ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ سے حق تعالےٰ کا یہی وعدہ ہے (یعنی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو فرمایا کہ اِنَّ ھٰذا عدو لك و لزوجك فلا یخرجنکما من الجنة فتشقیٰ ع) اب آپ کا اور آپکی اولاد کا یہی کام ہیگا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت اور ماتھے کے پسینہ سے روزی پیدا کر کے کھاویں۔" حضرت آدمؑ نے کہانا کھا کر اپنے اندر ایک قسم کی تکلیف اور طلب کا ہونا بیان کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اس کدال سے زمین کو کھودو۔ آپ نے کھودنا شروع کیا۔ ابھی گھٹنوں تک زمین کھدی تھی کہ پانی کا چشمہ نکل آیا۔ اُس میں سے پانی پیا۔" معلوم ہوا کہ کنواں بھی اول آپ ہی نے کھودا ہے۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ جب آپکو پاخانہ اور پیشاب ہوا۔ تو اُن کی بدبو سے رنجیدہ ہوئے (بہشت کے عیش اور وہاں کی پاکیزگی کو یاد اور دنیا کی مشقت اور نجاست کو مشاہدہ کر کے) ستر سال تک روتے رہے۔" اس روایت سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام

ع ترجمہ۔ بالتحقیق یہ شیطان تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے دیکھنا۔ یہ تم کو جنت سے نہ نکالدے پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ ۱۲ منہ رحمہ

کو دنیا میں آتے ہی حوائج کے باعث بے اختیار مشقت میں پھنسنا پڑا۔ اگر حقتعالےٰ کو ان کی اولاد کا بیکار رکھنا اور بیٹھے بٹھائے دستِ غیب پہنچانا یا دوسروں کا دست نگر رکھنا منظور اور پسند ہوتا تو حضرت آدمؑ اور حواؑ ہی کو حرفت کی مشقت میں نہ ڈالتا۔ بہشت سے نہ نکالتا۔ وہیں عیش اور آرام سے بے مشقت رہتے۔ یا دنیا ہی میں اُن کے لئے عمر بھر آسمان سے دسترخوان اور تیار کھانا پہنچا کرتا۔ یہ ہماری سخت خام خیالی ہے کہ باوا آدمؑ پر بھی فوقیت ڈھونڈنے لگے اور حق تعالیٰ پر اپنا اتنا حق سمجھنے لگے کہ ہمکو بیٹھے بٹھائے روزی پہنچایا کرے۔ یہ امر عادت الٰہی کے خلاف ہے۔ عادت کے خلاف احیاناً اور اتفاقاً کسی اپنے خاص بندے کیلئے اسکی یا دین کی خاص ضرورت اور مصلحت کیلئے غیب سے خوان لگا کر کھانا بھیجدینا یا زمین کا خزانہ کھولدینا اور بات ہے اور ہر شخص کیلئے ہمیشہ ایسا ہی کیا کرنا اور بات۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس عالم کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور اسباب وسائط کو اپنے فعل کا روپوش کیا ہے۔ فی الحقیقت دینے والا وہی ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دعا سے جو آسمانی مائدہ (کھانے کا بھرا ہوا خوان) چالیس روز اترا تھا۔ وہ خاص مسکین فاقہ کشوں اور بیماروں اور مبروصوں اور جذامیوں اور کسب نکر سکنے والے عاجزوں اپاہجوں اور بچوں اور بوڑھوں کے لئے قوت لایموت کے طور پر تھا۔ کبھی خود حضرت عیسےٰ نے تو اسکو چکھا ہی نہیں۔ وہ مستحق لوگ جب اُس میں سے (مارے ہوس کے) اُٹھا کر رکھنے لگے اور مالدار کھانے لگے تو وہ ممتلج ہوئے اور

بندر کی صورت ہو کر مرے۔ نیز کتاب مذکور میں بروایت حضرت عبداللہ
بن عباسؓ حضرت نوحؑ کو نجار لکھا ہے اور حضرات موسٰےؑ اور شعیب اور ہمارے
آقا سیدنا محمد (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کا پیشہ مویشی چرانا لکھا ہے۔"
تفسیر فتح العزیز میں تحت آیہ یا ایھا الذین امنوا کلوا من طیبات ما
رزقناکم کے لکھا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم اور حضرت لوط
علیہم السلام کا پیشہ زراعت تھا۔ اور حضرت ادریسؑ کا پیشہ کپڑے سینا اور
اور ہود اور صالح علیہم السلام کا پیشہ تجارت اور شعیبؑ کا مویشی رکھنا اور
حضرت داؤدؑ کا زرہ بافی تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام برگ درختان
کے زنبیل اور بورئیے بنا کر اس سے معاش پیدا کرتے تھے۔" اور بروایت
محمدؒ بن منذر لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب باری (عز اسمہ)
میں عرض کی کہ خداوندا میں چاہتا ہوں کہ میری عمر کے تمام انفاس تیری
حمد اور تسبیح میں صرف ہوں۔ لیکن تو نے مجھکو کسب اور زراعت وحرفت میں
مشغول کر دیا ہے۔ پس مجھکو ایسی چیز تعلیم فرما کہ تمام حمد اور تسبیح کو جامع ہو
ارشاد ہوا کہ صبح شام تین بار یہ کہا کرو۔ الحمد للہ رب العلمین حمدا یوافی
نعمہ ویکافی مزید کو ۔ اور تحت آیۃ وعلم آدم الاسماء کلہا کے حاکم اور
ابن عساکر کی روایت لکھی ہے کہ حضرت آدمؑ کو تعلیم اسماء کے ضمن میں حقتعالے

؎ سیدنا موسیٰ اور سیدنا شعیب (علیہما السلام) کا حال خود قرآن مجید میں موجود ہے کہ حضرت
شعیبؑ مویشی رکھتے تھے اور حضرت موسیٰؑ نے آٹھ یا دس سال اُن کے پاس بکریاں چرائیں ۱۲ منہ رحمہ

؎ دیکھو حقتعالی نے اس موقعہ پر آدمؑ کو یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ کسب اور حرفت چھوڑ کر کل یا اکثر اوقات تسبیح پڑھا کرو۔ بلکہ مختصر الفاظ کی ایک دعا بتلا دی کہ صبح وشام اسکا تین تین بار کہہ لینا ہی ہمکو قبول اور منظور ہے کسب حرفت بدستور ۱۲ منہ رحمہ

نے انواع اور اقسام کے ایکہزار حرفے تعلیم کئے اور ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو
کہدو کہ اگر تم دنیا سے صبر نہ کرسکو تو ان حرفوں سے دنیا حاصل کرو۔ دنیا کو
دین کے ساتھ حاصل نہ کرنا۔ دین خالص میرے لئے ہے" کتاب فوائح الحرفہ
بشرف الحرفہ (مؤلفہ نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم) میں علامہ سیوطی
کی اصول لغت سے منقول ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ آیہ وعلم
آدم الاسماء کلھا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حقتعالی نے آدم علیہ السلام کو
ہزار حرفے تعلیم کئے جنکی کہ اولاد آدم کو حاجت پڑنے والی تھی جیسیکہ حقتعالے
نے اُن کو سب زبانیں (عربیؔ فارسیؔ سریانیؔ عبریؔ ہندی وارد و انگریزی
وغیرہ وغیرہ) تعلیم کی تھیں۔ پھر حضرت آدم نے ہر چیز کا نام رکھا۔ وہی نام
قیامت تک چلا جاویگا۔ جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی تو ہر ایک نے اُن
سے ایک زبان اور ایک حرفہ کو سیکھا۔ آدمیت کے کمالات حاصل کرنے کی
جسکو جتنی استعداد اور قابلیت تھی وہ اُتنا ہی ماہر صنّاع اور محترف ہوگیا۔
اور وہ حرفے قرناً بعد قرنٍ اور بطناً بعد بطنٍ اُنکی اولاد میں باقی رہگئے۔ ہر ایک
حرفہ اُسی شخص کی طرف نسبت کیا جاتا ہے۔ جس سے اُسکی ابتدا ہوئی تھی اور
اُسکے ہاتھ پر متعین ٹھیرا تھا۔ جیسے لکھائی اور سلائی کے حرفے حضرت ادریسؑ
سے منسوب ہیں۔ علّامہ سکتویہی نے محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر میں
لکھا ہے کہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس حرفہ کا واضع اول معلوم نہو اسکی نسبت
حضرت آدم علیہ السلام کیطرف کرنی چاہیئے۔ کیونکہ حضرت آدمؑ ہر ایک کمال کے[۱]

[۱] اصل اور حقائق اکوان و احوال کے معدن تھے۔ وھو اول خلیفۃ ظھر با لکمالات
الکائنۃ فی الاکوان۔ اور اخذ حرفہ کا بوقت ضرورت

کافر سے بھی جائز ہے۔ کیونکہ بنی آدم حرفتوں کے حاجتمند ہوتے ہیں۔[۱] پھر کتاب مذکور کے دوسرے مقام میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے صنعتوں اور حرفتوں کے آلات اور اوزار ایجاد اور ظاہر کیئے اور تمام اشیاء کے حقائق اور خواص کا اور لغتوں اور اصول علم کے اسموں اور ناموں کا اور بشری صنعتوں اور حصول معاش کی تمام حرفتوں کا (جنپر قیامت تک اعتماد کیا جاتا ہے) اُنکو الہام ہوا وہ حضرت آدم (علیہ السلام) ہیں۔ جب آپ جنت سے اُترے تو اُنکے ساتھ سوزن[۲] اور مطرقہ اور سنداں اور کلبتاں تھے محاضرۃ الاوائل میں لکھا ہے کہ سب سے اول خلق کا ظہور کمونِ علمی سے حضرتِ مثالِ کونی کی طرف یوں ہوا کہ حقتعالی نے عالمِ ذر میں آدم (علیہ السلام) کی پشت سے اُنکی ذرّیت کو نکالا اور اُن پر تمام صنعتیں اور حرفے قیامت تک کے لیے پیش کئے اور اختیار دیا کہ جو کوئی جس صنعت اور حرفے کو چاہے پسند کر لے۔ چنانچہ ہر انسان نے اپنی استعداد کے موافق ایک صنعت اختیار کر لی۔ جب وہ وجود دنیاوی میں آئے تو ہر شخص کی زبان اور ہاتھ پر وہی صنعت اور حرفت جاری ہوئی جو اُس نے عالم ارواح میں پسند کی تھی اُسی بنیاد پر روحوں میں تعارف[۳] و تناکر اور تعلیم و تعلم واقع ہوا۔ ہر ایک روح نے اپنی جنس سے وہی کمالات دمیہ

---

[۱] اور اسلیئے بھی کہ فی الحقیقت اس حرفہ کا علم بھی حضرت آدم علیہ السلام ہی کا ایک ورثہ اور ترکہ ہے جیسا پہلے مذکور ہوا۔ اور حدیث صحیح ہے کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فہو احق بہا حیث وجدہا ۱۲ منہ عفی عنہ

[۲] سوزن سوئی۔ مطرقہ ہتھوڑا اور گھن۔ سنداں اہرن۔ کلبتان سنڈاسی جس سے گرم لوہے کو پکڑتے ہیں۔ کذا فی الغیاث ۱۲ منہ عفی عنہ۔ [۳] تعارف یعنی شناخت اور تناکر عدم شناخت ۱۲ منہ عفی عنہ

حاصل کئے جو اس کی استعداد کے مناسب تھے اور تعارفِ ازلی روحانی کے وقت پسند ہو چکے تھے۔ ارواح کا ایک گروہ الگ رہا اس نے کوئی حرفہ اختیار نہ کیا اور عرض کیا کہ اے پروردگار ہمکو ان میں سے کوئی حرفہ پسند نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکے لئے مقاماتِ عبودیت اور کمالاتِ عبادت کو ظاہر فرمایا عرض کیا قد اختر نا یا مولانا خدمتك یعنی اے ہمارے مولا ہمنے تو حضور کی خدمت ہی اختیار اور پسند کرلی ہے۔ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ یا عبادی وعزتی وجلالی لا شفعنکم غدا فیمن عرفکم واحبکم وخدمکم رواہ السیوطی۔ یعنی اے میرے بندو مجھکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ جو لوگ تمہارے رتبے کو پہچانیں اور تمسے محبت رکھیں اور تمہاری خدمت کرینگے میں اُنکے حقمیں ضرور تمہاری شفاعت قبول کرونگا۔ چنانچہ حضرت امام حسن (علیہ السلام) بھی فرماتے ہیں۔ اتخذوا عند الفقراء ایادی فان لھم دولتہ یوم القیامۃ رواہ السیوطی۔ اسکا یہی مطلب ہے کہ فقیروں کے ساتھ سلوک کرو کیونکہ وہ لوگ قیامت کے دن دولتمند ہونگے۔ مؤلف کتاب مذکور کہتے ہیں کہ فقیروں سے صالح اور پرہیزگار اور ظاہر باطن کی صفائی ستھرائی والے اور دیندار لوگ مراد ہیں۔ نہ اہل باطل شیوخ اور پیرزادے۔

تشاغل قوم بدنیا ھم ... وقوم تخلوا بمولاھم
فالزمھم باب مرضاتہ ... وعن سائر الخلق اغناھم

ترجمہ۔ قولہ تشاغل الخ۔ یعنی ایک قوم اپنی دنیا میں مشغول ہوئی۔ اور ایک قوم (سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر) اپنے مولا کے دھیان اور حضوری کے ساتھ مشغول ہوئی۔ اس قوم کو مولا پاک نے اپنی خوشنودیوں کے در کا حاضر باش کر دیا اور تمام خلقت سے ان کو بے پروا کر دیا۔

اس کے بعد رسالۂ مذکور میں بعض حرفوں اور کاموں کے اور اُن کے (سب سے اول) کرنے والے نبیوں کے نام لکھے ہیں۔ جنکو ہم مع بعض فوائد کے اس جگہ بطور انتخاب نقل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

(۱) جس نے سب سے پہلے سر پر پگڑی باندھی حضرت آدم (علےٰ نبینا و علیہ السلام) ہیں۔

(۲) اپنا ختنہ بھی سب سے اوّل حضرت آدمؑ نے آپ کیا۔ اس سے دستار بندی اور حرفہ حجامت کا جواز نکلا۔

ف بقول بعض ختنہ کا ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے۔

(۳) سب سے پہلے کھیتی آدمؑ نے کی گیہوں بوئے۔ قسم قسم کے میوے اور درخت لگائے۔

(۴) جس نے سب سے پہلے درہموں اور دیناروں پر نقش کیا اور سکّہ بنایا حضرت آدمؑ ہیں۔ شیخ علاّمہ سیوطیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ اللّٰہ دراہم والدنانیر خواتم اللّٰہ فی ارضہ فمن جاء بخاتم مولاہ قضیت حاجتہ اس سے دار الضرب کی حلت نکلی۔

(۵) سب سے پہلے حضرت آدم نے مختلف زبانوں میں کتابیں لکھیں۔

(۶) سب سے پہلے جس نے سوئی سے سیا اور درزی کا پیشہ کیا۔ ادریسؑ ہیں۔

ترجمہ لہ۔ درہم اور دینار (یعنی چاندی اور سونے کے سکے) حقتعالیٰ کی مہریں ہیں زمین میں۔ پس جو کوئی اپنے اللہ کی مہر لیکر آویگا اس کی حاجت روائی ہو ہی جاویگی۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

آپ سے لکھائی کرنا اور تلوار وغیرہ ہتھیاروں کا اور زین کا بنانا۔ اور انکے سوا اور بہت سے حرفے جاری ہوئے۔ دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ سب سے پہلے لقمان (علیہ السلام) نے درزی گری کا پیشہ کیا ہے۔ پس دونوں حضرات نے درزی کا کام کیا ہوگا۔

ف ف روایت ہے کہ درزی گری نیکمردونکا کام ہے اور چرخہ چلانا (سوت کا کاتنا) اور اوٹیرنا نیک بیبیوں کا حرفہ ہے۔

تنبیہ تنبیہ۔ عوام کا یہ کہنا کہ صنعت زین ولگام وتلوار جمشید سے نکلی محض غلط ہے۔

(۷) سب سے پہلے جس نے کشتی بنائی حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ یہ ہی حرفہ درودگری اور نجاری ہے۔

ف ف تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ نمبر ۲۴۳ بیان صناعت نجاری میں لکھا ہے کہ اگرچہ حضرت نوحؑ کا اس حرفہ میں اُستاد اور اقدم ہونا ممکن ہے لیکن آپکی اولیت پر کسی روایت سے دلیل قائم نہیں ہوتی۔ اور نوحؑ کی وصیت سے یہ ہی مراد معلوم ہوتی ہے (واللہ اعلم) کہ پیشۂ نجاری ایک بہت قدیمی پیشہ ہے اور حضرت نوحؑ کے قصہ سے پہلے زمانہ کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی ہے (کہ اوسوقت سے اس حرفہ کا ابتدا سمجھیں) پس گویا حضرت نوحؑ ہی اس پیشہ کے اوّل اُستاد ہیں۔

(۸) سب سے پہلے جسنے سرمونڈا ابراہیمؑ ہیں۔ صنعت حلاقت وختانت انہی کی طرف منسوب ہے۔

(۹) سب سے پہلے صابون سلیمان (علیہ السلام) نے بنایا ہے۔
(۱۰) سب سے پہلے کاغذ یوسف (علیہ السلام) نے بنایا ہے۔
(۱۱) زمرۂ انبیاء میں سے سب سے پہلے تجارت حضرت صالح یا حضرت ایوب (علیہما السلام) نے کی ہے۔ اور ہمارے حضرت سرور انبیاء (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بھی اپنی شادی سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مال فروخت کیلئے ملک شام کیطرف لیجاتے تھے۔ ملّتِ اسلام میں اول بائع و مشتری حضور ہیں۔
(۱۲) سب سے پہلے بکریاں حضرت شعیب (علیہ السلام) نے چرائی ہیں حضرات موسیٰ و اسحاق و یعقوب (علیہم السلام) نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔
ف۔ آگے حدیث مرقوم ہوئی۔ کہ بکریاں سب پیغمبروں نے چرائی ہیں اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کیطرف شبانی کی نسبت بکریوں ہی کے چرانے سے ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہے۔ قال ھی عصای اتوکأ علیھا و اھش بھا علی غنمی اور ملتِ اسلامیہ میں سب سے اول ہمارے حضرت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے چرائی ہیں۔
ف مسجد ابا صوفیہ میں ایک اہل ریاست مولوی نے صاحب محاضرہ کے اوستاد پر (اون کے غیبت میں) ایکبار طعن کیا تھا کہ "وہ جوانی میں بکریاں چراتا تھا اب وہ علم میں ہم پر بڑھتا ہے"، اونھوں نے اسکو سنکر جواب دیا کہ ہاں میں بکریاں چراتا تھا اور مجھکو کتب فقہ کے چار متن معہ متنِ فرائض

وشرح سید زکی بان یاد تھے۔ میں اپنی لاٹھی ٹیک کر مسائل شرعیہ میں فکر کیا
کرتا اور گاؤں والونکو فتوے دیتا تھا۔ جو کوئی حضرات انبیاء کے اس حرفہ
پر کسیکو عار دلاتا ہے اسپر کفر کا خوف ہے۔ اور میں اب بھی بکریاں چرانے سے
کچھ عار اور انکار نہیں کرتا ہوں۔

(۱۳) انبیاء (علیہم السلام) میں سب سے پہلے سیاحت اور علایق سے تجرد حضرت
عیسٰے نے کیا ہے۔ انکے یار و اصحاب کپڑے دھوتے تھے۔ اس سے
سیاحت کا اور دھوبی کے حرفہ کا جواز نکلا۔

(۱۴) سب سے پہلے آہنگری (لوہے کا کام) حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا
زرہ بنائی۔

(۱۵) حضرت سلیمان علیہ السلام (باوجودیکہ تمام روے زمین کے اور جن و
انس کے بادشاہ تھے آپ) اپنے ہاتھ کے عمل سے معاش حاصل کرتے تھے
زنبیلیں اور بوریئے بناکر فروخت کراتے تھے۔

(۱۶) سب سے پہلے تانبے کا کام بھی حضرت سلیمانؑ نے کیا ہے۔

(۱۷) لقمان علیہ السلام نے درزی کا پیشہ کیا ہے۔

(۱۸) حضور سرور عالم (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا کپڑا سیتے اور جوتا گانٹھتے
تھے۔ اسلام میں سب سے پہلے یہ کام آپ نے کئے ہیں)

(۱۹) حضرت عیسٰے کا خاندان اور حضرت زکریا درودگری یعنی باڑھی کا کام کرتے
تھے۔ ہمارے حضرت صلعم نے اسلام میں سب سے پہلے یہ کام کیا ہے کہ ایک غریب

انصاری کی کلہاڑی میں اپنے مبارک ہاتھوں سے دستہ بنا کر ڈالا۔
(۲۰) سب سے پہلے جسنے پوستین بنایا اور اُسکو پکا کر پاک کیا اور درندوں کا شکار کر کے اُنکی کھال پہنی بنی آدم کا دوسرا بادشاہ ہوشنج شاہ نامی تھا۔ پھر ادریسؑ کے زمانہ میں کپڑے سینے کا رواج نکلا۔ اس سے حرفہ خیاطت اور پوستین دوزی کا جواز ثابت ہوا۔
(۲۱) چمڑے کی دباغت کا پیشہ سب سے اول حضرت داؤد (علیہ السلام) کے صحابی طالوت نے کیا تھا۔ اُسکو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی بادشاہی عطا کی
(۲۲) جسنے سب سے پہلے دیگچی تراشی بنو ہطف قبیلہ کنانہ یا قبیلہ اسد میں سے تھے
(۲۳) سب سے پہلے ترازو کی زبان عبداللہ بن عامر نے بنائی۔ پہلے شاہین سے تولتے تھے۔
(۲۴) سب سے پہلے جس نے شیشہ گری نکالی اور پتھر آبگینہ بنایا فیلسوف منجم اُموی ہے وہ ۲۷۴ھ میں تھا۔ ترتیب موسیقی اور آلہ میقات نام کا بھی وہی موجد ہے۔ اس آلہ سے اوقات کی شناخت ہوتی ہے۔
(۲۵) عورتوں میں سے سب سے پہلے جس نے کپڑے کی قطع بُرید نکالی اور سیا حضرت سارہ (علیہا السلام) ہیں۔
(۲۶) سب سے پہلے جسنے اسلام میں مہمان خانہ بنایا حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔
(۲۷) جسنے سب سے پہلے نشان کھڑا کیا۔ کمان بنائی اور راہ خدا میں چلائی ابراہیمؑ ہیں۔

(۲۸) سب سے پہلے جسنے جہاد کیا - اور قلم سے لکھا اور حساب میں نظر کی اور روئی کا کپڑا پہنا اور وہ جاری کیا حضرت ادریسؑ ہیں -

(۲۹) جسنے سب سے پہلے دودھ دوہا ـ پنیر بنایا ـ گھی نکالا (یعنی انبیا (علیہم السلام) میں سے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں - انھوں نے قید خانہ میں یہ کام کیئے تھے -

(۳۰) خطوط اور نقوش کے ساتھ تفاول سب سے پہلے ایک نبی نے انبیاء میں سے کیا ہے - بقول بعض وہ نبی حضرت دانیال (علیہ السلام) تھے - حدیث شریف میں آیا ہے کہ جسکا خط اُس نبی کے خط سے مطابق پڑجاتا ہے وہ ٹھیک آجاتا ہے - ورنہ غلط ہوجاتا ہے -

**ف** - اس زمانہ میں جو رَمل موجود ہے وہ شگون اور کہانت کے قبیل سے ہے - اور شرک ہے -

**فال** - جو حضرت سرور عالم (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور سلف کو پسند تھی وہ نیک اور خوشخبری کے لفظ سننے کی رغبت تھی وبس - نہ کسی بُرے لفظ یا خبر بد سے دل میں کچھ تردد ہوتا تھا - نہ کسی لفظ یا صورت سے گذشتہ اور آئندہ زمانہ کی خبر حاصل کیجاتی تھی - نہ کسی وقت یا شئے کو سعد اور نحس سمجھا جاتا تھا - نہ اُسپر اعتماد اور بھروسہ کرکے کوئی کام کیا یا چھوڑا جاتا تھا - جیسا کہ مروجہ حال کے فال اور شگون میں یہ باتیں ہوتی ہیں - اسی لئے یہ مروجہ شگون اور فال حرام اور شرک ہیں - کذا فی المحاضرہ -

(۳۱) (ایسے ہی) سب سے پہلے ہمسروں اور دشمنوں سے مبارزت اور کشتی حضرت داؤد علیہ السلام نے کی۔ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوجہل کو کشتی کیلئے بلایا۔ کشتی کری اور اٹھا کر اوندھا دے مارا۔ حضرات علی وحمزہ وعبیدۃ بن الحارث (رضی اللہ عنہم) نے جنگ بدر میں کفار سے کشتیاں کی ہیں۔ پہلوانوں کے سردار پیغمبروں میں داؤد علیہ السلام ہوئے اور اولیا میں حضرت علیؓ۔

(۳۲) انبیا میں سب سے پہلے اپنی جان کو موسیٰ علیہ السلام نے متاجر بنایا۔ اور مزدور ٹھیرایا۔ قرآن مجید میں ہے ان خیر من استاجرت القوی الامین حضرت سید الانبیاءؐ قبل بعثت سیدتنا خدیجہؓ کی طرف سے گماشتہ تجارت ہو کر شام کی طرف گئے تھے۔ اور سب سے پہلے (منجملہ اولیا کے) حضرت علی مرتضیٰ نے مزدوری پر ایک باغ کی آب کشی کی تھی۔ ابراہیم بن ادھمؒ۔ باغوں اور کھیتوں کی نگاہبانی کی مزدوری کرتے۔ رات کو نماز پڑھتے تھے۔

**حکایت** حضرت داؤدؑ نے دیکھا کہ کئی فرشتے مردوں کی صورت میں اُنکی بابت آپس میں تنازع کرتے ہیں۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ہم داؤد میں کوئی عیب اسکے سوا نہیں دیکھتے کہ وہ اپنے ہاتھ سے روزی کما کر نہیں کھاتا۔ اور کوئی پیشہ نہیں کرتا ہے۔ اُسیوقت سے حضرت داؤدؑ نے زرہ کا بنانا اختیار کیا۔ اسکے بنانے میں انکا معجزہ بھی تھا اور اسیطرح سب انبیاءؑ کے حرفے معجزات کے قبیل سے تھے۔ اور کسی نے کیا خوب

کہا ہے۔ ؎

توکل علی الرحمٰن فی الامر کلہ | ولا ترغبن فی العجز یوماً عن الطلب
الم تر ان اللہ قال لمریم | وھزی الیک الجذع یساقط الرطب
ولو شاء ان تجنیہ من غیر ھزہ | جنتہ ولکن کل شئ لہ سبب

انتہٰے مافی الرفو۔

نواب صاحب ممدوح نے رسالہ سعۃ المجال میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بزاز۔ اسمٰعیل علیہ السلام کو صیّاد۔ عیسےٰ علیہ السلام کو درودگر لکھا ہے۔ طلائع المقدور میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بزّازی اور زراعت دونو کام کرتے تھے۔ اور اسحٰق ویعقوب وشعیبؑ موسیٰ وہارون (علیہم السلام) راعی تھے اور یوسف علیہ السلام مصر کے وزیر رہے۔ ایوب علیہ السلام سوداگر تھے۔ الیاس علیہ السلام کپڑا بنتے تھے۔ زکریاؑ اینٹیں بناتے اور پجایا لگاتے (اس رسالہ میں دوسری جگہ انکو نجّار بھی لکھا ہے) قابیل کو حراث ہابیل کو شبان لکھا ہے۔ طالوتؑ کو لکھا ہے کہ دباغ تھے یا راعی" (ممکن ہے کہ دونوں کام کرتے ہوں)۔ رسالہ ملفوظ خواجگان چشت میں لقمانؑ کو تاجر اور داؤدؑ کو آہنگر لکھا ہے" انیس الواعظین میں آدمؑ کا زرگری کرنا اور شعیبؑ کا کپڑے بننا اور یوسفؑ کا ٹوپیاں سینا بھی لکھا ہے۔

بعضے رسالوں میں حضرت نوحؑ کا تجارت کرنا اور حضرت عیسےٰؑ کا صباغی۔ یعنی رنگریزی کرنا۔ اور حضرت ادریسؑ کا بافندگی یعنی جولاہہ کا کام کرنا۔ اور حضرت

ابراہیم اور لقمان علیہما السلام کا معماری کرنا لکھا ہے۔

مندرجہ بالا تحریر میں حضراتِ انبیاءِ سابقین کا کسبِ معاش کرنا بخوبی مذکور ہو چکا حضرت سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا حال اگرچہ اوراقِ گذشتہ میں کچھ مرقوم ہو چکا ہے مگر اس موقع پر بھی ہم (اس قند میں کسیقدر تفصیل کی حلاوت بڑھا کر مکرر ہدیۂ احباب کرتے ہیں۔ آپ کے دو زمانے ہیں ایک قبل از نبوۃ۔ دوسرا بعد از نبوۃ۔ نبوۃ سے پہلے ابتدا میں آپ کا بھیڑ بکری چرانا اور پھر آخر میں تجارت کرنا اور اُس کے لئے سفر میں بھی تشریف لیجانا بخوبی ثابت ہے۔ چنانچہ یہ دونوں امر تفسیر فتح العزیز کے اندر سورۂ ضحٰے کی تفسیر میں مفصل طور پر مذکور ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت حضرت ابوہریرۃؓ مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مامن نبی الارعی الغنم فقال اصحابہ وانت فقال نعم کنت ارعی علے قراریط لاھل مکۃ یعنی جسقدر انبیاء ہوئے سب نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپ نے یا حضرت۔ فرمایا ہاں۔ میں بھی مکہ والوں کی (بکریاں) قیراطوں پر چراتا تھا۔ (قیراط کوئی چھوٹا سا سکہ تھا۔ جیسے یہاں پیسے)

اور تجارت آپ نے حضرت خدیجہ کی طرف سے (اُن کے نکاح سے پہلے اور بعد نکاح بھی) کی ہے۔ اور اُس کیلئے قبل از بعثت آپ نے سفر بھی کئے ہیں۔

بعثت یعنی نبی ہو جانے کے بعد اگرچہ دین کے بڑے بڑے ضروری کاموں اور مہموں میں مصروفیت کے باعث آپ نے اپنے دستِ مبارک

سے صنعت اور حرفت کیطرف توجہ نہیں فرمائی کیونکہ اول تو تبلیغ اسلام اور مسلمانوں کے ضروری امور کی اصلاح وتدبیر اُن کے نزاعوں کا تصفیہ وغیرہ وغیرہ کام بحکم خداوندی مقدم تھے۔ دوسرے جہاد کرنا (یعنی حفظ امن وحفاظت ونگہبانی شعائر وارکانِ اسلام وجان ومال وآبروے مسلمین کے لئے فتنہ اور مزاحمت کرنے والے کفار اور مشرکوں سے لڑنا) اور غنیمت کے حصہ سے اپنے ضروری مصارف کا چلانا بھی حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیلئے تمام صنعتوں اور حرفتوں سے ادنےٰ وافضل بلکہ اہم اور زیادہ تر ضروری تھا۔ مگر باایںہمہ آنحضرت صلعم سفر کے اندر اپنے اصحاب اور خادموں کے ساتھ تیاریِ طعام وغیرہ کے کاموں میں اُنکے شریک حال رہتے۔ یہانتک کہ جنگل سے لکڑیاں چنکر خود لے آتے تھے۔ حضر میں بھی بعض اوقات گھر کے کاموں میں اہلخانہ اور خادموں کو مدد دیتے تھے چنانچہ صحیح حدیث ہے کہ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی مھنۃ اھلہ حضور اپنے کپڑوں کا پیوند پارہ کر لیتے اور اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔

اب صحابۂ کرام اور صلحاءِ امت محمدیہ کے حرفت اور کسبِ معاش کا حال بھی ہدیۂ ناظرین ہوتا ہے۔

منجملہ اصحاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر صحابہ تجارت اور زراعت کرتے تھے۔ اور بعضے محنت ومزدوری اور کرایہ شتر وغیرہ۔ صحیح بخاری میں باب کسب الرجل وعملہ بیدہٖ ایک مستقل باب رکھا ہے۔ اس میں

حدیثوں سے اپنے ہاتھ کی مشقت کے ساتھ معاش پیدا کرنے کا فضل
اور صحابۂ کرام کا معاش کے کاروبار میں مصروفیت رکھنا بیان کیا ہے۔
مشکوٰۃ شریف میں رافع بن خدیج سے مروی ہے۔ کنا اکثر اهل المدینۃ
حقلاً یعنی ہم اکثر اہلِ مدینہ کاشتکار تھے۔ امام بخاری نے روایت کیا ہے
کہ زراعت کری حضرت علی اور سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود اور
عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہ اور آلِ ابی بکر اور آلِ عمر اور آلِ علی اور
ابنِ سیرین (رضی اللہ عنہم) نے ابن الاسود نے کہا ہے کہ میں زراعت میں
عبدالرحمن ابنِ یزید کا شریک تھا۔ مشکوٰۃ شریف سے حضرت زبیرؓ
کا زراعت کرنا ثابت ہوتا ہے۔

جو صوفیہ کرام غلبۂ حال میں یا بضرورت و معذوری ترکِ مکاسب کر بیٹھے
انکا ذکر ہی کیا کرنا ہے۔ ورنہ بزرگوں نے اپنے ہاتھ کے عمل سے معاش
پیدا کی ہے۔ رسالہ رفو الخرقہ میں یہ بیان بھی کسیقدر زیادہ تفصیل کے ساتھ
مذکور ہے۔ ہم اس سے کچھ خلاصہ کے طور پر نقل کرتے ہیں۔ اس میں لکھا
ہے کہ غالب صحابہ و تابعین و تبع تابعین و رواۃِ حدیث و علماء دین و
مجتہدانِ شرعِ متین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اہلِ حرفہ
گذرے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بزازؓ حضرت عمر فاروقؓ بھی بیع و
شرا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ تاجر تھے۔ اولیاء اللہ میں کوئی نساج
کوئی حزاز کوئی دقاق کوئی حداد کوئی وراق۔ کوئی قصار۔ کوئی حلاج۔ کوئی
جمال۔ کوئی خواص تھا و علےٰ ہذا القیاس الخ دوسری جگہ لکھا ہے کہ

حضرت شیخ احمد نسبتی قطب وقت سنیچر کو اجرت پر کام کرتے پھر ہفتہ بھر عبادت کرتے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے مزدوری پر ایک باغ میں پانی دیا ہے جیسا ابھی ذکر ہو چکا ہے مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ نے کتاب فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ میں حضرت امام اعظم (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے شاگرد رشید امام حسن ابن زیاد اور شیخ محمود ابن محمد ابوالمحامد بخاریؒ (رحمہما اللہ) کو لولوی (یعنی گوہر فروش) لکھا ہے۔ امام حسن ممدوح بڑے بیدار مغز ذہین اور ہشیار فقیہہ تھے۔ ۱۹۴ھ میں کوفہ کے قاضی ہوئے۔ پھر مستعفی ہو گئے۔ سنت کے بڑے متبع اور محب تھے۔ جو کپڑا خود پہنتے وہی اپنے غلاموں کو پہناتے ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ شیخ محمود ابن محمد موصوف فقیہہ۔ محدث۔ حافظ۔ مفسر۔ اصولی۔ متکلم۔ ادیب تھے۔ ۶۲۷ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے اور ۶۷۱ھ میں شہید ہوئے۔

شیخ ابو سہل بڑے صاحب علم و فضل اور قوی المناظرہ عالم زجاجی یعنی نگینہ فروش تھے۔

شیخ عبدالعزیز ابن احمد بن نصر بن صالح شمس الائمہ بخاری (رحمہ اللہ) ایک جلیل القدر امام اور صاحب تصانیف مفیدہ عالم تھے۔ ۴۴۸ھ میں وفات پائی۔ اُن کو اور اُن کے والد بزرگوار شیخ احمد رحمہ اللہ کو حلوانی اور حلوائی لکھا ہے۔ یہ دونوں لفظ بمعنی حلوا ساز و حلوا فروش ہیں۔

شیخ ابوبکر محمد بن احمد بلخیؒ جلیل القدر امام کو اسکاف اور شیخ احمد ابن عمر بن مہیرؒ کو خصاف لکھا ہے۔

شیخ ابوبکر نے سنہ ۳۳۳ھ میں وفات پائی ہے۔ اور شیخ احمد ابن عمر مذکور بڑے فاضل اور مذہب حنفی کے عارف اور فرائض و حساب کے ماہر تھے۔ اپنے ہاتھ سے یہ کام کرکے پاکیزہ روزی کھاتے تھے۔ اسی سال کے قریب عمر پائی۔ سنہ ۶۱۲ھ میں وفات پائی۔ انکی تصنیفات نہایت نافع ہیں۔

شیخ محمد ابن ابی بکر زین الائمہ خوارزمی عالم مناظر متکلم تھے۔ انکو وبری لکھا ہے۔ اور شیخ اسعد بن محمد ابن حسین ابوالمظفر جمال الاسلام نیشاپوری فقیہ فاضل ادیب نہایت نیک رویہ عالم تھے۔ فروع اور اصول میں کامل معرفت رکھتے تھے۔ فقہ میں موجز اور فروق ان کی تصنیفات سے ہیں سنہ ۵۰۰ھ میں وفات پائی۔ انکو کرابیسی لکھا ہے۔ وبری اون اور کمل بیچنے والے اور کمل بنانے والے کو کہتے ہیں اور کرابیسی بزاز یعنی کپڑا بیچنے والے کو۔

شیخ ایوب ابن ابی بکر ابن ابراہیم رحمہ اللہ کو (جو صابر بہاءالدین جلبی کے باپ ہیں) نحاس لکھا ہے۔ امام اور بڑے عالم مفسر و محدث و فقیہ تھے۔ اسوقت حنفی مذہب کی ریاست ان پر ختم تھی۔ دوم شوال سنہ ۵۹۹ھ کو وفات پائی۔ مندرجہ ذیل چھ بزرگوں کو صفار لکھا ہے۔ ان میں سے پانچ فاضل باپ بیٹے جو پانچویں صدی ہجری میں گذرے اور سب اپنے اپنے وقت میں حنفی علماء میں سب سے بڑھکر فاضل ہوئے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) شیخ اسحٰق بن شیث رحمہ اللہ۔ عالم ثقہ تھے۔ سنہ ۴۸۵ھ میں وفات پائی۔

(۲) اُن کے بیٹے شیخ احمد بن اسحٰق بخاری ثانی۔ فقیہ۔ ادیب۔ امام فاضل اور بڑے حق گو عالم تھے۔ علمی فیض خلقت کو بہت پہنچایا۔ انکی تصنیفات

بھی بہت ہیں۔ مکہ معظمہ میں رہتے تھے۔ وہاں ان سے بہت علم پھیلا۔
سنہ ۴۱۶ھ میں بمقام طائف وفات پائی۔
(۳) اُن کے بیٹے شیخ اسمٰعیل بن احمد ابو ابراہیمؒ۔ جو کہ بڑے حق گو عالم تھے
سنہ ۴۲۱ھ میں شہید ہوئے۔
(۴) اُن کے بیٹے شیخ ابراہیم ابن اسمٰعیل بن احمد بن اسحٰق بن شیث بن الحکم
ابو اسحٰق رکن الاسلام زاہدؒ۔ انہوں نے بہت کتابیں تصنیف کی ہیں بخارا میں
۲۶۔ ربیع الاول سنہ ۴۶۳ھ میں فوت ہوئے۔
(۵) اُن کے بیٹے شیخ الاسلام امام حمّاد۔ ابن ابراہیم قوام الدین ابوالمحامد
بخاریؒ اپنے وقت میں امام الائمہ اور مجتہد اور یگانۂ زمانہ تھے۔
(۶) امام کبیر شیخ ابوالقاسم احمد بن عصمہ رحمہ اللہ۔ بلخ میں مرجع علماء زمانہ
تھے۔ وفات سنہ ۳۲۶ھ۔
فائدہ۔ نحاس اور صفار دونوں لفظ قریب المعنے ہیں۔ نحاس تانبے
کے۔ اور صفار تانبے اور پیتل اور کانسی کے برتن بنانے والے اور بیچنے والے
کو کہتے ہیں۔ ہندوستان میں دونوں لفظ (یعنی نحاس اور صفار) کے
معنے ٹھٹھیرا یا کسیرا سمجھنے چاہئیں۔
مندرجہ ذیل دو بزرگوں کو بقالی اور بقال لکھا ہے۔
(۱) زین المشائخ امام محمد بن ابی القاسم خوارزمی نحویؒ جو بہت بڑے
فاضل فقیہہ اور مناظر اور علم معانی و بیان کے ماہر تھے۔ علامہ زمخشری
سے علم حاصل کیا تھا۔ اُن کی تصنیفات بہت ہیں۔ جرجانیہ میں وفات پائی

سنہ ۵۷۶ھ۔ نوے سال کی عمر ہوئی تھی۔

(۲) شیخ کبیر سیف السنہ رحمۃ اللہ۔ یہ شمس الائمہ حلوانی کے ہم عصر تھے۔

فائدہ۔ بقال کے معنے ہیں خشک سبزی اور ترکاری بیچنے والا۔ اہل عجم اسکے آخر میں یار تحتانی بڑھا کر بقالی کہتے ہیں۔

شیخ ابو بکر احمد بن علی ترمذی (رحمہ اللہ تعالےٰ مختصر طحاوی کے شارح) کو وراق لکھا ہے۔

شیخ امام ابو بکر احمد بن علی رازی (رحمہ اللہ) کو جصاص لکھا ہے یہ اپنے وقت میں علمارِ حنفیہ کے امام تھے بغداد میں مدرس اور علماء کے مرجع تھے تقوی میں شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ کے طریقہ پر تھے۔ ولادت سنہ ۳۰۵ھ میں اور وفات ۷، ذی الحجہ سنہ ۳۷۰ھ میں ہوئی

شیخ ابو بکر محمد بن احمد بن محمد بن جعفر بن حمدانؒ جو شیخ شبلی قدس سرہ کے دیکھنے والے ہیں ان کو اور اُنکے بیٹے شیخ ابو الحسین احمد بن محمد بغدادیؒ فقہ کی مشہور کتاب قدوری کے مصنف کو قدوری لکھا ہے بہت بڑے پایہ کے عالم تھے اوس وقت حنفیت کی ریاست اونکو ملی ہوئی تھی ولادت سنہ ۳۶۲ھ میں اور وفات سنہ ۴۲۸ھ میں ہوئی۔ شیخ ابو بکر رازی حنفیؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

شیخ ابو العباس احمد بن محمد بن عمر رحمۃ اللہ کو ناطفی لکھا ہے۔ عراق کے علما میں سے بڑے شان دار عالم تھے۔ اُن کی تصنیفات بہت ہیں۔ اُن میں سے اجناس اور فروق اور واقعات اور ہدایہ ہیں۔ بمقام ربیؔ

سنہ ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔

شیخ احمد بن محمود نورالدین رحمہ اللہ کو صابونی لکھا ہے۔ سنہ ۵۸۰ھ میں وفات پائی۔ بمقام بخارا قضات سبعہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

شیخ ابوالعباس احمد بن ہارونؒ کو تیاں لکھا ہے۔ حنفی فقیہ۔ اور مزن کے حاکم تھے۔ سنہ ۶۱۹ھ میں فوت ہوئے۔

قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہؒ کو صائغی لکھا ہے۔ قاضی سدیدی اور ساتیدی کے لفظ سے مشہور ہیں۔ مرو کے قاضی رہے۔ علم مناظرہ میں بہت کامل اور کثیر العبادت۔ نیک سیرت اور پاکیزہ صورت تھے۔

شیخ ابویعقوب یوسف بن محمد۔ سراج الدین خوارزمی رحمہ اللہ کو سکاکی لکھا ہے۔ نحو وصرف وبیان وعروض وشعر کے متبحر عالم بلکہ تمام علوم اور فنون کے کامل جامع تھے۔ تصانیف جلیلہ چھوڑی۔ اُن میں سے مفتاح بارہ علوں پر مشتمل ہے۔ ولادت سنہ ۵۵۵ھ۔ وفات سنہ ۶۲۶ھ میں ہوئی۔

فائدہ مندرجہ بالا الفاظ کے معنے بحسب ذیل ہیں۔ بزّاز اور کرابیسی دونوں کے معنے کپڑا بیچنے والا ہیں۔ اور کپڑا بننے والے کو بھی کہہ سکتے ہیں تاجر۔ نواگر نسّاج کپڑا بننے والا۔ خرّاز اور اسکاف اور حذّا اور خفّاف چاروں لفظ قریب المعنے ہیں یعنی موچی اور جوتا گانٹھنے والا۔ دقّاق آٹا پیسنے اور بیچنے والا اور ادویات وغیرہ کوٹنے والا۔ حدّاد لوہار۔ ورّاق تحریر کا کام کرنیوالا اور کاغذ بنانے والا اور کاغذ بیچنے والا اور سونے چاندی کے ورق بنانے اور بیچنے والا۔ قصّار دھوبی۔ حلّاج دُھنیا۔ جمّال شتربان خوّاص کھجور کے

پتے بیچنے والا اور اُن کے بوریئے وغیرہ بنانے اور بیچنے والا جصّاص
چونہ گر قدوری ہانڈیں بنانے اور بیچنے والا ناطفی ریوڑی گرا ور ریوڑی
بیچنے والا صابونی صابن بنانے اور بیچنے والا تیان انجیر بیچنے والا
صائغ سونار سکاکی سکہ بنانے والا۔

شیخ فریدالدین عطارؒ نے تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ حضرت عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ (حضرت حسن بصریؒ کے شاگرد) اپنی غذا کے واسطے اپنے ہاتھ سے جو بوتے اور کاٹتے۔ اس کا آٹا خود ہی پیستے۔ اور گوندھ کر ٹکیاں بنا کر دھوپ میں سکھا رکھتے۔ ہفتہ بھر میں ایک ٹکیا کھاتے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

اب سلطان داراشکوہ کی سفینۃ الاولیا سے چند مشائخ کے احوال لکھتا ہوں۔ ناصرالدین خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ صاحبِ زراعت تھے چنانچہ مولانا جامیؒ انکی شان میں لکھتے ہیں۔

ہزاراں مزرعہ در زیرِ کشت است — کہ زادِ رفتنِ راہ بہشت است
دریں مزرعہ فشاند تخم دانہ — دراں عالم نہد انبار خانہ

خواجہ صاحب کی وفات ۸۹۵ھ میں ہوئی ہے۔

سلطان التارکین شیخ حمیدالدین ناگوریؒ خواجہ معین الدین چشتی (قدس سرہ) کے خلیفہ ہیں۔ تجرید اور تفرید میں یگانۂ روزگار اور ہندوستان کے متقدمینِ مشائخ سے تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے جامع اور بلند تر مقاموں اور کرامتوں والے ہوئے ہیں۔ کثیر العیال تھے۔ ان کے

پاس ناگور میں دو طناب زمین تھی۔ اُسکو اپنے ہاتھ سے جوت کر بوتے اوس سے اپنے عیال کی گذران کرتے وفات ۶۷۳ھ میں ہے۔

شیخ ابو علی سیاہ قدس سرہ۔ مَرْو کے مشائخ کبار سے ہیں۔ دہقانی کرتے تھے اور ستر سال تک روزے رکھتے رہے وفات ۴۲۴ھ میں ہوئی۔

شیخ ابوالقاسم دینوری واعظ رحمہ اللہ تعالےٰ فقہ اور حدیث اور زہد اور پرہیزگاری اور مجاہدہ نفس ہیں اور صدق اور راستبازی ہیں اپنے وقت کے امام تھے پنساریوں کی دوائیں کوٹکر گذارہ کرتے تھے ان کی وفات ۳۹۷ھ میں ہوئی

کتاب خیرۃ الخیرہ ترجمہ لواقح الانوار سے (اس مقام کے مناسب) چند مشائخ کرام کے احوال مختصراً نقل کیے جاتے ہیں

حضرت سلمان فارسی صحابی رضی اللہ عنہ۔ باوجودیکہ مدائن پر امیر تھے اور تیس ہزار مسلمان انکے ماتحت تھے اور آپ پانچہزار پاتے تھے یہ سب صرف کر دیتے تھے اور خود ہاتھ کے عمل سے کھاتے ٹوکریاں بناکر بیچتے۔ یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا حضرت رسول اکرم (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے اہل بیت میں سے ہونا فرمایا ہے۔

حضرت محمد بن یوسف اصبہانی (رحمہ اللہ) اپنے ہاتھ سے ٹوکریاں بناکر روزی حاصل کرتے تھے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ سقہ پن کا حرفہ کرکے اپنی جان اور عیال کا نفقہ کرتے تھے۔

شیخ کمال الدین بن عبد الظاہر (رحمۃ اللہ تعالیٰ) ہدایت امر میں قدم تجرید پر تھے پھر عمدہ لباس اور زراعت وغیرہ کی طرف رجوع کیا۔

شیخ علی سدادرؒ سدر یعنی بیر بیچنے والے تھے۔

شیخ حسین آدمیؒ سید احمد زاہد (قدس سرہٗ) کے شیخ کھیتی کرتے۔ بکریاں چراتے تھے۔

شیخ ابراہیم متبولیؒ جامع میر شرف الدین میں بھنے ہوئے چنے بیچتے تھے

شیخ عبدالقادر بن عنانؒ۔ امام شعرانی ان کی خدمت میں سات برس رہے ہیں۔ آپ آناء اللیل واطراف النہار قرآن مجید پڑھا کرتے۔ حصاد عہ اور کشتکاری کرتے تھے۔

شیخ عثمان حطاب کے زاویہ میں ایکسو سے زیادہ بیوگان اور فقیر جمع تھے۔ آپ ہمیشہ انکے کام میں رہتے۔ آٹا پیستے۔ چھانتے۔ آلات طعام (یعنی توانغاری وغیرہ) درست کرتے۔ جنگل سے لکڑی لاتے۔ آگ جلاتے اون کا کپڑا سیتے۔ ان کی جوئیں دیکھتے۔

شیخ علی محلیؒ منجملہ رجال اللہ کے تھے۔ گلاب چنبیلی منہدی تر اور خشک مچھلی وغیرہ بیچتے تھے۔

شیخ احمد سطیحہؒ کے چار بیوی تھیں۔ کھیتی کرتے تھے۔

شیخ مرداس محمدیؒ قدم بقدم سلف صالح کے تھے۔ اپنے ہاتھ کی

---

عہ حصاد کھیتی کاٹنا اور کشتکاری کھیتی کرنا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھیتی خود بھی کرتے تھے اور دوسروں کے کھیتوں میں کاٹنے کی مزدوری بھی کرتے تھے۔ واللہ علم ۱۲ منہ رحمہ۔

مزدوری سے کھاتے۔ اپنے ہاتھ سے زاویہ کے متصل درخت لگاتے۔

شیخ ابوالعباس وبیلیؒ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ قرآن مجید پڑھاتے۔ دنکو درزی کا کام کرتے۔

شیخ عبدالرحمٰن داؤدی بوشنجیؒ زراعت کرکے روزی حاصل کرتے۔ عالم پرہیزگار اور زاہد تھے"

حضرت منصور حلاجؒ کا (روئی دھننے کا) پیشہ مشہور ہی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا اپنے ہاتھ سے اینٹیں بنانا مشہور و معروف ہے۔ بعضے رسالوں میں حضرت ابوہریرہ اور عبدالرحمٰن شامی اور ذوالنون مصری اور اسمٰعیل رومی اور شیخ ناصر علی دہلوی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا معماری کرنا لکھا ہے"۔ رسالہ تذکرۂ علماء سلف میں امام ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ اور ابن خلکانؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ "حضرت سالم بن عبداللہؓ بازار میں لین دین کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے تمام عمر تجارت کی۔ اور عبدالرزاق حمیری اور حافظ الحدیث فضل کوفی اور امام ابوالحسن نیشاپوریؒ بھی سوداگری کرتے تھے۔ اور امام یونس بن عبید اور داؤد بن ابی الھند اور حافظ الحدیث غندر بصری اور ہشام دستوائی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ تو کپڑے کے بہت ہی بڑے سوداگر تھے۔ انکی صدر دکان کوفے میں تھی۔ اور ایجنٹ جابجا ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور حسن بن ربیع کوفی (امام بخاریؒ کے استاد) بوریے بیچتے تھے۔ انکا لقب بُواری ہے۔ امام ابن جوزیؒ تانبے کی تجارت کرتے تھے۔ آپ کبھی کبھی اپنے نام کے آگے صفّار (یعنی ٹھٹھیرا) لکھتے تھے۔

حافظ الحدیث ابن رومیہ ادویات بیچتے تھے اسی لئے اُن کا لقب عشاب ہو گیا تھا۔ شیخ محمد ابن سلیمان گھوڑوں کی سوداگری کرتے تھے۔ اور مندرجہ ذیل حضرات علما اپنے ہاتھ کی حرفت سے معاش حاصل کرتے تھے۔ بنیا بڑھا

ابو الفضل مہندس دمشقی طبیب مشہور ہیں یہ باڑھی کا کام کرتے تھے

شیخ ابن طاہر۔ ابو سعید نحوی۔ ابن الہیثم نامور طبیب۔ امام ابن الخضاب کتابیں لکھکر بیچتے تھے۔ امام ابو الولید باجی تار دبکنے کا پیشہ کرتے تھے اور

---

فائدہ جلیلہ۔ یہ تمام بزرگان اسلام (جنکے احوال بیچ اوراق بالا ہوئے) زمانہ حال کے علموں اور درویشوں کے تسلیم شدہ اساتذہ اور شیوخ ہیں۔ اور شریفوں کے اجداد ہیں اب اگر کوئی اہل علم یا درویش یا شریف ان حضرات کے علم وفضل میں یا انکے پاک نفس ہونے اور مقتدا اور شریف النسب ہونے میں کلام کرے۔ تو چاند کیطرف خاک کا پھینکا وہ خاک پھینکنے والے ہی کا چہرہ بگاڑے گی اُس کی آنکھوں کو اندھا کریگی۔ یہ بزرگ

اہل زمانہ کا ترک کسب محض تکبر کی وجہ سے ہے۔ اور تکبر دلکی بیماریوں میں سے اور بہت بڑا مہلک مرض ہے۔ حضرت سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کا ارشاد پاک ہے کہ جس شخص کے دلمیں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ بہشت میں نجاویگا۔ اس مہلک مرض کا علاج فرض ہے۔ امراض دل کے علاج تین قسم پر ہیں علمی۔ عملی۔ قلبی۔ علمی علاج کا نسخہ تو ہماری اس کتاب سے بہتر کہیں نہ ملیگا۔ اس پاکیزہ کتاب کو نسخہ اکسیر سمجھیں ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھیں اولاد کو سبقاً پڑھا دیں۔ عملی علاج یہ ہے کہ کچھ بیماری کرنے لگیں نفس کی سرکشی کو توڑیں جو مباح کام نفس کو حقیر معلوم ہو وہ کیا کریں۔ مثلاً بازار سے سودا سلف۔ لکڑی ایندھن۔ غلہ وغیرہ اپنے سر پر اٹھا کر لانا۔ ہمارے آقا حضرت رسول کریم صلعم

ف

مزدوری جو مذکورہ بالا بزرگوں میں بہت سے روایانِ حدیث بھی شامل ہیں لیکن ہم شیخ سیقدر اور بھی راویوں کے حرفوں کا بیان کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔

درزی کو صرف اُن چند حضرات کا ذکر کرتے ہیں جو حضرت خاتم المحدثین جناب مولانا شیخ ولی اللہ صاحب (قدس سرہ العزیز) کے مجموعہ مسلسلات وغیرہ کی حدیثوں عالم پر یہ راوی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

حضرت شیخ ابوبکر ابراہیم (رحمہ اللہ تعالیٰ) شحاذی تھے۔ یعنی تلوار اور چھری وغیرہ حجام کرنیوالے۔ سان رکھنے والے یا صیقل گر۔

میں حضرت شیخ ابو المنصور عبدالرحمٰن بن عبداللہ (رحمہ اللہ) بزاری تھے۔ حرف دوم رومی اے معجمہ اور حرف چہارم رائے مہملہ۔ مغنی کتاب نے اسکے معنے دانہ کا بونے مذکرہ لکھے ہیں۔ اور ہے بھی قرینِ قیاس۔ اور اس سے مراد سبزیوں اور نقش کاریوں وغیرہ کی کاشت کرنیوالا ہوگا۔

حضرت شیخ ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰؒ کو بزار لکھا ہے۔ آخر میں رائے مہملہ۔ اس کے اور حا میں سبزیوں کے بیج بیچنے والا۔ ایک نسخہ میں بزاز ہے۔ دونوں حرف ملا کر لکھا تھے

---

بصری اشیۂ متعلقہ صفحہ ۴۰۔ نیک کام کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنے عہد خلافت میں متعدد پیوند لگے ہوئے بہت کپڑے پہنے ہوئے شاہانہ اور محتسبانہ کام پر کوچے اور بازاروں میں پھرتے۔ ایسی حالت میں گوشت اور ترکاری خرید کر اپنے ہاتھوں گھر لاتے تھے۔ ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ (اپنی امارت کے عہد میں) لکڑی کا گٹھا اٹھا کر جابجا لئے ہوئے بازار سے لاتے تھے۔ غلغلت کا اینوہ زیادہ تھا۔ آپ بانسہ جاتے تھے کہ اپنے امیر آئے علمی اور قلبی دونوں علاج اسی میں ہیں کہ کسی بزرگ مرشد کی جوتیاں سیدھی کریں۔ اس سے توجہ ہو اور سینہ صاف ہو۔ اس کے ارشاد کے موافق جدوجہد و ریاضت نفس کریں۔ حق تعالیٰ توفیق دے۔

کرتے منتہی الارب میں لکھا ہے کہ اہلِ بغداد کے عرف میں بزار السی کا تیل بیچنے والا ہے۔ اور اسی لئے ابو عمرو نے

یعنی کپڑا بیچنے والا۔ شیخ فضل ابن زیادؒ امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد۔ اور
شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہؒ (ان دونوں) کو قطان یعنی دُھنیا لکھا
ہے۔ شیخ ابو علی بن عبداللہ بن الفرجؒ کو رصافی یعنی تیرگر۔ شیخ بجیر بن احمدؒ
اور شیخ ابو علی حسن ابن احمدؒ (ان دونوں) کو حدّاد یعنی لوہار لکھا ہے۔
شیخ احمد بن عیسےؒ کو دہقانؒ۔ اور ایک راوی مسمّٰی احمد کو ابن دہقان لکھا ہے۔
قاضی یونس بن مغیث کو صفار۔ شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحدؒ کو دقاق۔ اور
شیخ ابوسعید محمد بن موسیٰ بن الفضلؒ کو صیرفی بمعنی صرّاف۔
اور شیخ ابوعبداللہ محمد بن علی بن یحییٰؒ کو ورّاق لکھا ہے۔
اور ایک راوی شیخ ابوالمکارم احمد بن محمد ابن لبّان لکھے ہیں۔ لبّان کے
معنے ہیں کچی اینٹیں بنانے والا۔
شیخ ابوشیبہ احمد بن ابراہیم کو عطار۔ اور شیخ یحییٰ اور شیخ برکات اور شیخ محمد بن
عبدالرحمٰن (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو حطّاب یعنی لکڑ ہارا لکھا ہے۔
شیخ سعید بن ابراہیم مفتی جزائری (رحمۃ اللہ) کو قدّورہ لکھا ہے۔
ف۔ قدُّورہ مغربی لغت میں قدوری کا ہم معنے ہے۔ یعنی مٹی کی ہانڈیاں
بنانے والا اور بیچنے والا۔

ف

ع منتہی الارب میں ہے کہ محدثین میں سے ایک گروہ بزاز ہے۔ اُن میں سے ابوطالب بن غیلان
اور عیسیٰ بن ابی عیسےٰ قاشی ہیں۔ (رحمہما اللہ تعالیٰ) ۱۲ منہ عفی عنہ۔
ع منتہی الارب میں لکھا ہے کہ دہقان دال کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ ہے۔ معنی کاموں میں ہشیاری
اور چستی کے ساتھ قادر اور توانا۔ اور بمعنی کاردان اور سوداگر اور کھیتی کرنے والا۔ اور کھیتی کرنے
والوں کا سرگروہ (یعنی چودہری اور نمبردار) اور گاؤں کا رئیس ۔ ۱۲
(منہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

شیخ ابوعثمان سعید بن سالمؒ اور عبداللہ بن میمونؒ کو قدّاح یعنی کاسہ گر۔ اور شیخ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن سابورؒ کو قلانسی یعنی کلاہ ساز یا کلاہ فروش لکھا ہے کتاب اخبار النجات میں شیخ ابومسلم معاذ بن مسلمؒ کو ہَرا یعنی ہرات کے کپڑے بیچنے والا۔ اور شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمدؒ کو زجاج بمعنے شیشہ گر شیخ ابوبکر نحویؒ کو ابن سراج یعنی مشعلچی کا بیٹا اور شیخ ابوجعفر مراری بصریؒ کو نحاس یعنی مسی ظروف بنانے والا یا بیچنے والا لکھا ہے"

فائدہ۔ صنعتوں اور حرفتوں کے اول واضعوں کی تعیین میں غلطیاں بھی واقع ہوئی ہیں۔ مثلاً اہل دباغت اپنے پیشہ کو اخی اودن سے نسبت کرتے ہیں جو تھوڑا عرصہ ہوا استنبول میں گزرا ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ یہ صنعت حضرت ادریس علیہ السلام کے شاگرد اور صحابی ہوشنج شاہ کی طرف منسوب ہے۔ جو بنی آدم کا دوسرا پادشاہ اور ایک حکیم الٰہی اور بادشاہ عادل اور مومن کامل تھا۔ اور بعضے مؤرخ اس صنعت کو طالوت کی طرف نسبت کرتے ہیں جو حضرت داؤد علیہ السلام کا صحابی اور بنی اسرائیل کا ایک ایماندار اور مجاہد بادشاہ تھا۔

غرضکہ پوستین بنانے اور چمڑہ کو دباغت دینے اور پکانے کی نسبت دو مومن بادشاہوں کی طرف ہے۔ ہوشنج اور طالوت۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ پوستین بنانا ہوشنج نے ایجاد کیا۔ وہ امام الفرّائین ہے۔ اور دباغت اول طالوت نے کی وہ امام الدبّاغین ہے۔ کذا فی الروض۔

صنعتوں اور حرفتوں کا بیان تمام ہوا۔ مناسب ہے کہ ملازمت اور تقرب سلاطین کے متعلق بھی کچھ لکھا جاوے۔

اسی غلط خیال کا یہ اثر ہے کہ ہم صدیوں سے علما اور سلاطین کو باہم نا آشنا اور بیگانہ پاتے ہیں۔ اگر دقیق نگاہ سے بنی آدم کے حالات اور اُنکے باہمی تعلقات کی پوری پوری چھان بین کر کے تحقیق کیجاوے تو یہ پتہ لگتا ہے کہ مختلف تمدّنی گروہ ضرور کسی نہ کسی قانونی سلسلے میں جکڑے ہوئے ہیں اور اپنی اپنی متناسب جگہ پر کسی نہ کسی اصول و قاعدہ کے مطابق قائم ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ان سلسلوں میں سے کوئی سلسلہ اپنی جگہ سے ہٹے گا تو نظامِ قومی درہم برہم ہو جائے گا۔ پس جب علما کا قدم سلسلۂ انتظام سے نکلا تو جو کام اُس عظیم الشان سلسلے میں اُنکے کرنے کے تھے وہ ابتر ہو گئے۔ اور اس طرح حکومت و خلافت کی وہ ہیئت کذائی قائم نہ رہی جو مُقنّنِ اسلام نے کھینچی تھی۔

علما نے جو سلطنتوں اور سلاطین سے تعلق رکھا وہ تعلق عامۂ مسلمین اور خود سلطنت کے حق میں بہت مفید ہوا۔ اور اُن سے بہت بہت دینی اور دنیاوی برکتیں مسلمانوں کو پہنچیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ وقتاً فوقتاً یا ہمیشہ ایسے بھی بہت سے علمائے کرام گذرے ہیں جنہوں نے ایسے تعلقات کو مضر خیال فرمایا۔ مگر ساتھ ہی کچھ نہ کچھ ایسے بھی موجود رہے جو ان تعلقات کو اختیار فرماتے تھے۔ اور دینی اور دنیاوی سلسلوں میں (زمانہ حال کی طرح) سدِّ سکندری قائم نہیں ہونے پاتی تھی۔ حضرت امام اعظمؒ نے عہدہ قضا قبول نہیں فرمایا۔ مگر اُنہیں کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ تمام قاضیوں کے سرگروہ بنے۔ اِنکا جو اقتدار خلیفہ

ہارون رشید کے دربار میں رہا اُس سے ایک عالم واقف ہے۔

یہ بات تسلیم کیگئی ہے کہ مذہبِ حنفی کی اشاعت میں امام ابویوسف کے اقتدار نے غیرِ معمولی قوت پیدا کر دی تھی۔

اگر امام رجار ابن حیات کا قدم درمیان میں نہوتا تو بظاہر اسباب دنیا حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت کی نعمت سے محروم رہتی۔

امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودیؒ جو امام مالکؒ کے شاگرد رشید و موطا کے ناقل ہیں ملکِ اندلس کے امراو سلاطین کے یہاں بہت محترم تھے۔ اسی اقتدار کے اثر سے امام مالک کا مذہب ملکِ اندلس میں پھیلا۔

امامِ وقت حضرت یحییٰ بن اکثم دربارِ مامونی میں اول درجے کے ذی اثر رکن تھے۔ عہدۂ قاضی القضاتی پر ممتاز تھے تدبیرِ مملکت میں اُنکو اس قدر مداخلت تھی کہ وزراء کے احکام اُن کی رائے لینے کے بعد نافذ ہوتے تھے۔

امام فخر الدین رازیؒ نے اپنے مال سے شہاب الدین غوری کی بہت بڑی مدد کی تھی۔ اسکے دربار میں انکا بڑا احترام تھا اور وہ دربارِ خوارزم میں بھی بہت موقر اور محترم تھے۔

امام زہریؒ خلیفہ عبد الملک و ہشام اور خطیب بغدادیؒ عز الدولہ کے متقرب تھے۔ مولانا قونیوی نو برس تک نہایت شان و شوکت کے ساتھ سلطان روم کے حضور میں مقبول رہے۔ امام غزالیؒ امیر المومنین یوسف بن تاشقین کی ملاقات کے لئے افریقہ کو روانہ ہوتے، راستہ میں انکی وفات کی خبر سنی اور واپس چلے آئے۔ ابنِ رافع قشیریؒ کے درس حدیث میں خراسان کے نامور امیر کی اولاد بھی مع خدم و حشم حاضر ہوتی تھی۔

ے
س کا
مفصل
قصہ
کتاب
تذکرہ
علماء سلف
میں موجود
ہے ۱۲
منہ

علّامہ تفتازانی کا امیر تیمور نہایت ادب کرتا اور رعب مانتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ انکا قلم ہر شہر و دیار کو میری تلوار سے پیشتر فتح کر چکا تھا۔ امامِ خفاف [1] کا بھی ادب عمرو صفار [2] والیٔ خراسان کے دل میں ایسا ہی تھا۔ اور ایسا ہی مولانا جمالی صاحب کا سلطان سلیم خاں (سلطانِ روم) کے ہاں اعزاز اور ادب اور وقار تھا۔"

جسطرح مسلمانوں نے قربِ سلاطین کو علم اور اتقا کی شان میں مضرت رساں سمجھ لینے میں غلطی کی ہے اسیطرح اُنہوں نے مال و دولت کو بھی علم اور اتقا اور دینداری کیلئے باعثِ عیب و نقصان سمجھا ہے اور یہ خیال بھی محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہاں یہ مسلّم ہے کہ اہلِ کمال کے لئے مالدار ہونا انکی خوبی میں داخل نہیں ہے اور نہ تموّل و دولتمندی کے عدم یا وجود سے اُنکی عظمت کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ با اینہمہ متموّل ہونا اور باکمال ہونا یہ دونوں صفتیں باہم منافی بھی نہیں۔ حالاتِ خاص نے (غلط طور پر) اسکا مخالف پہلو لوگونکے ذہن میں راسخ کر دیا ہے۔ اور اس پہلو کے ذہن نشین ہونے سے بجائے نفع کے قوم کو نقصان پہنچا ہے بڑے بڑے علماءِ دین اور اکابر اسلام اور ائمہ مذہب کا مالدار ہونا ثابت ہے۔ اور بہت سے واقعات ہمکو بتلا رہے ہیں کہ جو دولت سرمایۂ غفلت تصور کیجاتی ہے۔ وہی نیک اور لائق ہاتھوں میں پہنچکر بہت بہت خیر و برکت کی باعث ہو سکتی ہے۔ امام دعلج بغدادی جو دارقطنی کے استاد ہیں انکی سرکار سے مکہ مکرمہ اور عراق و سجستان کے علماءِ حدیث کے وظائف مقرر تھے۔

[1] خفاف (یعنی موزے بنانیوالے) کی یہ شان قابلِ غور ہے ۱۲ منہ رحمہ

[2] انکا صفار (ٹھٹھیرا) ہونا اور شاہِ خراسان ہونا بھی قابلِ لحاظ ہے ۱۲ منہ رحمہ

امام ابوالہیثم بڑے مالدار تھے تین چار دفعہ اپنے ہموزن چاندی خیرات کی تھی
حافظ ابن العربی نے شہر اشبیلیہ واقع اندلس کی شہر پناہ اپنی جیب خاص
سے تعمیر کرائی تھی۔ حافظ رئیس ابن ابی ذہل ہروی کی سالانہ آمدنی اتنی
تھی کہ عُشر کی بابت کم ازکم ایک ہزار خروار غلہ سال بسال نکلتا تھا۔
قاضی عیاض (صاحب مشارق الانوار) کو اپنے عہد میں اسقدر رفعت
اور ریاست حاصل تھی کہ اُن کے شہر میں کبھی کسی کو نہیں ہوئی۔ امام ذہبی
فرماتے ہیں کہ جسقدر اُن کی رفعت بڑھی اُسیقدر اُن کی تواضع اور خوفِ
الٰہی میں ترقی ہوئی۔ شیخ ابوحامد اسفرائنی کی نسبت ابن خلکان لکھتے
ہیں انتہت الیہ ریاستہ الدنیا والدین ببغداد یعنی بغداد میں
امام پر دین اور دنیا دونوں کی ریاست ختم تھی۔

**فائدہ** (فائدہ) جبکہ تموّل اور دولت مندی علما اور ائمہ دین کو مضر نہوئی
تو تعجب ہے کہ عوام اہلِ اسلام کو کسطرح مُضر ہو سکتی ہے۔ بجز اسکے
کہ بُخل اور امساک اور حقوق اللہ وحقوق العباد کا اتلاف ہو۔

یہ ہیں احوال بعض حضرات کے۔ اور اقوال بہت سے حضرات کے آیندہ
باب میں مذکور ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اوراقِ مندرجہ بالا سے انسان کے لئے کسبِ معاش کی ضرورت اور حضرات
انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور بزرگانِ دین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)
کا اپنی قوّتِ بازو سے معاش پیدا کرنا اور بہت بزرگوں کا متمول اور دولتمند
ہونا اور نیز علما و مشائخ کرام کا سلسلۂ انتظامِ دنیاوی کی مصلحتوں میں

باب دوم

# بابِ دوم کسبِ معاش اور زراعت و تجارت اور صنعت و حرفت کی فضیلت کے بیان میں

## اس باب میں چار فصل ہیں

فصل اول

**فصل اوّل** - اُن آیات قرآنی کے بیان میں جن سے کسبِ معاش کی فضیلت معلوم ہوتی ہے -

۱- جاننا چاہیئے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ شانہ نے بندوں کے لئے دنکو (اسلئے کہ وہ کمانے اور معاش پیدا کرنے کا وقت ہے) ایک نعمت ٹھیرایا! اور اس نعمت کا بندوں پر احسان رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے وجعلنا النہار معاشا یعنی ہمنے بنایا ہے دنکو روزی حاصل کرنے کا وقت۔ مطلب یہ کہ دن کی پیدایش کی علتِ غائی اور اُسکے بنانے سے مقصودِ اصلی یہ ہے کہ بندے اُس میں روزگار اور کسبِ معاش کیا کریں -

۲- قرآن مجید میں کئی جگہ حق تعالیٰ نے روزی کو اپنا فضل قرار دیا ہے چنانچہ (الف) فرمایا فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ یعنی جب جمعہ کی نماز ہوچکے تو (تمکو رخصت ہے کہ چلے جاؤ) اور زمین میں پھیلکر اللہ تعالیٰ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرو - (ب) جو لوگ حج کو جاتے ہوئے کچھ تجارت کا مال بھی اپنے ساتھ لیجاویں اور تجارت کریں اُن کو اسطرح پر اجازت عطا ہوئی ہے کہ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم

یعنی تمکو کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم (حج کے سفر میں) اللہ کا فضل (یعنی روزی بھی) تلاش کرو۔ (ج) تہجد گذاروں کو ارشاد ہوا ہے۔ علم ان سیکون منکم مرضی وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ وآخرون یقاتلون فی سبیل اللہ فاقرؤا ماتیسر منہ یعنی اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے بعضے بیمار ہونگے اور بعضے اللہ کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش کو زمین میں چلتے پھرتے ہونگے (اس میں انکو تکان اور کم فرصتی ہوگی) اور بعضے خدا کی راہ میں لڑتے ہونگے۔ پس ان لوگوں کا حرج اور انکو طاقت سے زیادہ تکلیف نہونے کے واسطے ہم اجازت دیتے ہیں کہ تہجد کی نماز میں تخفیف کرو۔ (اسمیں) جسقدر قرآن مجید سہولت اور آسانی سے پڑھ سکو اسیقدر پڑھ لیا کرو۔

فائدہ۔ اس آیت سے کئی باتیں معلوم ہوئیں (اول) رزق اور روزی کو حقتعالے نے اپنا فضل فرمایا۔ (دوم) باوجودیکہ تہجد کی نماز سب نفلوں سے افضل و سنت موکدہ بلکہ سالک کیلئے بمنزلہ واجب کے ہے پھر بھی خدائے پاک نے معاش کیلئے سعی اور کوشش کرنیوالونکو اس نماز میں تخفیف کی اجازت دی اور فرمایا کہ تھوڑا بہت جسقدر تم سے ہوسکے تہجد میں اتنا ہی قرآن پڑھ لیا کرو۔ (سوم) جب قرآن کے پڑھنے میں انکے لئے تخفیف عطا ہوئی تو رکعتوں میں (دو رکعت تک) اور رکوع و سجود کی تسبیحوں (میں تین بار تک) اور اذکار و اوراد میں بقدر رغبت و حضور خاطر تخفیف اور کمی کرنا بھی اس سے مستنبط ہو گیا۔ (چہارم) چونکہ تخفیف منجانب اللہ انعام ہے۔ امید ہے کہ معاش کی

فائدہ

طلب میں سعی کرنیوالے لوگوں کو (تخفیف اور کمی قرأۃِ قرآن اور کمی رکعات اور کمی تسبیحات واذکار واوراد کی صورتیں) ثواب کامل ہی عطا ہوگا۔ جیسے عذر میں بیٹھ اور لیٹ کر نماز پڑھنے والیکو کھڑا ہو کر پڑھنے والیکے برابر ثواب ملتا ہے۔ (پنجم) مجمل میں ہے کہ حق تعالیٰ نے اِس آیت میں اپنے اور اپنی عیال کے خرچ اور صدقہ خیرات کیواسطے معاش کی طلب میں سعی کرنیوالوں کا رتبہ اپنی راہ میں لڑنے والوں کے برابر رکھا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مال کمانا بمنزلہ خدا کی راہ میں جہاد کرنیکے ہے۔ حضرت نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ہے۔ کہ جو سوداگر ایک شہر سے اناج لیجا کر دوسرے شہر میں اُس وقت کے (بازاری) نرخ پر بیچے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکا رتبہ شہیدونکے برابر ہوتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے یہ آیت وآخرون یضربون آخر تک پڑھی۔ طاؤس (رحمہ اللہ) کا قول ہے کہ بیواؤں اور مسکینوں کے کاموں میں سعی کرنیوالا شخص راہِ خدا میں جہاد کرنیوالونکی مانند ہے۔

۳۔ بعض آیتوں میں حق تعالیٰ زمین کو معاش کا خزانہ قرار دیکر بندوں پر احسان رکھتا اور اُس پر اُن سے شکر طلب کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وجعلنا لکم فیہا معائش قلیلا ما تشکرون۔ یعنی ہم نے تمہارے لئے زمین مین (غلّے وغیرہ) زندگی کے سامان مہیا کئے ہیں۔ اور تم بہت ہی تھوڑا شکر کرتے ہو۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم میں اس آیۃ سے کسب معاش کی فضیلت نکالکر لکھتے ہیں کہ فجعلہا ربک نعمۃ وطلب الشکر علیہا یعنی تیرے ربّ پاک نے معاش کو نعمت ٹھیرایا اور اُس پر شکر طلب کیا ہے۔

۴۔ سورہ ملک میں فرمایا ہے کہ ھوالذی جعل لکم الارض ذلولا فا مشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ والیہ النشور یعنی اللہ وہ پاک ذات ہے کہ اُس نے زمین تمہارے لئے مسخر کردی پس تم اُس پر ہر طرف چلو پھرو اور (اُسمیں سے) اللہ کا رزق کھاؤ۔ اور (طاعت اور شکر بجالاتے اور گناہ اور ناشکری سے بچتے رہو۔ آخر کار تمکو) اسکی طرف اٹھ جانا ہے۔

۵۔ حضرت شفیق بن ابراہیم بلخیؒ آیت ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ولو ان اللہ تعالیٰ رزق العباد من غیر کسب لتفرغوا فتفاسدوا ولکن اللہ شغلھم بالکسب حتیٰ لا یتفرغوا للفساد یعنی اگر اللہ تعالیٰ بندوں کو کسب کئے بدون روزی دیتا تو بندے خالی رہکر زمین میں ضرور فساد (یعنی خونریزی اور گناہ اور فتنہ اندازی) کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکو کسب معاش میں مشغول[۵] کردیا۔ تاکہ وہ فساد اور خرابی ڈالنے اور گناہ کرنیکے لئے خالی نہ رہا کریں۔ کذا فی نزہتہ الناظرین۔

[۵] یعنی مشغول رہنا تجویز کردیا اور اسکا حکم فرمادیا۔ ۱۲ سعید

**فائدہ** حضرت شفیقؒ کا یہ قول بالکل تجربہ اور مشاہدہ کے مطابق ہے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نکمے اور خالی بیٹھے ہوئے لوگ بہت بہت فساد مچاتے ہیں۔ خصوصاً نیم ملاں اور نیم فقیر اور پنڈت اور پادری ایسے ایسے فتنے اور فساد۔ مقدمے اور تنازعے قائم کرتے ہیں جس سے خلق اللہ کی جان و مال اور آبرو و عزت پر بڑے بڑے صدمے اور نقصان پڑتے ہیں۔ بالخصوص بیکار ملاؤں اور فقیروں سے مسلمانوں کی عموماً اور علما و صوفیہ کرام کی خصوصاً

سخت بدنامی اور دین میں بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے نعوذ باللہ منہا۔
اور اسی لئے شیخ الفقہاء حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے۔ کہ
مجھکو آدمی کا خالی رہنا بُرا لگتا ہے کہ وہ نہ دنیا کے کام میں ہو نہ آخرت کے۔

لہ یہ قول احیاء میں ہے ۱۲ منہ

۶۔ حق تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے۔ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا یعنی
جیسا کہ ہمنے تمکو ایمان اور اسلام کی ہدایت کی ہے۔ ایسا ہی سب امتوں سے
بہتر اُمت بنایا ہے۔" اِسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم صرف آخرت ہی میں
اوروں سے بہتر ہوگے۔ دنیا میں ذلیل اور خوار ہی رہو۔ بلکہ مطلب یہ
ہے کہ اہلِ اسلام کو دونو عالم میں بہبودی اور دوسروں سے بہتری ملی
ہے۔ پس حق تعالیٰ کو اہلِ اسلام کا دنیاوی حیثیت میں بھی دوسروں سے
بہتر ہی رہنا پسند ہے دیدہ و دانستہ اپنی حالت اور دنیوی حیثیت کو خراب
اور پست کر لینا حق تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ٹھیرا۔

۷۔ مندرجۂ ذیل آیت کو دیکھو کہ کس خوبی اور صفائی کے ساتھ فیصلہ کرتی ہے
اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین۔ وابتغ فی ما آتاک
اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ
الیک ولا تبغ الفساد فی الارض۔ ان اللہ لا یحب المفسدین مطلب
ہے کہ قارون کو بنی اسرائیل میں سے ایمان والے لوگوں نے یہ بات کہی
کہ (اپنے بہت مال پر) اترا مت۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند
نہیں کرتا ہے۔ اور تو اپنے مال سے آخرت کو حاصل کر۔ اور دنیا میں
سے اپنا حصہ چھوڑے مت (یعنی دنیا کا مال و دولت جو تجھکو نصیب

اور عطا ہوا ہے۔ وہ سب کا سب چھوڑ دینا یا لٹا دینا ہی ضروری نہیں ہے
بلکہ اُس سے جائز اور پسندیدہ طور پر فائدہ اٹھا) اور جیسے اللہ پاک نے
تیرے ساتھ بھلائی کی ہے (کہ تجھکو مال و دولت دیا) اسیطرح تو بھی مخلوق
کے ساتھ بھلائی کر (یعنی زکوٰۃ اور خیرات دے۔ کچھ غریبوں اور حاجتمندوں
پر خرچ کر) اور زمین میں فساد اور گناہوں کی خرابی نہ ڈال" خلاصہ یہ کہ مال
اور دولت کا کمانا (فی ذاتہٖ) بُرا کام نہیں ہے۔ ہاں اُسکے حاصل کرنے
اور کمانے سے جمع کر رکھنا۔ خدا کے بندوں پر غرور اور تکبّر کرنا بُرا ہے۔ یا
مال کا بیجا اور ناجائز طور پر صرف کرنا مقصود ہو۔ کما دے تو اُسمیں سے خدا
کا اور خدا کے بندوں کا حق ادا کرتا رہے۔ نیک ہی کاموں میں خرچ کیا کرے
تاکہ وہ مال عقبےٰ میں نیک ثمرہ دے اور قربِ الٰہی کا باعث ہو۔

۸۔ تفسیر فتح العزیز میں تحت قولہ تعالیٰ وارزق اھلہ من الثمرات الخ کے
لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا سے معلوم ہوا کہ کامل لوگ بعضے وقت
دنیاوی امور بھی حق تعالیٰ سے مانگا کرتے ہیں۔ جیسے امن اور امان۔ اور
رزق اور روزی۔ اور (باغوں اور زمینوں کی عمدہ پیداوار) میوے اور پھل۔
اسلئے کہ ان چیزوں سے دین کا فروغ بڑھتا ہے اور شریعت کی رونق زیادہ
ہوتی ہے کیونکہ یہ بات خوب ظاہر ہے کہ امن حاصل ہونیکے سبب
اور روزی کی فراغت کے باعث طاعت اور عبادت میں فراغ خاطر کے
ساتھ مصروفیت ہوتی ہے۔ اور جس شہر میں امن قائم ہو اور لوگوں
کو رزق اور روزی میں وسعت اور فراخی حاصل ہو۔ اُس شہر میں ہر طرف

سے آنا جانا اور جمع رہنا بکثرت ہوتا ہے۔ پس اِن امور اور اشیا کا
مانگنا درحقیقت دنیا کی طلب نہیں ہے بلکہ دین کی طلب ہے اور دین کیلئے
دنیا طلب کرنا نہ دینداری کے خلاف ہے۔ نہ کمال کے منافی۔ چنانچہ حدیث
شریف میں آیا ہے کہ نعما المال الصالح للرجل الصالح یعنی بہت عمدہ شے
ہے نیک مرد کے پاس خوب مال کا ہونا۔

قرآن مجید میں بہت سی دعائیہ آئتیں ایسی موجود ہیں جن میں بندوں کو خدا سے
دنیا اور عقبیٰ دونو جہان کی بہبودی اور ترقی کا مانگنا تعلیم ہوا ہے۔ چنانچہ
(خدا نے چاہا تو) آیندہ ایک فصل میں قرآن مجید اور اخبار و آثار سے ایسی
دعائیں انتخاب کی جاوینگی ؂

**دوسری فصل**۔ حدیثوں اور سلفِ صالحین کے آثار کے بیان میں۔ دوسری فصل
جاننا چاہئے کہ بزرگان دین کا خود اپنے ہاتھ سے کسب معاش اور روزی
کمانے کا بیان بابِ اوّل میں مفصل طور پر تحریر ہو چکا ہے۔ اب قولی اخبار
و آثار بھی کسیقدر پیش کرتا ہوں۔ غور سے ملاحظہ فرماویں۔ یہ فصل مشتمل ہے
بیسؔ شعبوں پر۔

**پہلا شعبہ**۔ جمعہ کے روز کا غسل جو شروع ہوا ہے اُسکی ابتدا اِسطرح پر منقول ہے پہلا شعبہ
ہے کہ اکثر صحابہ کرام کو معاش کے کاموں کی مصروفیت کے باعث مدتوں
نہانے اور کپڑے دھونے یا بدلنے کا اتفاق نہوتا تھا۔ گرمی کی شدت
اور پسینے کی کثرت سے بدن اور کپڑے بدبو کر جاتے تھے۔ جیسے کہ اکثر
کاشتکاروں اور محنت مشقت کرنے والوں کی حالت ہوتی ہے۔ مسجد نبوی

تنگ تھی۔ جمعہ کے ازدحام میں آدمیوں اور ملائکہ کو انکی بدبو سے ایذا پہنچتی
تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے (اور سب طرح کے
کمالوں کے ساتھ) نفاستِ طبع اور لطافت اور پاکیزگی بھی کامل ہی درجہ
کی عطا فرمائی تھی۔ پس صحابۂ کرام کو حکم ہوا کہ جمعہ کے روز غسل کر لیا کریں
اور کپڑے بدل لیا یا دھو لیا کریں۔

فائدہ۔ اگرچہ یہ مضمون پہلے باب میں تحریر ہونا چاہئے تھا کیونکہ اس سے صحابۂ کرام کا عمل ثابت ہوتا ہے۔ قول نہیں۔ مگر یہاں یاد آیا اور اس لئے لکھا گیا کہ اس زمانہ کے بید حکیم (یعنی مسلمانوں کو نپٹ اندھا کر دینے والے دنیا طلب مُلّانے اور فقیرٹے) ذرا سوچیں سمجھیں کہ امت کے اُس کامل حکیم اور حاذق طبیب حضور (فداہ ابی و امی) نے اپنے اصحاب کو یہ حکم نہیں دیا کہ محنت مشقت کو چھوڑ دو۔ عمر بھر روزہ رکھو بہشت ہی میں چلکر افطار کرنا حضور نے آٹھویں روز نہانے دھونے کا ارشاد فرمایا۔ سو بس اس سے اُن روشن طبع لوگوں کو بھی سبق لینا چاہئے جو کہ محنت مشقت کرنیوالے غریبوں سے اسقدر متنفر ہیں کہ اُن غریبوں کے باعث مسجدوں کا آنا اور شریک جماعت ہونا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور اُن کو نہایت بدخلقی کے ساتھ اپنی مجلس سے دور کھڑا رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ ع ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا فائدہ

دلا خوش باش کاں محبوبِ جاں را  بدرویشان و مسکیناں سرے ہست

دوسرا شعبہ۔ سب کھانوں میں بہتر اور سب سے زیادہ پاکیزہ اور حلال اپنی کمائی کا کھانا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ اس سے بہتر دوسرا شعبہ

کوئی روزی نہیں ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کے عمل سے پیدا کر کے کھاوے
اور تحقیق داؤد نبیؑ اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتے تھے" یہ حدیث صحیح بخاری
کی ہے۔کذا فی النزہہ۔ روایت ہے کہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرماتے
ہیں کہ آدمی کا سب کھانوں سے زیادہ حلال کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی کا ہو
اور ہر ایک بیع مبرور۔

فائدہ۔ یعنی وہ بیع کہ جس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو اور کچھ دغا فریب نہ کیا
جاوے۔ جھوٹ نہ بولا جاوے۔ ایک اور روایت میں حضورؐ کا ارشاد ہے
کہ سب کھانوں سے زیادہ حلال کھانا کاریگر کے ہاتھ کی کمائی کا ہے بشرطیکہ
وہ (مشتری کی اور جس کا کام بنا دے اُسکی) خیر خواہی کرے۔

تیسرا شعبہ۔ اہلِ حرفہ شخص کو خدا دوست رکھتا ہے۔ دیکھو رسولِ خدا
(صلے اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اہلِ حرفت بندہ کو دوست رکھتا
ہے۔ یعنی پسند فرماتا ہے نیز حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس مومن کو دوست
رکھتا ہے جو اہلِ حرفت ہو اور خاکساری کی حالت میں رہے۔ نہ پرواہ کرے
اپنے لباس کی" یعنی سادہ اور پھٹے پرانے (پیوند لگے ہوئے) لباس میں رہے
شعبہ دوم و سوم کی حدیثیں احیاء العلوم میں ہیں۔

چوتھا شعبہ۔ لکڑہاروں کے حرفہ کی فضیلت اور (بدون اضطرار اور
حالتِ مخمصہ کے) سوال کرنے کی بُرائی حدیثوں میں آئی ہے۔ حضرت انسؓ
سے روایت ہے کہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی خدمت مبارک میں ایک
(محتاج) انصاری نے حاضر ہو کر کچھ سوال کیا۔ آپ نے پوچھا کہ تیرے گھر

میں کچھ موجود بھی ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ صرف ایک ٹاٹ ہے اُسکو کچھ اوڑھ اور کچھ بچھا لیتے ہیں۔ اور ایک پانی پینے کا پیالہ۔ ارشاد ہوا کہ وہ (دونوں شے) یہاں لے آ۔ وہ لے آیا حضور صلعم نے دونوں چیز دو درہم (یعنی آٹھ لو آنہ میں) نیلام کردیں۔ اور انصاری کو وہ دونوں درہم دیکر فرمایا کہ ایک کا اناج خرید کر اپنے گھر بھیجا اور دوسرے کی ایک کلہاڑی خرید کر یہاں لے آ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ حضرت صلعم نے اُس کلہاڑی میں اپنے مبارک ہاتھوں سے دستہ بنا کر ڈالدیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ لیجا جنگل سے لکڑیاں لاکر ہر روز بیچتا رہ۔ پندرہ روز تک ہمارے پاس نہ آنا۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ اور پندرہ روز کے بعد دس درم (یعنی تین روپیہ کے قریب) لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے اُن کا کپڑا اور اناج خرید کردیا اور فرمایا یہ عمل تیرے حق میں اس سے بہتر ہے کہ محشر کے میدان میں تیرے چہرے پر سوال کا داغ لگا ہوا ہو گا

یہ حدیث نزہتہ الناظرین میں ہے۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) یہ کہ کوئی مباح حرفہ کیسا ہی حقیر کیوں نہو پھر بھی سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے بہتر ہے۔

(۲) یہ کہ اس حرفہ کو کسقدر شرف حاصل ہوا کہ خود حضور سرور عالم نے اُسکے لئے کلہاڑی میں دستہ ڈالا اور یہ پیشہ تعلیم فرمایا۔ لکڑہاروں کو یہ حدیث سنکر بہت خوشی کرنی چاہئے۔ ؎

دلا خوش باش کاں محبوب جاں را ۔ بسکیناں و درویشاں سرے ہست

(۳) یہ کہ جو شخص اپنی ضرورت کے موافق محنت مشقت کر سکے اُسکو سوال کرنا

حرام ہے۔ اور وہ سوال اُس کے چہرہ پر قیامت کے دن داغ بنکر رسوا کریگا۔ ایسے ہی ایک اور صحیح حدیث ہے کہ جسکا پیشہ گدائی کرنا ہوگا قیامت کو اُس کے چہرہ پر گوشت کی بوٹی نہوگی۔

لکڑیاں لانے اور بیچنے کی فضیلت میں اور سوال کی مذمت میں یہ حدیث بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے اگر کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا اپنی کمر پر لاکر بیچا کرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی مالدار کے پاس سوال کرے اور وہ دے یا نہ دے۔

ف یعنی سوال پورا ہو یا نہو دونوں حالت میں مانگنا ذلت اور گناہ سے خالی نہیں۔ اور اسی معنے میں ہے کہ امام اوزاعی نے ابراہیم بن ادہمؒ کو دیکھا کہ لکڑیونکا گٹھا اپنی گردن پر اُٹھائے لاتے ہیں۔ فرمایا اے ابواسحٰق آپ کب تک اس مشقت میں رہینگے۔ یہ آپ کے درویش بھائی آپ کی ان ضرورتوں کو کافی ہیں۔ جوابدیا کہ بس صاحب معاف رکھو۔ مجھکو بزرگوں سے پہنچا ہے کہ جو شخص طلبِ حلال کیلئے ذلت اختیار کریگا اُس کے لئے جنت واجب ہوگی۔

پانچواں شعبہ۔ سوال کرنے اور مانگنے سے محتاجی اور تنگی بڑھتی ہے حدیث صحیح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا ایک در کھولے گا (یعنی ایک در پر یا کسی ایک خاص طرز پر سوال کرے گا) اوس پر حق تعالے محتاجی کے ستر در کھولدے گا۔

چھٹا شعبہ اگرچہ بالعموم سب جگہ سوال کرنا برا ہے۔ مگر خصوصاً مسجد میں

لوگوں سے مانگنا تو بہت ہی بُرا ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ قیامت کے روز ایک منادی (فرشتہ) پکاریگا کہ "وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو تمام زمین والوں میں سے زیادہ مبغوض (یعنی ناپسند) سمجھتے تھے" اس ندا پر وہ لوگ اُٹھیں گے جو مسجدوں میں لوگوں سے مانگتے تھے۔

احیاء العلوم کی شرح اتحاف میں ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا ہے کہ سوال دو قسم پر ہوتا ہے۔ ایک دروازوں کا سوال۔ دوسرا یہ کہ کوئی لوگوں سے کہے کہ میں مسجد میں رہتا ہوں عبادت اور نماز روزہ کرتا رہتا ہوں جو کوئی کچھ دیتا ہے لے لیتا ہوں۔ پس اُس پہلے سوال سے یہ دوسرا سوال بدتر ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ مسجد میں مانگنے والے کو دینا بھی مکروہ ہے۔

ساتواں شعبہ۔ کتاب قرۃ العیون میں ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ مانگنا (یعنی یہ کہکر مانگنا کہ مجھکو للہ دو۔ اور خدا کے لئے دو۔ یا خدا کے نام پر دو) بہت بُرا ہے۔ حضرت عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ مجھکو اس سائل کا دینا پسند نہیں ہے جو للہ کہکر مانگے۔

تنبیہ۔ مذکورہ بالا اخبار اور آثار سے پیشہ ہیزم کشی کا جائز بلکہ مستحب پیشہ ہونا اور سوال کا بُرا اور ممنوع ہونا بخوبی ثابت ہے۔ اِس زمانہ کے بہت سے مسلمان اور خصوصاً شریف زادے اور نیم خواندے آدھے تیتر اور آدھے بٹیر لوگ اور جاہل فقیر سوال کرنے اور مانگنے سے تو عار نہیں کرتے۔ اور ہر امیر و غریب سے اپنے آبائی شرف اور مولوی ملّا یا فقیر و درویش ہونے کا اظہار کرکے صدقے اور خیرات کے طالب ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اُن کو کہا جاوے۔

کہ بھائی تم کچھ حرفہ اختیار کرلو تو چین بجیں ہونگے۔ اس سے سخت انکار اہے عار کرینگے۔ فی الحقیقت اس عار سے نار کو خریدنا ہے۔ حق تعالے سبحانہ جمیع مسلمانوں کو اُس سے بچاوے۔ کتاب قرۃ العیون میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبیصہؓ کو فرمایا کہ " اے قبیصہؓ سوال کرنا حلال نہیں ہے مگر تین شخصوں کو (اول) ضامن قرض (دوم) جسکا مال کسی حادثہ سے تلف ہوگیا ہو (سوم) جو محتاجی کے باعث فاقہ سے ہو اور اس کے فاقے پر شہادت اور یقین ہو"

جسکے پاس ایکدن کا کھانا ہو اُسکو سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جس کے پاس ایک دن کا بھی کھانا نہو یا چھپانے والے اعضا کو چھپانے کے قدر پوشاک نہو تو اُس کو دفع حاجت کے لئے (ضرورۃً) مانگنا جائز ہے۔ بلا ضرورت سوال کرنا منع ہے۔ بعضوں کے نزدیک حرام اور بعضوں کے نزدیک مکروہ تحریمی۔ مگر ان تین وجہ سے منع نہیں ہے۔ (اول) یہ کہ اپنے نفس کو ذلیل اور خوار نکرے (دوسرے) یہ کہ الحاح یعنی گڑگڑانا نکرے۔ (تیسرے) یہ کہ مانگنے میں کسیکو نہ ستاوے یعنی چمٹ کر اور دق کرکے نہ مانگے اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو بالاتفاق مانگنا حرام ہے لیکن بادشاہ سے مانگنا جائز اور درست ہے (مگر وہ بھی خواص کے فراغ خاطر میں نہیں ہے)

آٹھواں شعبہ۔ اُسی کتاب (قرۃ العیون) میں ہے کہ جو شخص جھوٹی حاجت ظاہر کرکے کچھ لیوے تو وہ اُس چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ ایسے ہی جوا

لوگوں کو علوی یا سید ظاہر کرکے کچھ لیوے۔ اور ایسے ہی جو ظاہر میں صالح
کہ قیخت بنا ہوا ہو اور اسکو نیکبخت ہی سمجھکر دیا جاوے۔ اور وہ ہو در پردہ
جواںٔ اور بدکار۔ ایسے ہی جسکی بدزبانی سے بچنے یا اُسکے شر سے محفوظ رہنے
اسکے لئے کچھ دیا جاوے۔ یہ سب لوگ اُس لی ہوئی چیز کے مالک نہونگے۔
اُنکو وہ اپنے پاس رکھنی حرام ہے اور مالکوں کو واپس دیدینی واجب
ہے۔ **شعبہ**۔ سوال و گدائی کرنا تو درکنار رہا۔ بزرگان دین نے بے پیرے
لوگوں کو بیدیوں کا ترک کسب کرکے گھر یا مسجد میں بیٹھ رہنا اور نفل نمازوں
جو کو اوراد و وظیفوں میں مشغول ہونا بھی پسند نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت امام
احمد بن حنبل رح سے کسی نے پوچھا کہ آپ اُس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں
جو اپنے گھر یا مسجد میں (ترکِ کسب کرکے) بیٹھ رہے اور کہے کہ "میں کچھ
(کسب نہ) کرونگا اور میری روزی اسیجگہ بیٹھے پہنچے گی" امام صاحب نے جواب دیا کہ وہ
شخص علم سے بیخبر یعنی جاہل ہے۔ کیا اُس نے حضرت رسولِ خدا صلعم کا یہ
ارشاد نہیں سنا کہ حق تعالیٰ نے میری روزی نیزہ کے سایہ میں رکھی ہے
اور حضور صلعم نے (مثال کے طور پر) پرندوں کا حال بیان فرمایا کہ تغدو خماصاً
و تروح بطاناً یعنی پرندے صبحدم (روزی کی طلب میں) بھوکے جاتے ہیں
اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں۔

اور حدیث کے ۔ اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں (اوّل) یہ کہ اسیطرح جو
غریب توکّلاً روزی کماتے اور کسبِ معاش کرتے ہیں اُنکو حق تعالیٰ پاک روزی
دیکر رکھے ہے۔ (دوم) یہ کہ جب حق تعالیٰ اپنی ضعیف اور ناتوان و بے شعور

مخلوق (یعنی پرندوں) کو بھی بدون طلب و تلاش کے روزی نہیں دیتا ہے تو قوی اور توانا اور باشعور مخلوق یعنی انسان کو بدون طلب تلاش گھر میں بیٹھے بٹھائے روزی ملنے کی ہوس کرنا سخت نادانی اور خیال خام ہے۔

حضرت عیسےٰ (علیٰ نبینا و علیہ سلام) نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ عبادت کیا کرتا ہوں پوچھا کہ تیرے خرچ کا کون ذمہ دار ہے۔ کہا میرا ایک بھائی۔ فرمایا بس تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عابد ہے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا ارشاد ہے کہ چاہیے کہ تم میں سے کوئی شخص روزی کی طلب یعنی حرفہ اور تجارت نہ چھوڑ بیٹھے۔ (اور گھر میں نکما بیٹھا) یہ نہ کہتا رہے کہ اللھم ارزقنی (یعنی الٰہی مجھکو رزق دے) کیونکہ بیشک تم جانتے ہو کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔[1]

حضرت ابو قلابہؒ نے ایک شخص کو فرمایا کہ اگر میں تجھکو اس حالت میں دیکھوں کہ تو معاش کی طلب میں مصروف ہو تو یہ مجھکو اوس سے زیادہ پسند ہے کہ تجھکو مسجد کے گوشہ یا حجرہ میں دیکھوں۔ حضرت شیخ المشائخ ابو سلیمان دارانیؒ نے فرمایا کہ ہم صوفیوں کے نزدیک یہ کچھ عبادت نہیں ہے کہ تو کسب معاش سے اپنے پاؤں جوڑلے (اور وظیفے پڑھتا رہا کرے) اور کوئی دوسرا شخص تیرے لئے روزی کماوے۔ تو اول اپنی دو روٹی کماکر رکھلے پھر (فراغ خاطر سے) عبادت کر۔ حضرت حسین بن صالحؒ کا قول ہے کہ جس شخص نے مسجد کا کونہ پکڑا

[1] بلکہ پانی برساتا ہے اس سے غلہ وغیرہ پیدا ہوتا ہے اور سونے چاندی کو فروخت ہوتا ہے کذا فی الاتحاف ۱۲ منہ رحمہ

ہو۔ اور اُسکو اگر کوئی کچھ دے دے پیتا ہو تو وہ شخص ملحّ نی المسئلہ ہے یعنی بہت اڑی مار سوالی۔

دسواں شعبہ پیشوایانِ اسلام نے حلال روزی کمانے کو نفل نمازوں کے پڑھنے پر بھی مقدم رکھا ہے۔ حضرت یوسف بن اسباطؒ نے حضرت شعیب بن حرب سے کہا کہ آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ جماعت کی نماز سنت ہے اور حلال روزی کمانی فرض۔ جواب دیا کہ ہاں (مجکو معلوم ہے) اسیطرح ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ اور اُنکے یار (یعنی مرید او معتقد لوگ) ماہِ رمضان میں کھیتی کاٹنے کی مزدوری کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؒ یاروں کو فرماتے تھے کہ یہ کام اچھی طرح کرو تاکہ حلال روزی کھانے میں آوے۔ اور رات کو (تہجد کی) نماز مت پڑھو کیونکہ تمکو جماعت اور تہجد کی نماز کا ثواب اسمیں حاصل ہے۔

گیارھواں شعبہ۔ طلبِ معاش کا فکر کرنے اور اُس میں تکلیفیں اُٹھانے سے بعضے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ من الذنوب ذنوب لا یکفرھا الا الھم فی طلب المعیشۃ یعنی منجملہ گناہوں کے بعضے گناہ ایسے بھی ہیں کہ جن کا کفارہ (یعنی معافی کا سبب) فکرِ معیشت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

**فائدہ** مطلب یہ کہ بعضے گناہوں کے مرتکب شخص کی بخشش صرف اسی سے ہوجاویگی کہ اُس نے دنیا میں طلبِ معاش کا فکر اُٹھایا تھا۔ ورُاسکو جہنم کی سزا نہوگی۔ نہ اُسکو کسی کی شفاعت کی ضرورت ہے نہ نفل عبادتوں کی۔

بارہواں شعبہ۔ حدیثوں میں سوداگری کی بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ چنانچہ بیع مبرور کا بیان پہلے مذکور ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ علیکم بالتجارۃ فان فیہا تسعۃ اعشار الرزق۔ معنے یہ ہیں کہ تم اپنے اوپر تجارت یعنی سوداگری کو لازم (فرض واجب) کرلو کیونکہ اُس میں رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے موجود ہیں۔

فائدہ۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو رزق اُترتا ہے وہ دس حصے ہوکر اُنہیں سے نو حصے تجارت کو ملتے ہیں اور ایک حصہ (دنیا بھر کے) دوسرے سب حرفونکو ملتا ہے اور فرمایا حضور صلعم نے کہ بازار اللہ (کے رزق) کے دسترخوان ہیں۔ جو شخص (تجارت یا محنت کو) اُن میں آوے اُس کو (رزق) مل ہی جاتا ہے

حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا ہے کہ مجکو اپنی موت کا ایسی جگہ میں آنا زیادہ تر پسند ہے جسجگہ کہ میں اپنی عیال کیلئے خرید و فروخت کر رہا ہوں۔

تیرھواں شعبہ۔ اہل حرفت اور سوداگر شخص کو راست گوئی اور راست بازی کرنا اور جھوٹ اور جھوٹی قسم سے بچنا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ سچا سوداگر (یعنی جو سوداگر مال کے لین دین میں جھوٹھ نہ بولے اور دغا فریب سے بچے وہ قیامت کو نبیوں اور صدیقوں اور صالحوں کے ساتھ ہوگا۔ رفو الخرقہ میں لکھا ہے کہ ترمذی میں بجائے صالحین کے (بروایت ابوسعید خدریؓ) لفظ شہدا آیا ہے، ایک حدیث فصل سابقہ میں بحت آیت علم ان سیکون الخ مذکور ہو چکی۔ کہ حضور صلعم نے فرمایا جو سوداگر ایک شہر سے اناج لیجاکر دوسرے

شہر میں اُس وقت کے نرخ پر بیچے اُس کا رتبہ اللہ کے نزدیک شہیدوں کے برابر ہوتا ہے حضرت ابراہیم بن یزید نخعیؒ سے پوچھا گیا کہ آپکو سچا سوداگر زیادہ پسند ہے یا عبادت کیلئے تنہا بیٹھا ہوا شخص - جواب دیا کہ مجکو سچا سوداگر زیادہ پسند ہے کیونکہ یہ بالتحقیق ہمیشہ جہاد میں مصروف رہتا ہے شیطان اسکے پاس کبھی پیمانہ اور ترازو کی راہ سے آتا ہے کبھی لین دین کی راہ سے - اور یہ شخص ہر وقت شیطان سے جہاد کرتا ہے ٭ فائدہ یعنی وہ شیطان کے بہکانے میں نہیں آتا - بلکہ ہمت کے ساتھ اُس کی مخالفت اور دیانت اور راستی پر تکر اُس مردود کو شرمندہ اور ذلیل کرتا رہتا ہے -

ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیامۃ یعنی سچا سوداگر قیامت کے روز عرش معلے کے نیچے ہوگا - ان حدیثوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقتعالی نے تجارت کو بڑا شرف بخشا ہے اور سوداگروں کو بڑی فضیلت دی ہے یہانتک کہ انکو اپنے بندگان خاص یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں کا ساتھی ٹھیرا دیا اور وہ بھی فقط اتنی بات پر کہ دنیا میں سچ اور امانت داری سے کام کیا - اللہ اکبر کہاں وہ تکلیفیں جو انبیا و صلحا و شہدا کو دنیا میں لاحق ہوتی ہیں اور کہاں یہ کہ آرام سے رہنے والے سوداگروں کو فقط خیانت اور جھوٹ کے چھوڑ دینے پر یہ ایسے بلند رتبے میسر ہوں -

چودھواں شعبہ - اُس کے مقابلہ میں حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وہ ارشاد ہیں - جن میں جھوٹی قسمیں کھا کر سودا بیچنے کی برائی آئی ہے - چودھواں شعبہ

چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث میں وارد ہے کہ الیمین الفاجرۃ منفقۃ للسلعۃ ممحقۃ للکسب۔ یعنی جھوٹی قسم سے مال تو بک جاتا ہے۔ لیکن کمائی کی برکت مٹ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود تجارت کرنے کے بہت لوگ معاش کی تنگی میں گرفتار رہتے ہیں۔ اگر سچ بولنے کو اپنا شعار کرتے تو ضرور اُن کی سوداگری میں برکت ہوتی۔ دنیا کی طمع میں دیدہ و دانستہ اپنا بُرا آپ کرتے ہیں۔ یہاں کمائی اکارت ہوئی۔ مال کی برکت گئی۔ عاقبت کے لئے جہنم کی راہ کا توشہ جمع ہوا۔ ابوداؤد کی روایت میں اس حدیث کے اندر بجائے لفظ کسب کے صاف برکت کا لفظ موجود ہے۔ امام احمد نے باسنادِ صحیح روایت کیا ہے کہ ایک بار حضور نے فرمایا کہ سوداگر لوگ بدکار ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال نہیں کیا ہے۔ فرمایا ہاں (خدا نے بیع حلال تو کی ہے)۔ مگر اکثر سوداگر لین دین میں حلف کر کر اور جھوٹ بول کر گنہگار ہوتے ہیں۔

اصحاب ستہ نے امام بخاری کے سوا سب نے حضور صلعم سے روایت کی ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرتا ہے قیامت کے روز حق تعالیٰ اُس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا۔ اور نہ اُسکو گناہ سے پاک کریگا۔ بلکہ اُس کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔

پندرھواں شعبہ۔ زراعت کے پیشہ کو بھی وہ سب فضیلتیں حاصل ہیں جو تجارت میں ہیں۔ کیونکہ کاشتکار اپنی زراعت کی پیداوار کو زیادہ تر فروخت ہی کرتا ہے۔ مگر دین کی کتابوں میں خاص زراعت اور مزارعین کی

بھی بہت فضیلتیں پائی جاتی ہیں۔ ہم اس جگہ نزہتہ الناظرین اور نزہتہ المجالس سے چند مرفوع حدیثیں لکھتے ہیں۔

جو شخص درخت لگاتا ہے یا کھیتی بوتا ہے اُسکی فضیلت میں حضرت انس رضؓ کی روایت میں آیا ہے کہ اُس درخت یا کھیتی میں سے کوئی پرند یا چرند یا انسان جو کھاوے وہ سب صدقہ اور خیرات ہوتا ہے۔ اور بموجب روایت جابرؓ کے جو چوری جاوے وہ بھی خیرات ہی ہوتا ہے اور حضرت عبداللہ انصاریؓ کی روایت ہے کہ اُسکو درخت کے تمام پھلوں کے برابر ثواب ملتا ہے " انتہے ما فی النزہتین

سولھواں شعبہ۔ حلال روزی کے طلبگار کو دیدار خدا نصیب ہوگا اور اُس کا چہرہ قیامت کو چودھویں رات کے چاند کیطرح نورانی ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دنیا کو حلال طور پر طلب کرے تاکہ سوال کرنے سے بچا رہے اور اپنی عیال کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرے اور اپنے (غریب) پڑوسی پر (اپنے حلال مال سے) شفقت رکھے تو وہ (قیامت میں) حق تعالےٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا۔ اِس حالت میں کہ اُس شخص کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مثل چمکتا ہوگا۔

سترھواں شعبہ۔ وہ شخص خدا کی راہ میں منصور ہوتا ہے یعنی مجاہد اور غازی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایکبار حضرت سرورِ عالم (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کی مجلس میں رونق افروز تھے۔ ایک جوان مضبوط اور چست و چالاک صبحدم جلدی جلدی اپنے کام پر جا رہا تھا۔ صحابہ نے

(آپس میں) کہا کہ کیا خوب ہوتا جو اسکی جوانی اور قوت خدا کی راہ میں (یعنی جہاد اور عبادت میں) صرف ہوتی۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ یہ مت کہو۔ کیونکہ اگر یہ شخص خود اپنی جان کیلئے چلا ہے تاکہ نفس کو سوال کرنے اور مانگنے سے بچاوے اور بے پروا رکھے تو وہ اب بھی اللہ ہی کی راہ میں ہے۔ اور اگر وہ اپنے ضعیف ماں باپ یا ضعیف عیال کیلئے چلا ہے تاکہ اُنکو خلقت سے بے پروائی رہے اور خرچ کی ضرورتوں سے کفایت ہو تب بھی وہ خدا ہی کی راہ میں ہے۔ اور اگر وہ اسلئے چلا ہے کہ بہت سامال جمع کر کے ریا اور نمود اور شیخی کے کاموں میں خرچ کرے۔ اور لوگوں کے مقابلہ میں فخر اور غرور کیا کرے اور اپنی بڑائی دکھلایا کرے تو (اُس وقت) وہ شیطان کی راہ میں ہے۔

یعنی جہاد و عبادت میں مشغول ہے کے مانند ۱۲ منہ

**فائدہ**۔ معلوم ہوا کہ ان تینوں امر کیلئے کمانا ثواب سے خالی نہیں ہے اور روزی کمانے میں محنت اور سعی کرنا گویا کہ خدا کی راہ میں سعی کرنا ہے۔ نیت نیک چاہیئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلِ حرفت اور کمانیوالے مسلمان سے گمان نیک رکھنا چاہیئے کہ وہ نیک نیتی ہی سے اور نیک ہی کام کیلئے اپنے حرفہ اور کسب میں مشغول ہے۔ چنانچہ حضور (علیہ الصلواۃ والسلام) نے بھی اِس موقع پر اصحاب کرام کو اُس شخص پر گمانِ بد لے جانے سے روکا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور (علیہ الصلواۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی عیال کی تربیت اور پرورش کیلئے حلال (روزی کمانے) میں سعی کوشش کرے وہ اُس شخص کی مثل ہے جو راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے۔ اور جو شخص پاکیزگی اور وجہ حلال کے ساتھ دنیا طلب کرے وہ (قیامت کے دن)

شہیدوں کے درجہ میں رہے گا۔

**فائدہ**۔ اللہ اکبر۔ اب مسلمانوں نے دین کی اپنی حالت کسقدر بدل ڈالی ہے۔ جو لوگ دنیا کی طلب میں ہیں وہ اکثر پاکیزگی اور وجہ حلال سے بے پروا ہیں۔ اور جو لوگ ترکِ دنیا کا دم مارتے ہیں وہ اکثر پاکیزگی اور وجہ حلال کے ساتھ طلبِ دنیا کرنیوالو نکو بھی فخرِ جہنم ہی میں جگہ دیتے ہیں۔ مصرعہ

ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بکجا

اٹھارھواں شعبہ

**اٹھارھواں شعبہ**۔ اس زمانہ میں مولوی کہلانے والوں میں سے فیصدی پچاس ساٹھ اور صوفی اور درویش کہلانے والوں میں سے اسّی نوّے شخصوں میں ایک بہت بڑی خرابی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ظاہر اور کھلے دنیا طلب لوگونکو تو بُرا کہتے ہیں اور خود دین کے علم سے یا عبادت اور زہد و تقوے سے دنیا کماتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ یہ بہت ہی بڑا گناہ اور بلاءِ عظیم ہے علانیہ طور پر اور بوجہ حرام دنیا کمانے سے بھی بدتر طریقہ ہے۔ دین میں اس کی بہت سخت مذمت آئی ہے۔ قران مجید کی کتنی ہی آئتیں اسکے حرام اور مردار ہونے پر ناطق ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ان اللہ تعالیٰ یحب العبد یتخذ المھنۃ لیستغنی بہا من الناس و یبغض اللہ العبد یتعلم العلم و یتخذہ مھنۃ ترجمہ یہ ہے کہ تحقیق اللہ محبوب رکھتا ہے اُس بندہ کو جو کارِ خدمت اِس لئے اختیار کرے کہ لوگوں سے بے پرواہ رہے۔ اور بُرا جانتا ہے اُس بندہ کو جو علم اِس لئے سیکھے کہ اُس (علم) کو معاش کا ذریعہ (یعنی حصول معاش کا

ذریعہ) بناوے۔

**فائدہ۔** اتحاف شرحِ احیاء میں ہے کہ علم امورِ آخرۃ سے ہے اسکو حصولِ دنیا کا آلہ بنانا ظلم اور ایک شئے کو غیر محل میں رکھنا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں بھی اس کے لئے سخت وعید آئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت رسولِ اکرم (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے۔ من طلب الدنیا بعمل الآخرۃ طمس وجھہ ومحق ذکرہ واثبت اسمہ فی اھل النار یعنی جو شخص دنیا کو آخرت کے عمل سے طلب کرے اُس کا نام مٹایا جاویگا۔ اور اس کا نام دوزخیوں کی فہرست میں درج کیا جاویگا۔ دنیا میں چہرہ کا بگاڑا جانا اس طرح پر ہے کہ خلقت میں اور بالخصوص اہلِ حق کے نزدیک ذلیل اور خوار رہتا ہے۔ انکو اُس کی صورت سے نفرت ہوتی ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ عالمِ برزخ اور آخرت میں حقیقۃً اسکی صورت مسخ کیجاویگی۔ ایسے ہی نام مٹایا جانے سے یا یہ مراد ہے کہ دنیا میں اس کی نسل منقطع ہوکر نام ونشان مٹ جاوے (چنانچہ مشاہدہ اسکی تصدیق کرتا ہے۔ یا یہ کہ اہلِ جنت کی فہرست سے نام مٹ جاوے گا (چنانچہ اہلِ نار کی فہرست میں درج ہوجانا اِس پر دلالت کرتا ہے) واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس زمانہ میں جو شرافت کے جھوٹے مدعی اہلِ حرفت لوگوں کو سفلہ اور کمینہ کہتے ہیں یہ لوگ بزرگانِ دین کے ارشادوں سے بالکل بے خبر ہیں۔ حضرتِ عبداللہ بن مبارک رضؓ سے کسی نے پوچھا کہ سفلے کون لوگ ہوتے ہیں۔ فرمایا جو دین سے معاش کماتے ہیں۔

**فائدہ۔** فی الواقع دین اور علمِ دین کو معاش کا ذریعہ بنانا بہت بڑا عیب ہے

خواجہ حافظؒ نے بہت ہی خوب فرمایا ہے۔ ؎

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش و لے　　دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

فائدہ۔ اگرچہ علمِ دیں کو متاعِ دنیا کے ساتھ بیچنا گناہ ہے۔ (اس لئے کہ اس علم اور پند و نصیحت دینے والے کو خلوص للّٰہیت نہیں ہے بلکہ دنیاوی منفعت مقصود ہے۔) مگر کسی کو اُس سے علم حاصل کرنے اور وعظ و نصیحت سُننے سے محروم رہنا بھی بدنصیبی میں داخل ہے۔ اِس بارہ میں حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کا قول آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے وہ فرماتے ہیں ؎

خرابی کند مردِ تفسیر داں　　کہ علم و ادب می فروشد بناں
ویکن تو بستاں کہ صاحب خرد　　زارزاں فروشاں برغبت خرد

اور نیز اُن کا یہ قول ؎

گفتِ عالم بگوشِ دل بشنو　　ورنہ باشد بگفتنش کردار
باطل است آنچہ مدعی گوید　　خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
مرد باید کہ گیرد اندر گوش　　ورنبشت است پند بر دیوار

پہلے باب میں حدیث مذکور ہو چکی ہے کہ حضور انور (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فھو احق بہا حیث وجدھا

انیسواں شعبہ۔ یہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور پھر بھی لکھتے ہیں کہ دنیا کی طلب میں ایسا ڈوبنا جائز نہیں ہے۔ کہ دین اور عقبےٰ سے غافل ہو جاوے۔ مقصود اصلی دین اور عقبےٰ ہے۔ دنیا اُس کی خادم ہے۔ لہذا کسبِ معاش میں میانہ روی

چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول مقبول (صلے اللہ علیہ وسلم) نے
(صحابہ کو مخاطب کرکے) ارشاد فرمایا کہ جو شئے میں ایسی جانتا ہوں کہ وہ تم کو
جنت سے نزدیک اور دوزخ سے دور کرے۔ تو تم کو اُس کا حکم ضرور کرتا
ہوں۔ اور جو چیز ایسی جانتا ہوں کہ تم کو جنت سے دور اور دوزخ سے نزدیک
کرے تو ضرور تم کو اُس سے روکتا ہوں۔ اور تحقیق روح الامین (یعنی جبرئیل
علیہ السلام) نے میرے دل پر القا کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی روزی پوری
کئے بدون ہرگز نہ مریگا۔ اگرچہ دیر میں ملے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو
اور طلب معاش میں میانہ روی کرو۔ پھر (اس حدیث کے اخیر میں) فرمایا
کہ روزی میں دیر ہونا تمکو اس بات پر آمادہ نہ کردیوے۔ کہ تم روزی کو اللہ
کے گناہ کے ساتھ طلب کرنے لگو۔ پس تحقیق جو چیز اللہ کے پاس ہے۔ وہ
کسی کو گناہ کے ساتھ نہیں ملتی ہے۔

فائدہ۔ یعنی تم اعتماد اور بھروسہ اس پر رکھو۔ کہ رزق کا ضامن حق تعالیٰ
ہے اور دیر ہو جانے کی حالت میں خدا پر تہمت نہ لگاؤ کہ خدا نے ہم کو روزی
سے محروم کردیا۔ وہ ہمکو بھول گیا اور رزق حلال کی طلب امر الٰہی کی
تعمیل کے لیئے عبادت سمجھو۔ یہ فائدہ اتحاف شرح احیاء میں ہے۔ اسجگہ
امام غزالی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ دیکھو حضرت نے طلب معاش میں
میانہ روی کا حکم فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم طلب کرنا چھوڑدو۔

بیسواں شعبہ۔ غنا اور آسودگی پیدا کرنا جایز ہے۔ بلکہ اولیٰ اور کامل صبر اور
قناعت اور توکل نہونے کی حالت میں ضروری ہے۔ بلکہ غنا اور آسودگی

بھی حق تعالیٰ کا بندوں پر ایک فضل ہے۔ چنانچہ پہلے آیات قرآنی سے
اس کا ثبوت دے چکا ہوں۔ اور بدون کامل صبر وقناعت وتوکل کے )
افلاس حق تعالیٰ کا قہر اور عذاب ہے۔ غنا کے فضل میں کچھ اخبار و آثار بھی
گذارش کرتا ہوں۔ حضرت زید بن مسلمہ اپنی زمین میں کچھ درخت لگا رہے تھے
کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کا وہاں گذر ہوا آپ نے زید کو فرمایا۔
کہ تم نے یہ خوب کام کیا۔ لوگوں سے بے پرواہ رہا کرو۔ اس میں تمہارا دین
خوب محفوظ رہے گا اور لوگ تمہاری خوب آبرو عزت کرینگے۔ جیسے تمہاری
صاحب لُجیحہ کا قول ہے ؎

فلن ازال علی الزوراء اعمرها ان الکرام علی الناس ذو المال

احقر نے اس کا ترجمہ بھی شعر میں کیا ہے ؎

خدمتِ زورا میں ہوں مصروف دائم کیونکہ بس
شرف و عزت ہے جہاں میں صرف اہلِ مال کو

حضرت لقمان (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے کو وصیت کی ہے کہ بیٹا۔
حلال کمائی سے مفلسی دور کرنا۔ کیونکہ محتاج آدمی میں تین حالتیں (بُری)
پیدا ہو جاتی ہیں۔ اوّل دین میں سستی اور کمی۔ دوسرے عقل میں ضعف
تیسرے مروت کا زوال اور ان تینوں بات سے بڑھ کر ایک چوتھا سخت عیب
یہ ہوتا ہے) کہ محتاج اور مفلس آدمی لوگوں کی نظر میں حقیر ہو جاتا ہے
احیاء۔ کتاب خیر الذخیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے مال کو مومن
کا ہتھیار فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ مومن کو نفس اور شیطان کے بہت مکر و فریب

اور کفار اور بے دینوں کی بہت شرارتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ انہی حضرت (قدس سرہ) نے دوسری جگہ مال کو مومن کی ڈھال فرمایا ہے۔ آپ کا پورا قول اس طرح پر ہے کہ اگر میں (مرنے کے وقت) دس ہزار اشرفی چھوڑ جاؤں جس پر میرا حساب لیا جاوے تو یہ مجکو زیادہ تر محبوب اور پسندیدہ ہے اس سے کہ میں محتاج ہوں۔ مال پہلے زمانہ میں ناپسند تھا۔ آج کے دن وہ مومن کی ڈھال ہے۔ سوال اور اغنیا سے اُس کو بچاتا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب (رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ اُس آدمی میں کچھ خیر نہیں ہے جو جمع نہیں کرتا ہے دنیا کو اپنا دین اور جسم بچانے اور صلہ رحم کرنے کی غرض سے۔ اور حضرت وہب بن منبہ رض کا قول لکھا ہے کہ جو شخص فقیر ہو جاتا ہے۔ اُس کا دین دقیق یعنی کمزور ہو جاتا ہے اور عمل ضعیف۔ مروت جاتی رہتی ہے۔ لوگ اُس کو سبک (یعنی ہلکا اور بے وقعت) جانتے ہیں اور لکھا ہے کہ حضرت ربیع بن خراش رح کے پاس مال بہت تھا۔ وہ سب اپنے یار دوستوں پر خرچ کر دیا۔ ایک روز آٹا گوندھتے ہوئے روتے اور یہ کہتے تھے لما قل مالی جفانی احبابی۔ اُسی کتاب میں بذیل تذکرہ حضرت سہل بن عطار رح بطور فائدہ لکھا ہے کہ جب سیدنا آدم (علیہ السلام) جنت سے نکلے تو جنت میں ہر ایک چیز اُن پر روئی۔ مگر سونا اور چاندی نہیں روئے۔ حق تعالیٰ نے اُن سے نہ رونے کا سبب پوچھا۔ عرض کیا کہ جس نے جناب خداوندی کی نافرمانی کی ہے۔ ہم اُس پر نہیں روتے۔ ارشاد ہوا کہ قسم ہے مجھکو اپنی عزت اور جلال کی میں تمکو ہر ایک چیز کی قیمت ٹھہراؤنگا

جب میرا مال ... ہوا۔ دوست ... بیوفا ہو گئے
منہ رحمہ

اور اولادِ آدم کو تمہارا خدمت گار کردوں گا۔

غرض یہ ہے کہ دنیا اور دین (دونوں کا) جمع کرنا جایز بلکہ افضل و راعلےٰ درجہ کی بات ہے۔ مذکورہ بالا کتاب میں مذکور ہے کہ حضرت حذیفۃ بن الیمان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بہتر نہیں جو دنیا کو چھوڑ دیں۔ بلکہ وہ لوگ بہتر ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں کو لیتے ہیں۔ مترجم مرحوم نے اس موقع پر بزرگوں کا ایک نہایت صحیح اور سچا مقولہ اور ایک شعر لکھا ہے۔ مقولہ یہ ہے کہ ما احسن الدین فی الدنیا اذا اجتمعا۔ یعنی کسی کے پاس دین اور دنیا دونوں کا جمع ہونا کیا ہی حسن اور نیک اور خوب و پسندیدہ امر ہے اور شعر یہ ہے ؎

غلط ہست کہ ہمہ اہلِ دول بے دردانند      ہر کرا دیدم ازیں طائفہ آزارے داشت

پھر حضرت حارث محاسبی کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اس امت کے خیار (یعنی بہتر اور پسندیدہ) وہ لوگ ہیں۔ جن کو اُن کی آخرت دنیا سے اور اُن کی دنیا آخرت سے باز نہیں رکھتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ دنیا کا (یعنی روپے اور مال کا) حفظِ آبرو کے لئے جمع کر رکھنا بندہ کو زہد سے خارج نہیں کرتا ہے۔ حضرت محمد بن احمد بن سالم بصریؒ صاحب سہلِ تستری ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ جس کو توکل کی طاقت ہے۔ اُس کو کسب کرنا بہ طورِ معاونت مباح ہے اور بطریقِ اعتماد مباح نہیں۔ توکل حضرت رسولِ خدا (صلعم) کا حال ہے اور کسب کرنا آپ کی سنت ہے۔ ہاں جو شخص حالِ توکل سے ضعیف ہو وہ اکتساب کرے (یعنی اُس کو کسب کرنا ہی مناسب ہے) تاکہ درجۂ سنت سے نہ گرے۔ جس طرح وہ درجۂ حال سے گر گیا۔ ؎

رفیق اہلِ غفلت عاقبت از کار می ماند　　چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار می ماند

امام شعرانیؒ حضرت ابوبکر طمستانیؒ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ اگر محترف کی نیت اپنے حرفہ سے نفعِ عباد ہے تو وہ (اپنی) دنیا و آخرت دونوں کا عامر (یعنی آباد کرنے والا) ہے۔ حضراتِ سلفِ صالحین (رحمہم اللہ) میں سے ایک گروہ کا قول ہے کہ جہاد کے دس جزو ہیں۔ اُن میں نو حصہ جہاد یہ حلال روزی کا کمانا ہے۔ حضراتِ ابوسلیمان دارانیؒ وغیرہ کا قول ہے۔ کہ جو شخص حلال روزی کی طلب سے حیا کرے۔ یا منہ موڑے وہ کبھی مقصد مند نہو گا۔

رسالہ رخوالخرقہ میں ہے کہ ایک شخص نے حرفہ ترک کر دیا تھا۔ داؤد علیہ السلام نے اُس کو فرمایا یا ھذا اعمل وکل - اے شخص تو حرفہ کرکے کھا فان اللہ تعالیٰ یحب من یعمل ویاکل۔ اس لئے کہ اللہ دوست رکھتا ہے اُس شخص کو جو محنت مزدوری کرکے کھاتا ہے۔ ولا یحب من یاکل ولا یعمل اور دوست نہیں رکھتا ہے اُس کو جو کھاتا ہے اور کماتا نہیں۔

مجمع البحار اور اتحاف شرح احیاء میں حدیث ہے۔ کہ حضور سرور عالم (صلے اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے۔ کہ احرث لدنیاک کانک تعیش ابداً واعمل لآخرتک کانک تموت غدا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو دنیا کمانے میں اس قدر کوشش کیا کر کہ گویا تجھکو ہمیشہ دنیا ہی میں رہنا ہے۔ (یعنی مبادا کہ تو کما کر کچھ نہ رکھے۔ اور حاجت اور ضرورت پڑ جانے پر کسی کا دست نگر ہونا پڑے) اور آخرت کیلئے (یعنی عمل نیک میں اور مال کے خرچ کرنے میں) ایسی کوشش کر کہ گویا تجھکو کل ہی مرجانا ہے۔

**فائدہ۔** حضرت امام غزالی (رحمہ اللہ تعالیٰ) احیاء العلوم میں ان روایات کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ لوگوں سے مانگنے اور غیر کا دست نگر رہنے اور دوسروں کی کمائی پر بھروسہ کر لینے کی مذمت اب یہاں سے خوب معلوم اور واضح ہوگئی۔ اور جس شخص کے پاس کچھ موروثی مال نہ ہو وہ اس ذلت سے دو ہی طرح پر بچ سکتا ہے۔ یا کسب سے یا تجارت سے وبس۔"

اب میں امید کرتا ہوں کہ اس زمانہ کے واعظین اور مشایخ اور شریف زادے اس کو بہ نظرِ انصاف ملاحظہ اور مطالعہ فرماویں اور حیلہ بہانہ چھوڑ کر نفس اور شیطان کے اُس پھندے سے خود نکلنے اور مسلمانوں کو نکالنے کی دل سے سعی اور کوشش کریں۔ اپنے اور اُن کے حال پر رحم فرماویں

سخت افسوس کی تو یہ بات ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس قدر بے ہمتی اور علم سے غفلت اور بے پرواہی ہوگئی ہے کہ فارسی کی درسی کتابیں بھی پڑھنی اور دیکھنی چھوڑ دیں۔ صاحبو! ہوش وحواس درست کرو۔ کانوں سے پنبۂ غفلت دور کر کے اگر علومِ عربیہ اور تفسیر وحدیث حاصل کرنے کی تم کو فرصت اور ہمت نہیں ہے۔ تو فارسی کی درسی اور بزرگانِ دین کی کتابیں ہی پڑھو۔ اور سنو۔ دیکھو حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی گلستاں میں فرماتے ہیں ؎

بدست آہکِ تفتہ کردن خمیر      بہ از دست بر سینہ پیشِ امیر

دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

ہر کہ ناں از عملِ خویش خورد      منتِ حاتمِ طائی نہ برد

بوستاں میں لکھتے ہیں کہ کسی توانا تندرست شخص نے ایک لُنجی اور لنگڑی

لومڑی پڑی ہوئی دیکھی۔ بہت حیران رہا کہ اس کو روزی کس طرح ملتی ہوگی۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک شیر گیدڑ کا شکار لے کر آیا۔ خود کھایا اور کچھ لومڑی کے سامنے ڈال گیا۔ وہ لومڑی نے شکم سیر ہو کر کھالیا۔ پھر دوسرے وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ اُس مرد نے یہ قصہ دیکھکر دل میں کہا کہ جب حق تعالیٰ اس طرح روزی پہنچاتا ہے۔ تو میں کیوں عبث محنت اور مشقت کروں۔ وہ بھی ترکِ کسب کر اور خدا پر بھروسہ کر کے مسجد میں جا بیٹھا کہ خدائے تعالیٰ مجکو بھی بیٹھے بٹھائے لومڑی کی طرح روزی پہنچاوے گا۔ کئی روز گذر گئے۔ کہیں سے کچھ نہ آیا بے قرار ہو گیا۔ مسجد کے دروازے کی طرف تاکنے لگا۔ تب محراب کی دیوار سے ایک غیبی آواز آئی۔ جس کا مضمون اِن شعروں میں ہے۔ ؎

برو شیرِ درّندہ باش اے دغل  مینداز خود را چو روباہِ شل
چناں سعی کن کز تو ماند چو شیر  چو روبہ چہ باشی بوا ماندہ سیر
چو شیراں کرا گردنِ فربہ است  چو افتد چو روبہ سگ از وے بہ است
بہ چنگ آر و با دیگراں نوش کن  نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن
بخور تا توانی بہ بازوئے خویش  کہ سعیت بود در ترازوئے خویش
چو مرداں بہ بر رنج و راحت رساں  مخنث خورد دست رنجِ کساں
برو دستگیر اے نصیحت پذیر  نہ خود را بیفگن کہ دستم بگیر

صوفیت کے مدعی لوگ مثنوی معنوی کو (باچھیں پھاڑ پھاڑ کر) قرآن کا مغز بتلاتے ہیں اور خود آپ کو مغز نوش اور اہلِ قرآن لوگوں کو ہڈی چچوڑ کہتے جانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ جس طرح قرآن مجید کے فیوض اور برکات سے

بے نصیب ہیں۔ اسی طرح مثنوی شریف کے فیوض سے بھی محروم ہی ہیں۔
کاش اسی کو غور اور تدبّر سے دیکھا اور پڑھا کرتے۔ پہلے باب میں تو ہم مثنوی کے
چند اشعار لکھ چکے ہیں۔ جن کا ابتدا ہے۔ دست وا دستت خدا کارے بکن۔ اور
بھی متعدد موقعوں پر اُس کی تائید کے اشعار مثنوی میں موجود ہیں۔ بخوفِ طوالت
اُن کو ہم نقل نہیں کرتے۔ مگر بعضے موقعوں کے پتے لکھ دیتے ہیں۔ نکال کر دیکھ لیویں
۱ شیر اور خرگوش کی حکایت۔ ۲ چند اہلِ یمن سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گفتگو
۳ ایک بھنگی اور شیخ ابو سینا کی گفتگو۔

مذکورہ بالا دونوں فصلوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کے عمل سے یا تجارت
سے معاش حاصل کرنی چاہیئے اس میں عار کرنا حُمق اور نادانی ہے۔ اور بدون
کسی خاص حالت اور صورت کے (جس کا اوپر بیان ہو چکا اور آئندہ بھی کچھ
زیادہ تشریح کے ساتھ مذکور ہو گا) ترکِ مکاسب عیب ہے اور دنیا اور عقبےٰ
میں باعثِ ذلت و خواری ہے۔ حضرات انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور سلف
صالحین سے اپنے ہاتھ کے عمل کے ساتھ معاش پیدا کرنے کی فضیلت قولاً اور
فعلاً ہر طرح پر ثابت ہو چکی۔ ہمکو اور سب مسلمانوں کو اُن کا اقتدا کرنے سے دونوں
عالم میں یہ ہی منفعت اور عزت اور ثواب ہے۔

**چوتھی فصل** (قرآن مجید اور اخبار و آثار کی) اُن دعاؤں کے بیان میں جو دنیا کی یا دنیا اور دین (دونوں) کی اصلاح اور ترقی و بہبودی
مانگنے کے لئے مسلمانوں کو تعلیم ہوئی ہیں۔ اور اُن کے ساتھ حضور سرورِ عالم
(صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یا دیگر انبیاء (علیہم السلام) اور صلحا و اولیاء کرام نے

دعا کی اور مسلمانوں کو تعلیم فرمائی ہیں۔

حضراتِ ناظرینِ رسالہ مجکو اس موقع پر اثباتِ مدعا کیلئے اس سے بھی کثرت اور تفصیل کے ساتھ دعائیں لکھنی مناسب معلوم ہوتی تھیں۔ مگر آپ کی طبع نازک کے ملال کا اندیشہ مانع آیا۔ بلکہ موجودہ تفصیل اور طوالت سے بھی وہ اندیشہ میرے دل میں باقی ہے لیکن آپ کے اخلاقِ کریمانہ سے امید کرتا ہوں کہ مجکو معاف اور معذور رکھکر اس طوالت سے نہ گھبراویں۔ اگر اس میں بھی اختصار اور کمی کیجاتی تو مضمون اختصار کی حد سے بڑھکر نہایت مخلِ مطلب اقتصار کی حد میں چلا جاتا۔ اور اثباتِ مدعا کو کافی نہوتا۔

## یہ فصل دو شعبوں پر مشتمل ہے

**پہلا شعبہ** قرآنِ مجید کی چند دعاؤں کے بیان میں۔

(۱) ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

سورہ بقرہ رکوع ۲۵۔

ترجمہ اے ہمارے پروردگار تو دے ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں بھی خوبی اور بچا ہمکو (دوزخ کی) آگ کے عذاب سے۔

فائدہ۔ لفظ حسنہ ہر طرح کی خوبی اور بھلائی اور ناز و نعمت وغیرہ کو عام اور شامل ہے۔ ظاہر کی ہو خواہ باطن کی۔ اس آیت میں عبادات و معاملات اور دین و دنیا کی ہر قسم کی بھلائی مانگنے کی تعلیم ہے۔ اور دیکھو! اسمیں دنیا کی خوبی کا اول مانگنا تعلیم ہوا ہے اور آخرت کی خوبی کا مانگنا اس کے بعد رکھا گیا ہے کیونکہ دنیاوی حالت کی خوبی اور درستی آلہ اور ذریعہ ہے آخرت کی خوبی و درستی کا اگرچہ

آلہ اور ذریعہ مقصودِ اصلی نہیں ہوتا بلکہ مقصودِ اصلی وہ چیز ہی ہوتی ہے جو اُس آلہ سے بنائی جاوے۔ لیکن وجود میں آلہ مقدم ہوتا ہے جمل میں بعضے علما کا قول لکھا ہے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نے اسلام اور قرآن اور اہل و عیال اور مال و دولت دیا ہو اُس کو دو نو جہان کی خوبی حاصل ہے۔

(۲) اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر ہ تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب۔ سورہ آل عمران رکوع ۳۔

ترجمہ یا اللہ ملک کے مالک۔ تو جسکو چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھینے۔ اور تو جسکو چاہے (سلطنت دیکر) عزت دار کرے اور جسکو چاہے (سلطنت سے اُتار کر) ذلیل کرے۔ تیرے ہی ہاتھ ہے سب خوبی بیشک تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو دن میں شامل کرے اور دن کو رات میں شامل کرے۔ اور تو ہی بیجان میں سے جیتا نکالے اور جیتے میں سے بیجان نکالے۔ اور تو ہی جسکو چاہے بے شمار روزی دے۔

فائدہ۔ کمالین میں ہے۔ تعز من تشاء باتیانہ الملک وتذل من تشاء بنزعہ منہ۔ اور اس دعا میں صرف دنیا ہی کی عزت مانگنا تعلیم ہوا ہے۔ فائدہ

(۳) اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا وایۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین۔ سورہ مائدہ رکوع ۱۵

ترجمہ۔ یا اللہ ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے (کھانے کا بھرا ہوا)

ایک خوان اُتار کہ ہو جاوے عید ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے اور (ہووے) ایک معجزہ تیری طرف سے۔ اور ہمکو روزی دے۔ اور تو ہی ہے سب سے بہتر روزی دینے والا۔

فائدہ۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے۔ دیکھو اس میں بھی دنیا وی ہی فراغت کی دعا ہے۔

(۴) واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ۔ سورہ اعراف رکوع ١٩

ترجمہ۔ اور (اے میرے رب) لکھدے ہمارے واسطے دنیا میں خوبی اور آخرت میں بھی خوبی۔

فائدہ۔ یہ بھی حضرت موسیٰؑ کی دعا ہے۔ اور اس میں بھی اول دنیا کی اور پھر آخرت کی خوبی طلب کی گئی ہے۔

(۵) ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظلمین۔ سورہ یونس رکوع ۹۔

ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار نہ کر ہمکو (زیادہ) گمراہی (کا ذریعہ) ظالم لوگوں کے لئے۔

فائدہ۔ ایک دوسری آئت میں ظالمین کی جگہ لفظ کافرین ہے مطلب یہ ہے کہ ظالموں اور کافروں کو ہم پر کسی طرح کا غلبہ نہ دے۔ ورنہ پھر وہ لوگ ہمکو مغلوب اور کم حیثیت دیکھکر زیادہ تر گمراہ ہونگے اور کہیں گے کہ ضرور ہمیں حق پر ہیں اور اگر یہ مسلمان حق پر ہوتے تو ہم سے کسی طرح رذیل اور کمتر حالت اور حیثیت میں نہ ہوتے۔ کما ئیں میں ہے۔ "لا تجعلنا الخ اے لا تظھرھم (لا تغلبھم) علینا فیظنوا انھم علی الحق (ولو کان المؤمنون علی الحق

لما صبروا) فیفتنوا بنا فیزدادوا طغیاناً" یہ دعا بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ دنیا میں ظالموں اور کافروں پر غالب اور باعزت رہنا مانگا ہے۔

(۶) رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین۔ سورہ شعرا رکوع ۵۔

ترجمہ۔ اے میرے پروردگار مجکو حکم (یعنی حکومت) عطا کر اور مجکو نیکوں میں شامل کردے۔

فائدہ۔ یہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ فائدہ

(۷) رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب۔ سورہ ص رکوع ۳۔

ترجمہ۔ اے میرے پروردگار مجکو بخشدے اور مجکو ایسی بادشاہت عطا فرما کہ میرے بعد کسیکو لائق نہو۔ تو بیشک بڑا عطا فرمانے والا ہے۔

فائدہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا ہے اس میں بھی دنیا ہی طلب کی ہے۔ فائدہ

(۸) ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ سورہ فرقان رکوع ۶۔

ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار ہمکو عنایت فرما ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا

فائدہ۔ قرآن مجید میں اس دعا کو بندگان خدا کی دعا فرمایا ہے۔ اس میں دنیا و آخرت دونو چاہی ہیں۔ فائدہ

دوسرا شعبہ

دوسرا شعبہ۔ اخبار و آثار کی دعاؤں کے بیان میں۔

(۱) صبح شام کی دعائیں اور اذکار۔

(اوّل) اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیای و اھلی ومالی۔

ترجمہ۔ یا اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں گناہوں کی معافی۔ اور اپنے دین اور دنیا (دونو کے امور میں) اور اپنے اہل میں (یعنی اقارب اور خادموں میں) اور اپنے مال میں۔ سلامتی۔

(دوسری) اللھم عافنی فی بدنی اللھم عافنی فی سمعی اللھم عافنی فی بصری لا الٰہ الا انت۔

ترجمہ۔ یا اللہ مجکو سلامتی دے میرے بدن میں۔ یا اللہ مجکو سلامتی دے میرے کان میں۔ یا اللہ مجکو سلامتی دے میری بینائی میں کوئی دوسرا (کارساز نہیں سوا تیرے۔

(تیسری) اللھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر لا الٰہ الا انت۔

ترجمہ۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کفر اور محتاجی سے۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے کوئی معبود نہیں سوا تیرے۔

(چوتھی) اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من غلبۃ الدین و قھر الرجال۔ ترجمہ۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں فکر سے اور تیری

پناہ مانگتا ہوں عاجزی ور کاہلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں نامردی اور بخیلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے بوجھ سے اور آدمیوں کے قہر سے۔

(پانچویں) اللھم اغننی بحلالک عن حرامک وبفضلک عمن سواک۔

**ترجمہ**۔ یا اللہ مجکو بے پرواکر اپنے حلال (مال وغیرہ) کے ساتھ اپنے حرام سے اور اپنے فضل کے ساتھ اپنے غیر سے۔

(۲) صرف صبح کی دعا۔ اللھم اجعل اول ھذا النھار صلاحا واوسطہ فلاحا وآخرہ نجاحا اسئلک خیر الدنیا والآخرۃ یا ارحم الراحمین

**ترجمہ**۔ یا اللہ کردے اس دن کے اول کو نیکی کا سبب۔ اور اسکے درمیان کو کامیابی کا سبب اور اسکے آخر کو آفتوں سے بچنے کا سبب مانگتا ہوں میں تجھسے دنیا اور آخرت کی بہتری۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

(۳) سونے کے وقت کے اذکار میں سے یہ دعائیں بھی ہیں۔

(اول) الحمد للہ الذی کفانی و آوانی واطعمنی وسقانی۔ والذی من علی وافضل۔ والذی اعطانی فاجزل۔ الحمد للہ علی کل حال

**ترجمہ**۔ سب تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جو مجکو کافی ہوا۔ اور جس نے مجھکو جگہ دی۔ اور جس نے مجکو کھلایا اور پلایا اور مجھپر احسان کیا (میری حاجت اور ضرورت کی چیزیں دینے میں) اور (مجھکو حاجت سے) زیادہ دیا۔ اور جس نے مجھکو عطا کیا اور بہت دیا۔ اللہ کا شکر ہے

بہرحال۔ (دوسری) اللھم انت تکشف المغرم والماثم۔
ترجمہ۔ یا اللہ تو ہی دور کرتا ہے قرضہ اور گناہ کو۔
(تیسری) اقض عنا الدین واغننا من الفقر۔
ترجمہ۔ (یا اللہ) ادا کردے ہمارا قرض[۱] اور غنی کردے ہمکو محتاجی سے
(۴) مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اس طرح دعا کرے۔ اللھم افتح لنا ابواب رحمتك وسھل لنا ابواب رزقك
ترجمہ۔ یا اللہ ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے اور اپنے رزق کے دروازے[۱] آسان کردے۔
(۵) وضو کرتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارك لی فی رزقی۔
ترجمہ۔ یا اللہ میرے گناہ بخشدے اور میرے لئے میرے گھر میں فراخی اور کشادگی کر (یعنی دنیا کے گھر میں اور آخرت کے گھر میں) اور میرے رزق میں برکت دے (رزق خواہ دنیا کا ہو خواہ آخرت کا ظاہر کا ہو۔ یا باطن کا) دونو بریکٹوں میں یہ تشریح کتاب خیر متین سے لکھی گئی ہے۔
(۶) جب تہجد کی نماز پڑھنے کو کھڑا ہو دس بار یہ دعا پڑھے۔ اللھم اغفر لی واھدنی وارزقنی وعافنی۔
ترجمہ۔ اے اللہ مجھکو بخش اور مجھکو دین کی راہ دکھا۔ اور مجھکو

[۱] یعنی رزق حلال حاصل ہونے کے جو جو طریقے یا حرفے ہیں وہ ہمکو تعلیم کر۔ اور ان کا اختیار کرنا سہل اور آسان کردے ۱۲

روزی دے۔ اور مجکو عافیت دے یعنی تندرستی دے اور سب بلاؤں سے بچا۔

(۷) مسجد سے باہر نکلتے ہوئے یہ کہے۔ اللھم اغفر لی ذنوبی و افتح لی ابواب فضلک۔

ترجمہ۔ یا اللہ تو میرے گناہ بخشدے اور میرے لئے اپنے فضل (یعنی رزق اور برکت) کے دروازے کھولدے۔

(۸) ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اذان اور تکبیر کے درمیانی وقت کو دعا کی قبولیت کا وقت فرمایا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اُس وقت خدا سے کیا مانگنا چاہیے۔ ارشاد ہوا کہ دنیا اور آخرت کی عافیت (یعنی آرام اور تندرستی) مانگو۔

(۹) مندرجہ ذیل دعائیں نماز کے اندر پڑھنے کی ہیں (الف) جلسہ میں پڑھنے کی یہ دعا ہے۔ اللھم اغفر لی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی واجبرنی وارفعنی۔

ترجمہ۔ یا اللہ مجکو بخش اور رحم فرما اور تندرستی عنایت کر اور اپنی راہ دکھا۔ اور رزق مرحمت کر۔ میری شکستگی کو جوڑ۔ یا میری بگڑی کو سنوار۔ یا میرے نقصانوں کا عمدہ عوض عنایت[1] کر۔ اور میرا رتبہ بلند کر۔

(۱۰) پچھلے قعدہ میں اور درود شریف کے بعد جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں اُن میں سے بعض دعاؤں میں یہ الفاظ ہیں۔ واعوذبک من فتنۃ المحیا والممات۔ ترجمہ۔ اور یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی

[1] یعنی واجبرنی کا ترجمہ ان تینوں عبارتوں سے کر سکتے ہیں۔ ۱۲

اور موت کے فتنے سے۔
**فائدہ**۔ زندگی کا فتنہ بہت طرح پر ہے۔ دنیا کی آفتوں میں (یعنی بیماری ناداری فقروفاقہ۔ رنج وغم۔ دکھ درد۔ وغیرہ کے صدموں میں) گرفتار ہونا۔ صبر نہونا۔ راہِ حق سے پھر جانا۔ اور سب سے بڑھکر ہے خاتمہ کا نیک نہونا۔

(۱۱) نماز کا سلام پھیرنے کے بعد کی دعاؤں میں سے یہ دعائیں بھی ہیں:

(اول) اللھم انی اعوذ بك من الکفر والفقر وعذاب القبر۔

(دوم) اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی۔

ان دونوں دعاؤں کے الفاظ اور ترجمے پہلے تحریر ہو چکے ہیں۔

(تیسری) اللھم اصلح لی دینی الذی جعلتہ عصمۃ امری واصلح لی دنیای التی جعلت فیھا معاشی۔

**ترجمہ**۔ یا اللہ۔ درست کر میرا دین جو تو نے میرے معاملہ کی حفاظت کا سبب کیا ہے اور درست کر میری دنیا جس میں تو نے میری زندگانی کے اسباب رکھے ہیں۔

(چوتھی) اللھم اصلح لی دینی ووسع لی فی داری وبارك لی فی رزقی۔

**ترجمہ**۔ یا اللہ درست کر میرا دین اور (رزق کی) فراخی دے میرے گھر میں۔ اور برکت دے میرے رزق میں۔

(پانچویں) اللھم انعشنی واحیینی واجبرنی وارزقنی واھدنی لصالح الاعمال والاخلاق۔

**ترجمہ** یا اللہ میرا مرتبہ بلند کر اور مجھ کو زندہ رکھ اور میری بگڑی کو سنوار

اور مجکو رزق دے۔ اور مجکو اچھے کاموں اور نیک عادتوں کی راہ دکھا۔

(چھٹی) اللھم انی اسئلک رزقا طیبا و علما نافعا و عملا متقبلا۔

ترجمہ۔ یا اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں روزی حلال اور علم نفع دینے والا اور عمل مقبول۔

(۱۲) کھانا کھانے کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

(اول) اللھم بارک لنا فیہ و اطعمنا خیرا منہ۔

ترجمہ۔ یا اللہ ہمارے لئے اِس میں برکت دے اور ہمکو اس سے بھی بہتر کھلا۔ فائدہ۔ اگر دودھ پیا ہو تو بجاے اطعمنا خیرا منہ کے وزدنا منہ کہے یعنی اور ہمکو اس سے بھی زیادہ عنایت کر۔

(دوسری) الحمد للہ الذی یطعم ولا یطعم من علینا فھدانا و اطعمنا و سقانا و کل بلاء حسن ابلانا۔ الحمد للہ غیر مودع ولا مکافی ولا مکفور ولا مستغنی عنہ۔ الحمد للہ الذی اطعم من الطعام و سقی من الشراب و کسی من العری و ھدی من الضلالۃ و بصر من العمی و فضل علی کثیر ممن خلق تفضیلا۔ الحمد للہ رب العلمین۔

ترجمہ۔ سب تعریف اُس خدا کو ہے جو (مخلوقات کو) کھلاتا ہے اور وہ خود نہیں کھلایا جاتا۔ اُس نے ہم پر احسان کیا کہ ہمکو سیدھی راہ دکھائی اور ہمکو کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہمپر ہر ایک عمدہ نعمت کا احسان کیا۔ سب تعریف اللہ کو ہے۔ اور اُس کی نعمت نہ چھوڑی گئی ہے اور نہ عوض دیگئی ہے اور نہ ناشکری کی گئی ہے۔ اور نہ اُس نعمت

یعنی دین اور دنیا کے کاموں میں ایسے سیدھے طریقے اور راستے بتادیجئے کہ مطلب پورے ہوجاویں ۱۲ منہ رحمہ

ہے (بلکہ ہمیشہ اُس کی حاجت لگی ہوئی ہے) سب تعریفیں پروردگار ہی کیلئے ہیں جسنے کھانے کی چیزیں کھلائیں اور پینے کی پلائیں۔ اور برہنگی سے پوشاک پہنائی۔ اور گمراہی سے راہ دکھائی اور نابینائی سے بینا کیا (یعنی اُس نے ہمکو بھوکا پیاسا ننگا۔ گمراہ۔ اندھا نہیں کیا اور ان سب باتوں سے بچایا) اور اپنی مخلوق میں سے بہتوں پر بزرگی دی۔ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو پروردگار جہانوں کا ہے۔

(تیسری) اللھم اشبعت وارویت فھنئنا ورزقتنا فاکثرت واطبت فزدنا۔

**ترجمہ**۔ یا اللہ تو نے پیٹ بھر دیا اور پیاس بجھا دی۔ تو ہمارے اس کھانے پینے کو خوشگوار کر۔ اور تو نے ہمکو رزق دیا اور بہت کچھ دیا اور خوب دیا۔ پس (اپنی نعمتیں اور بھی) زیادہ عنایت کر۔

(۱۳) استخارہ مسنون کی دعا میں یہ الفاظ ہیں۔ اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ودنیای ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسرہ لی وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ودنیای ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ۔

**ترجمہ**۔ یا اللہ اگر تیرے علم کے اندر یہ کام میرے لئے اور میرے دین اور دنیا اور معاش کے حق میں اور میرے انجام کار کے لئے بہتر ہے تو اُس کو میرے لئے مہیا اور آسان کر۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے میرے دین اور دنیا اور معاش کے حق میں اور میرے انجام کار کے لئے برا

ہے تو اُسکو مجھسے ہٹا دے اور مجکو اُس (کی طلب اور خواہش) سے ہٹا دے۔

(۱۴) جب غلام یا لونڈی خریدے تو اُس کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا پڑھیں۔

اللھم بارک لی فیہ واجعلہ طویل العمر کثیر الرزق۔ غلام کے لئے الفاظ مذکر کہے اور لونڈی کے لئے مؤنث۔

**ترجمہ**۔ یا اللہ میرے لئے اس میں برکت دے اور اُس کو بڑی عمر والا اور بہت رزق والا کر۔

**فائدہ**۔ کثیر الرزق سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ خوب کمانیوالا ہو۔ ۱۲ خیر

(۱۵) جو دعائیں مسافر کو پڑھنی چاہئیں اُن میں سے یہ بھی ہیں۔

(اول) جب مسافر سواری پر بیٹھ جاوے یہ پڑھے سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین۔ اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اعوذبک من وعثاء السفر وکآبۃ المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل والولد۔

**ترجمہ**۔ وہ پاک ذات ہے جس نے ہمارے بس اور قابو میں کردی یہ سواری۔ اور ہم خود اسکو قابو میں نہ لا سکتے تھے۔ اور بیشک ہم اپنے پروردگار کیطرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ الٰہی تو ہی سفر میں ساتھی ہے (یعنی نگہبان) اور تو ہی نائب ہے میرے گھر بار میں (یعنی میرے پیچھے کارساز اور نگاہبان ہے) یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقت اور بُری حالت کے دیکھنے سے۔ اور (واپسی کے وقت) اپنے مال اور اہل وعیال میں کوئی بُرائی یا نقصان دیکھنے سے۔

(دوم) جب کسی شہر یا گاؤں میں داخل ہونے لگے تین بار کہے۔

اللھم بارك لنا فیھا اللھم ارزقنا جناھا وحببنا الی اھلھا و حبب صالحی اھلھا الینا۔

**ترجمہ** - یا اللہ ہمکو اس مقام میں برکت عنایت کر۔ یا اللہ ہمکو اسکے میوے نصیب کر اور یہاں والوں کے دل میں ہمکو دوست کر۔ اور یہاں کے نیک لوگونکی محبت اور دوستی ہمارے دل میں ڈالدے۔

(سوم) حضرت رسول مقبول (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے جبیرؓ کو تعلیم فرمایا کہ سفر کو جاتے وقت سورہ کافرون اور نصر اور اخلاص اور معوذتین پڑھ لیا کر۔ تو اپنے سب یاروں سے زیادہ مالدار اور بہت جمال اور کمال والا ہو جاویگا۔ چنانچہ حضرت جبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے سفر کو جاتے ہوئے یہ سورتیں پڑھیں اور ایسا ہی ہوا۔ کذا فی الخیر المتین۔

**فائدہ** - اگرچہ ان سورتوں میں کوئی دعا نہیں ہے۔ مگر خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیوی مال اور جمال و کمال بڑھنے کیلئے اپنے صحابی کو تعلیم فرمائیں۔ خاصیتہً یہ اثر اور نفع ثابت ہوا۔

(۱۶) خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دو رکنوں کے درمیان یہ دعا پڑھیں

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

اسکا ترجمہ مع تفسیر و فائدہ پہلے لکھا گیا ہے۔ (۱۷) آبِ زمزم پینے کیوقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے اللھم انی اسئلك علما نافعا و رزقا واسعا و شفاء من کل داء۔ ترجمہ۔ یا اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں علم نفع دینے والا اور رزق فراخ اور ہر بیماری سے شفا

(۱۸) جب لڑائی میں دشمن بھاگ جاوے یہ دعا پڑھیں۔ اللھم ابسط علینا من برکاتک و رحمتک و فضلک و رزقک۔ ترجمہ یا اللہ ہم پر اپنی برکت اور رحمت اور اپنا فضل اور رزق فراخ کر۔ (۱۹) نومسلم شخص کو یہ دعا تعلیم کی ہے۔ اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وارزقنی۔ ترجمہ یا اللہ مجھکو بخش اور مجھپر رحم فرما۔ اور مجھکو سیدی راہ دکھا اور مجھکو رزق عنایت کر۔

(۲۰) مال اور دولت بڑھنے کیواسطے یہ درود تعلیم ہوئی ہے۔

اللھم صل علی سیدنا محمد عبدک ورسولک وعلی المؤمنین والمؤمنات

ترجمہ۔ یا اللہ رحمت بھیج اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمدؐ پر اور سب مؤمن و مسلمان مردوں اور عورتوں پر۔

فائدہ۔ اگرچہ اس درود کے الفاظ میں مال و دولت کی طلب نہیں ہے۔ مگر یہ درود بالخاصیت اس مطلب کو مفید ہوئی۔

(۲۱) جب کوئی بھائی اپنا اہل وعیال اور مال و دولت دکھلادے تو دیکھنے والا یہ کہے۔ بارک اللہ فی اھلک ومالک۔ یعنی اللہ تعالی تیرے آدمیوں میں اور تیرے مال میں برکت دے۔

(۲۲) حصول غنا اور ادائے قرض کے لئے یہ دعائیں ہیں۔

(اول) اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک

ترجمہ۔ یا اللہ مجھکو کفایت کر اپنے حلال کے ساتھ حرام سے اور مجھکو بے پرواکر اپنے فضل کے ساتھ اپنے غیروں سے۔

(دوم) حصن حصین کے حاشیہ میں ملا علی قاریؒ کی حرز ثمین سے

نقل کیا ہے کہ یہ دعا نمازِ جمعہ کے بعد ستر بار پڑھی جاوے۔ اللھم اغننی بحلالک عن حرامک و بطاعتک عن معصیتک و بفضلک عمن سواک

**ترجمہ**۔ یا اللہ مجکو بے پروا کر اپنے حلال کے ساتھ حرام سے اور اپنی عبادت کے ساتھ اپنے گناہ سے اور اپنے فضل کے ساتھ اپنے غیر سے

**فائدہ**۔ قرینۂ مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن دونوں دعاؤں میں حلال اور حرام سے روزی کا حلال یا حرام ہونا مراد ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ حلال روزی اس قدر عطا فرما کہ وہ میری ضروریات کو کافی ہو اور حرام روزی کی مجکو خواہش نہو۔ اور اِن لفظوں کے عموم سے علے العموم ہر ایک حلال کی طلب بھی مفہوم ہوسکتی ہے۔ کہ سننے۔ دیکھنے۔ چھونے۔ پکڑنے۔ سونگھنے بولنے۔ وغیرہ کی سب چیزوں اور باتوں میں بندہ حلال ہی کا پابند اور عادی ہوجاوے۔ حرام کے طرف رغبت نہ رہے۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو نصیب کرے۔

(سوم) اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن تا آخر۔ صبح شام کے اوراد میں پہلے مذکور ہوچکی۔

(چہارم) ایک اعرابی نے حضور انور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے وظیفہ پوچھا۔ حضورؐ نے کچھ کلمے تعلیم فرمائے۔ جن میں حق تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس تھی۔ اعرابی نے عرض کیا کہ حضرت! یہ سب کلمے تو خدا کے لئے ہیں میرے لئے بھی تو کچھ چاہیئے تب حضرتؐ نے اُن کلموں کے آخر میں یہ دعا ایزاد فرمائی اللھم اغفرلی وارحمنی وارزقنی۔ **ترجمہ**۔ یا اللہ

مجکو بخشدے اور رحم فرما۔ اور مجکو ہدایت کر اور روزی عنایت کر۔

(پنجم) جب نیا اناج یا پھل اور میوہ ملے تو یہ دعا پڑھے اللھم بارك لنا فی ثمرنا وبارك لنا فی مدینتنا وبارك لنا فی صاعنا وبارك لنا مدنا۔ ترجمہ۔ یا اللہ ہمارے پھل میں برکت کر۔ اور ہمارے شہر میں برکت کر (یعنی رزق کی فراخی اور اسلام کی رونق اور شوکت کو ہمارے شہر میں ترقی دے) اور ہمارے صاع اور مُدّ میں برکت دے

فائدہ۔ صاع اور مدّ دو پیمالوں کے نام ہیں۔ اُن سے اناج وغیرہ اکثر کھانے پینے کی چیزیں ناپی جاتی ہیں

(ششم) اللھم انی اعوذبك من الفقر والفاقۃ والذلۃ واعوذبك من ان اظلم او اظلم۔ ترجمہ۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں فقر اور فاقہ اور ذلّت سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے۔

(ہفتم) اعوذ باللہ من الکفر والدین۔ ترجمہ۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کفر اور قرض سے۔

(ہشتم) اللھم انی اعوذبك من غلبۃ الدین وغلبۃ العدو وشماتۃ الاعداء۔ ترجمہ۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قرض کے اور دشمن کے غلبہ سے اور (میرے عجز یا کسی عیب اور نقصان پر) دشمنوں کے خوش ہونے سے۔

(نہم) قضاءِ حاجت کی مسنون نماز پڑھکر جو دعا پڑھی جاتی ہے

اُس میں یہ الفاظ ہیں اللھم لاتدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا دینا الا قضیتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرۃ الا قضیتھا یا ارحم الراحمین - **ترجمہ** - یا اللہ ہمارا کوئی گناہ نہ چھوڑ جسکو تو نہ بخشے اور نہ کوئی فکر جسکو تو دور نہ کرے - اور نہ کوئی قرض جسکو تو ادا نہ کرے - اور نہ کوئی حاجت جسکو تو روا نہ کرے - اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے

(دہم) اللھم اجعل اوسع رزقك علی عند کبر سنی وانقطاع عمری -

**ترجمہ** - یا اللہ اپنے رزق کو مجھ پر فراخ رکھ میرے بڑھاپے میں اور میری عمر تمام ہونے کے وقت -

(یازدہم) اللھم ضع فی ارضنا برکتھا وزینتھا وسکنھا - **ترجمہ** - یا اللہ ہماری زمین میں اس کی برکت و زینت اور دلجمعی رکھ -

**فائدہ** یعنی کھیتی اور باغوں میں پیداوار کی کثرت اور زیادتی رکھ اور پھول پھلواری اور سرسبزی کو پُررونق - اور سرسبز رکھ

اور یہاں یعنی سے مراد ہے کہ ان چیزوں کی کمی نہ کر کیونکہ اُن کی کمی سے لوگوں کے دل پریشان ہوجاتے ہیں - نیک عملوں میں فتور پڑجاتا ہے -

(دوازدہم) اللھم انی اسئلك بانك انت الاول والاخر والظاھر والباطن ان تقضی عنا الدین وان تغنینا من الفقر -

**ترجمہ** - یا اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں (بوسیلہ اس کے کہ تو ہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے) یہ کہ تو ہمارا قرض ادا کرے - اور

ہمکو غنی کر کے محتاجی سے بچاوے۔

(۲۳) بازار میں جانے کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللھم انی اعوذ بک ان اصیب فیھا یمینا فاجرۃ او صفقۃ خاسرۃ۔ ترجمہ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں اِس بازار میں جھوٹی قسم کھاؤں یا کسی معاملہ میں نقصان اور ٹوٹا پاؤں۔

(۲۴) جب کوئی چیز جاتی رہے یا لونڈی غلام بھاگ جاوے۔ تو اِن لفظوں کے ساتھ دعا کرے اللھم اردد علی ضالتی۔ ترجمہ یا اللہ واپس لا میرے پاس میری گئی ہوئی شئے۔

(۲۵) حضرت معاذ کا بیٹا فوت ہوگیا تھا۔ جناب سالت مآب (صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) نے اُنکو تعزیت کا خط لکھا اُس میں یہ الفاظ بھی تھے فَاِنَّ انفسنا واموالنا واھلینا واولادنا من مواھب اللہ عزوجل الھنیئۃ۔ یعنی ا سلئے کہ ہماری جانیں اور ہمارے اہل اولاد خدائے عزوجل کی عمدہ بخششوں میں سے ہیں۔" پھر اس سے کچھ اگاڑی لکھا کہ ثم افترض علینا الشکر۔ یعنی پھر خدا نے ہمپر شکر فرض کیا ہے۔ فائدہ۔ دیکھو حضور (علیہ الصلوۃ والسلام) نے مال اور اہل وعیال کو خدا کی عمدہ بخششیں فرمایا ہے۔

(۲۶) حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص قرآن مجید نہ پڑھ سکے وہ ان کلموں کو یاد کر کے پڑھا کرے تو یہ اُسکے لئے قرآن کے قائمقام ہوجاتے ہیں جس نے یہ کلمے یاد کئے اُس نے اپنا ہاتھ نیکی سے بھرلیا

اور یا مراد ہوا۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کلمہ میں حق تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے۔ اللھم ارزقنی وعافنی واھدنی اس میں رزق اور تندرستی اور ہدایت کی دعا اور طلب ہے۔

(۲۷) مندرجۂ ذیل دعائیں کسی وقت یا حالت اور حاجت کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ ہمیشہ ہی پڑھنے اور حقتعالے سے مانگنے کی ہیں

(اول) اللھم انی اعوذبک من القسوۃ والغفلۃ والعیلۃ والذلۃ والمسکنۃ واعوذبک من الفقر والکفر والفسوق والشقاق والسمعۃ والریاء واعوذبک من الصمم والبکم والجنون والجذام وسیٔی الاسقام وضلع الدین۔ ترجمہ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سنگدلی اور غفلت اور فقر و فاقہ اور ذلت اور خواری سے۔ اور تیری پناہ مانگتا ہوں اُس محتاجی سے کہ بے صبری کے ساتھ ہو اور کفر اور نافرمانی اور (اہل حق کی) مخالفت سے یا آپس کی پھوٹ سے اور شہرت اور نمود (کے کاموں) سے۔ اور تیری پناہ مانگتا ہوں بہرا اور گونگا ہونے سے اور جذام اور تمام بُری بیماریوں سے اور قرضہ کے بوجھ سے

(دوسری) اللھم انی اعوذبک من زوال نعمتک وتحول عافیتک وفجاءۃ نقمتک وجمیع سخطک۔ ترجمہ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری (دی ہوئی) نعمت کے جاتے رہنے سے اور تیری دی ہوئی عافیت کے بدل جانے سے اور تیرے ناگہانی عذاب سے اور تیرے سب غصّوں سے۔

(تیسری) اللھم انی اعوذبک من الھدم والتردی والغرق والحرق والھرم واعوذبک ان یتخبطنی الشیطان عند الموت وان اموت فی سبیلک مدبرا وان اموت لدیغا۔

ترجمہ۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں مکان کے گرنے سے اور اونچی جگہ سے گر پڑنے سے اور ڈوبنے اور جلنے اور زیادہ بوڑھا ہو جانے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان مجکو مرتے وقت بہکاوے اور اس سے کہ تیری راہ میں (یعنی جہاد میں) پیٹھ پھیر کر مروں اور اس سے کہ زہردار جانوروں کے کاٹنے سے مروں

(چوتھی) اللھم انی اعوذبک من البرص والجنون والجذام وسیئ الاسقام۔ اللھم انی اعوذبک من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق اللھم انی اعوذبک من الجوع فانہ بئس الضجیع ومن الخیانۃ فانھا بئست البطانۃ۔ ترجمہ۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں برص اور دیوانے پن اور جذام اور بری بیماریوں سے۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں آپس کی پھوٹ[1] اور نفاق سے اور بری عادتوں سے یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کہ وہ بری ہمبستر ہے اور تیری پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کہ وہ بری رفیق ہے۔

(پانچویں) اللھم انی اسئلک الھدی والتقی والعفاف والغنی۔

ترجمہ۔ یا اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں ہدایت اور پرہیزگاری اور سوال سے بچا رہنا اور تونگری۔

[1] ھل تی اور آپس پ جانے سے ۱۲ منہ

(چھٹی) اللھم انی اسئلک من الخیر کلہ عاجلہ و آجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذ بک من الشر کلہ عاجلہ و آجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم۔ ترجمہ۔ یا اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں تمام بھلائیاں بالفعل کی اور آئندہ کی جو کچھ اُن میں سے میں جانتا ہوں اور جو کچھ نہیں جانتا اور میں تیری پناہ پکڑتا ہوں بالفعل کی اور آئندہ کی سب برائیوں سے جو کچھ مجکو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں ہیں۔

فائدہ۔ بالفعل کی بھلائی اور برائی سے دنیا کی بھلائی اور برائی مراد ہیں اور آئندہ کی سے آخرت کی۔

(ساتویں) اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ۔ ترجمہ۔ یا اللہ سب کاموں میں ہمارا انجام اچھا کر اور ہمکو محفوظ رکھ دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے۔

(آٹھویں) اللھم اجعلنی صبورا واجعلنی شکورا واجعلنی فی عینی صغیرا وفی اعین الناس کبیرا۔ ترجمہ یا اللہ تو مجکو اپنی بلاؤں پر صابر بنا اور (اپنی نعمتوں کا) مجکو بہت شکر گذار بنا۔ اور مجکو میری نظروں میں چھوٹا کر (یعنی تاکہ غرور نہو) اور لوگوں کی نظروں میں بڑا کر (تاکہ میں ذلیل اور حقیر نہوں اور تاکہ میرا نصیحت کرنا اور حکم کرنا اور منع کرنا اُن میں اثر کرے)۔

یادداشت شروع شعبہ ہذا سے یہانتک کی سب دعائیں

ایک دعا میں ہے وفی اعین الناس کے لفظ اسکے معنی وہی ہیں

حصن حصین سے لی ہوئی ہیں اور بعض ادعیہ اور فوائد مولوی عبدالحی صاحب کے حاشیہ حصن حصین سے اور تفسیر متین سے۔ اب آئندہ اوراق میں ملا علی قاری (رحمہ اللہ) کی حزب الاعظم سے کچھ دعائیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا توثر علینا وارضنا عنک وارض عنا۔ **ترجمہ**۔ یا اللہ ہمکو بڑھا دے۔ اور ہم کو گھٹا دے مت۔ اور ہمکو بزرگی دے (یعنی دنیا میں زینت دینے والی چیزیں دیکر اور آخرت میں درجے بڑھا کر) اور ہمیں ذلیل نہ کر۔ اور ہمیں دے اور محروم نہ کر۔ اور ہم کو غالب کر اور دشمنوں کو ہمپر غالب نکر۔ اور ہمکو راضی رکھ اپنے سے اور تو راضی رہ ہم سے ٭

(۲) اللھم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی۔ **ترجمہ**۔ اے میرے اللہ تحقیق میں ضعیف ہوں پس مجھے طاقت دے۔ اور بے شک میں ذلیل ہوں۔ پس مجھے عزت دے۔ اور تحقیق میں محتاج ہوں پس مجھے روزی دے۔

(۳) اللھم انی اسئلک رحمۃ من عندک تھدی بھا قلبی وتجمع بھا امری وتلم بھا شعثی وتصلح بھا دینی وتقضی بھا دینی وتحفظ بھا غائبی وترفع بھا شاھدی۔ **ترجمہ**۔ یا اللہ میں تجھسے ایسی رحمت مانگتا ہوں جسکے سبب تو میرے دلکو ہدایت کرے اور میرے بکھرے ہوئے معاملوں کو جمع کرے۔ اور میری پریشان حالتوں کو جمع کرے اور میرے دین کو درست کرے اور میرے قرضہ کو ادا کرے اور میرے غائب

کی نگہبانی کرے اور میرے حاضر کو بلند رتبہ کرے۔

(۴) اللھم انی اعوذ بک من البوس والتباوس۔ ترجمہ یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ذلت اور محتاجی سے۔

(۵) اللھم انی اعوذ بک من غلبۃ الدین وغلبۃ العدو ومن بوار الایم ومن فتنۃ المسیح الدجال۔ ترجمہ۔ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں قرض اور دشمن کے غلبے سے اور بے جوڑے کی ہلاکی سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

(۶) اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامۃ۔ ترجمہ یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی تنگی سے اور روزِ قیامت کی تنگی سے

(۷) اللھم اعنی علی دینی بالدنیا وعلی آخرتی بالتقوی۔ ترجمہ۔ یا اللہ مجھے مدد دے میرے دین پر دنیا سے اور میری آخرت پر پرہیزگاری سے۔ یعنی مجکو دنیا عطا فرما۔ اور اُس سے دین کی خدمت کرا۔ اور پرہیزگاری دیکر اُس سے میری آخرت کو درست کر۔ اسی دعا میں یہ بھی ہے۔ اسئلک فرجا قریبا وصبرا جمیلا ورزقا واسعا والعافیۃ من جمیع البلاء واسئلک الغنا عن الناس۔ ترجمہ اور میں تجھسے مانگتا ہوں کشایش قریب (یعنی اُس کے حاصل ہونے میں دیر نہو) اور صبر عمدہ اور روزی کشادہ اور عافیت ہر بلا سے۔ اور میں تجھسے مانگتا ہوں لوگوں سے بے پروائی۔

---

عہ۔ یعنی رنڈیپے ہی میں عمر کٹنے اور موت آجانے سے ۱۲۔ منہ عفی عنہ۔

(۸) اللھم ارزقنا من رزقک الحلال الطیب المبارک ما تصون بہ وجوھنا عن التعرض الی احد من خلقک ۔ **ترجمہ** ۔ یا اللہ ہمکو اپنے حلال پاک برکت والے رزق سے اسقدر روزی دے کہ اُس کے سبب تو ہمکو اپنی کسی مخلوق کی طرف رخ کرنے سے بچا لیوے ۔

پیارے مسلمانو! اگر تم ان دعاؤں اور اُن کے معنوں پر ادنے درجہ کی بھی غور کرو گے تو تمکو معلوم ہو جاوے گا کہ دین اسلام ہرگز ہمکو کسبِ حلال اور دنیا کی ترقی اور بہبودی چاہنے سے نہیں روکتا ہے ۔ حق تعالےٰ سب مسلمانوں کو دونو جہانیں خوش خرم اور عیش و آرام سے رکھے آمین یا رب العلمین

## چوتھی فصل ایک شبہ اور اُس کے جواب کے بیان میں

اگر کوئی کہے کہ حقتعالےٰ نے انسان کو صرف عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے ۔ دنیا کمانے کے لئے نہیں پیدا کیا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ اور بہت سے مشائخ علیہم الرحمۃ ترک مکاسب کر کے گوشۂ عافیت میں بیٹھے اور عبادت میں مشغول رہے ہیں ۔ اور جو کچھ تمنے اس رسالہ میں لکھا وہ اس آیت اور اُن مشائخ کے عمل سے مخالف ہے اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُس دُعا کے مخالف ہے جو صحت کے ساتھ حضور صلعم سے ثابت ہے اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین ۔ ترجمہ یا اللہ مجکو مسکین ہی زندہ رکھنا اور مسکین ہی مارنا اور قیامت کو مسکینوں ہی کے گروہ میں مجکو اُٹھانا

اس کا جواب کئی وجہ پر ہے۔(اول) یہ کہ کھانا۔پینا۔لباس۔اور دفع امراض واعراض انسان کے لئے لابدّ ضروری ہیں۔اور ایسے ہی اُن کے متعلق اسباب اور سامان۔چنانچہ باب اول کی فصل اول میں مذکور ہے۔اور اُن کے بدون عبادت کا حضوری اور حسن وخوبی کے ساتھ ادا ہونا تو درکنار۔عبادت کا نفس وجود (جیسا کچھ بھی ہو) نہایت مشکل۔پس کسب وحرفت۔زراعت وتجارت (بشرطیکہ منہیات اور مکروہات سے خالی ہوں) عبادت اور پرہیزگاری کے وسیلے ہیں۔اور عبادت کا وسیلہ بھی عبادت ہی ہوتا ہے (دوم) بحکم کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔اکل حلال فرض ہے اور عمل نیک پر مقدم۔اور بحکم حدیث طلب الحلال فریضۃ علی کل مسلم حلال روزی کی طلب فرض ہے اور کسب وحرفہ اکل وطلبِ حلال کا واسطہ اور ذریعہ ہے۔وہ بھی بقدرِ ضرورت فرض ٹھیرا۔(سوم) ہم اول لکھ چکے ہیں۔کہ کسب وحرفت کو علے الاطلاق ترجیح نہیں ہے بلکہ بحسب اختلافِ احوال واشخاص ترجیح ہے مگر عام اور اکثر اہلِ اسلام کی حالت کسب وحرفت کی ترجیح کو متقاضی ہے (چہارم) باب اول کی فصل دوم میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو ارشادِ خداوندی (جو بعد تعلیم ایک ہزار حرفوں کے صادر ہوا تھا) مذکور ہو چکا ہے۔کہ اپنی اولاد کو کہدو۔" اگر تم دنیا سے صبر نہ کر سکو تو ان حرفوں سے دنیا حاصل کرو۔" اس سے واضح ہے کہ صبر افضل ہے۔اور اگر صبر نہ ہو سکے

تو ترک سے کسب افضل ہے۔ (پنجم) فصل سوم کے اخیر میں شیخ محمد بن احمد بن سالم بصریؒ کا قول بہت عمدہ قول فیصل ہے۔ کہ جس کو توکل کی طاقت ہے۔ اُس کو کسب کرنا بطور معاونت مباح ہے اور بطریق اعتماد مباح نہیں۔ توکل حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا حال ہے۔ اور کسب کرنا آپ کی سنت ہے۔ ہاں جو شخص حالِ توکل سے ضعیف ہو۔ وہ اکتساب کرے تاکہ درجۂ سنت سے نہ گرے جس طرح کہ وہ درجۂ حال سے گر گیا ہے (ششم) فقر اور مسکنت سے ایک ہی معنے مراد نہیں ہیں۔ مسکنت سے مراد ہے۔ تواضع و انکساری اور فروتنی اور لفظ مسکین اسی سے مشتق ہے۔ اور یا لفظ مسکین سکون اور سکینت سے بنا ہے۔ جس کے معنے اطمینان اور وقار اور دلجمعی کے ہیں پس مسکین (اس صورت میں) وہ ہوگا۔ جس کے نفس میں خاکساری اور انکساری اور تواضع و فروتنی ہوگی اگر تنگدستی آجاوے تب بھی دل کی غنا کے سبب اطمینان اور دلجمعی حاصل رہے۔ اور یہ صفت ہر غریب اور امیر کی ہو سکتی ہے۔ اور ہمیشہ مطلوب اور پسندیدہ صفت ہے۔

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللھم احینی مسکینا (تا آخر) میں اسی کی طلب اور دعا کی ہے۔

لفظ فقر کا استعمال لغوی معنے کے موافق زیادہ تر محتاجی کے معنوں میں ہے جس میں دل کو جمعیت اور سکون اور قرار نہ ہو۔ اُسی سے حضورِ انور

نے پناہ مانگی ہے۔ واعوذ بك من كل فقر ينسينی" اور اسی پر محمول ہے کاد الفقر ان یکون کفرا" اور اہل سلوک کی اصطلاح میں فقیر کے معنے ہیں حق تعالےٰ کے فضل وکرم کا حاجتمند اور دنیا کے مال ومتاع سے بے پروا۔ کہ اس کا دل خدا کے ساتھ آرام پکڑے ہوئے ہو۔ ذکر اور فکر ہی اس کی غذا ہو۔ حدیث الفقر فخری میں فقر کے یہ ہی معنے ہیں۔ کذا فی الشروح والحواشی للحصن والحزاب (ہفتم) حضرت امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں بعد بیان کرنے فضل کسب کے یہ ہی شبہ لکھکر بہت عمدہ اور مفصل جواب دیا ہے۔ شبہ کی تقریر اس طرح پر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مجکو یہ وحی نہیں ہوئی کہ مال جمع کر اور سوداگر بن۔ بلکہ یہ وحی ہوئی ہے۔ کہ سبح بحمد ربك وكن من الساجدين یعنی اپنے رب کی تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے رہ۔ اور یہ کہ واعبد ربك حتى ياتيك اليقين یعنے اپنے رب کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تیری موت آجاوے" اور سلمان فارسی رضی سے لوگوں نے کہا۔ کہ ہم کو کچھ وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ "تم میں سے جو شخص یہ کر سکے کہ وہ حج یا جہاد کرتے کرتے یا مسجد کی آبادی کرتے ہوئے مرے پس چاہیئے کہ وہ ایسا ہی کرے

---

عہ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں اس محتاجی سے جو تیری یاد سے غافل کردیوے ۱۲ منہ رحمہ۔

عہ یعنی محتاجی کفر کے قریب جا لگتی ہے ۱۲ منہ رحمہ عہ ترجمہ فقر میرا فخر ہے۔ ۱۲ منہ

مگر ایسا ہرگز نہ کرے کہ سوداگری کرتے کرتے یا لوگوں سے چھٹی لیتے لیتے مرے"۔ ان سب روایتوں سے ترکِ کسب کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ سوال کی تقریر تمام ہوئی۔ امام غزالیؒ اسکا جواب اور پہلی نصوص سے ان نصوص کی مطابقت اس طرح پر لکھتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ کسب اور تجارت مطلقاً (یعنے ہمیشہ اور ہر ایک حالت میں اور ہر ایک شخص کیلئے) افضل ہے بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ کسب اور حرفہ یا بقدر کفایت ہوتا ہے۔ یا دولتمندی کے لئے اور ضرورت سے زیادہ۔ پھر طلب سے اگر بہت سا مال بڑھالینا اور جمع کر رکھنا مقصود ہے۔ نہ صدقات اور خیرات میں خرچ کرنا۔ تو یہ مذموم اور ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ دنیا میں دل لگانا ہے۔ جو سب گناہوں کی اصل ہے۔ اور اگر اس جمع کرنیکے ساتھ ظلم اور خیانت بھی کی جاوے تو ظلم اور فسق اور اللہ کی مقررہ حدود سے خارج ہونا بھی ہوجاویگا۔ حضرت سلمانؓ کی قول (لا تمت تاجرا ولا خائنا)[1] سے یہی مراد ہے۔ آپ نے تاجر سے طالب زیادت مراد رکھا ہے۔ یعنی جو کہ جمع کرکے ادائے حقوق اللہ اور حقوق العباد نہ کرے۔

اور اگر بقدر اپنی اور اپنی عیال کی ضرورت اور کفایت کے کسب اور تجارت کرے۔ تو یہ افضل ہے تاکہ سوال کرنے اور مانگنے سے بچے

[1] ترجمہ لا تو سوداگری اور خیانت کرتے ہوئے نہ مرے اختلاف میں بجائے لا خائنا کے لا جابیا ہے۔ اُس کے معنے ہیں نہ لوگوں کے مال کھینچتے ہوئے مرے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

اور اگر بدون سوال کے ملے۔ تب بھی اُس کا نہ لینا اور کسب و تجارت کر کے حاجت رفع کرنا افضل ہے۔ کیونکہ اگرچہ بظاہر زبانِ مقال سے سوال نہیں ہے لیکن زبانِ حال سے ضرور سوال اور اپنی محتاجی کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اس لئے لینے سے بچنا اور کسب و تجارت میں مشغول رہ کر اپنا بھرم بنا رکھنا بے کار رہنے سے بلکہ بدنی عبادتو میں مشغول رہنے سے بھی بہتر ہے۔

اور جاننا چاہیئے کہ چار شخصوں کیلئے بہ شرائط آئندہ ترکِ کسب افضل ہے۔ اول عابد۔ دوسرے جو شخص کہ اُس کو باطن کی سیر اور احوال اور مکاشفات میں دل کا عمل حاصل ہو۔ تیسرے طالبِ علم اور عالم محقق جو اُن ظاہری علوم کی تحصیل یا تعلیم و تربیت اور خدمت میں مصروف ہو جن علوم سے لوگوں کو دینی منفعت پہنچتی ہے۔ جیسے مفتی مفسر اور محدث وغیرہ چوتھے جو شخص مسلمانوں کے مصالح امور میں مصروف اور اُن کے معاملات کا متکفل ہو جیسے بادشاہ اور قاضی وغیرہ ان چاروں شخصوں کیلئے کسب کا ترک کرنا اور اپنے دھندہ میں لگا رہنا کسبِ معاش سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ وہ بیت المال میں سے یا اُن مالوں میں سے بقدر کفایت ا ورضرورت کے لیتے ہوں جو اموال ایسے امور کے انتظام کیلئے ہوں یا علما اور گوشہ نشین فقرا کیلئے وقف ہوں۔ اسی لئے حضرت رسول مقبول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو مندرجہ بالا وحی ہوئی تھی۔ کیونکہ حضور کی ذات مقدس میں یہ چاروں وصف

اور ان کے سوا اور بھی بیشمار اوصاف موجود تھے۔ اور اسی لئے جب کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ خلافت کے متولی ہوئے۔ تو صحابہ کرام نے اُن سے تجارت ترک کرائی۔ کیونکہ تجارت کے باعث اسلام اور مسلمانوں کے امور کی مصلحتوں اور ضرورتوں میں پوری توجہ نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے اُس وقت ضرورت اور کفایت کی قدر بیت[1] المال سے لینا تجارت کرنے سے افضل سمجھا۔ پھر وفات کے وقت وصیت فرمائی۔ کہ وہ (باقیماندہ چیزیں) بیت المال میں واپس دیجاویں۔

جو چار شخص اوپر مذکور ہوئے۔ اُن کو حصولِ معاش کے لئے کسب اور تجارت اور حرفہ چھوڑ کر اپنے شغل میں مصروف رہنا ایک اس حالت میں بھی افضل ہے کہ زکوٰۃ اور خیرات اُن کی حاجت اور ضرورت کے قدر بدون سوال کئے آجاتے ہوں۔ کیونکہ اس میں بھی دین کے کئی فائدے ہیں (۱) یہ کہ لوگوں کو خیرات کرنے اور حاجت سے زاید مال کو خرچ کر دینے پر اعانت ملتی ہے (۲) دین کے کاموں میں ایسے مصروف رہنے والوں کا حق جو لوگوں پر ہے۔ وہ حق اُن کے قبول کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہ قبول کریں۔ تو لوگ خیرات کے دینے اور اُن حقوق کے ادا کرنے سے محروم رہیں (۳) یہ اُس کو قبول کر کے اسلام اور مسلمانوں کے کام میں بے فکری کے ساتھ مشغول رہیں گے۔

---

[1] اتحاف میں خمس سے لینا لکھا ہے ۱۲ منہ

البتہ اگر بدون سوال کے کچھ نہ آتا ہو اور سوال کی ضرورت پڑتی ہو۔ تو یہ امر غور طلب ہے۔ سوال کی ممانعت اور مذمت کی (مذکورہ بالا روایتیں) صاف طور پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ سوال سے بچنا اور کسب سے روزی پیدا کرنا افضل اور اولےٰ ہے۔

مگر لوگوں کی حالتوں اور ضرورتوں کے ملاحظہ اور غور کئے بدون اس بارہ میں ہر ایک حالت پر اور ہر ایک شخص کیلئے مطلقاً ایک ہی حکم لگا دینا نہایت مشکل امر ہے۔ بلکہ یہ بات ہر ایک شخص کے اجتہاد اور رائے پر چھوڑنی چاہئے کہ وہ خود اپنی حالت اور ضرورت کو سوچ سمجھ لے اور سوال کرنے کی ذلت اور اپنے ہتک اور عار اور خوشامد کو اور اپنا سوال لوگوں کے دلوں پر ناگوار گذرنے کو اور اسی طرح کی اور بہت سی خرابیوں کو اُس فائدہ سے مقابلہ کرکے دیکھیں جو اُس کے علم اور عمل میں مصروف رہنے سے خود اُس کو یا لوگوں کو پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ بہت لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے علم یا عمل میں مصروف رہنے سے خود اُن کا اور دوسروں کا بھی بہت بڑا نفع ہوتا ہے۔ اور اُن کے ادنےٰ اشارہ سے نہایت سہولت اور آسانی کے ساتھ اُن کی ضرورت کی قدر معاش حاصل ہو جاتی ہے۔ اور بہت لوگ اُس کے برعکس ہوتے ہیں۔ اور بہت جگہ نفع اور ضرر (دونوں) مقابلہ میں برابر نظر آتے ہیں۔ پس دیندار آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل سے فتوےٰ لے اور مفتیوں کے بھروسہ پر نہ رہے۔ حادثات کی صورت اور احوال

اشخاص کے باریک باریک امر فقلوں کے احاطہ سے خارج ہیں -
سلف میں بعضے بزرگ ایسے تھے۔ کہ اُن کے تین سو ساٹھ مخلص دوست تھے وہ ہر ایک کے پاس ایک روز مہمان رہتے۔ بعضے سلف کے ایسے ہی تیس شخص دوست تھے۔ یہ سب بزرگ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ جانتے تھے۔ کہ مخلص دوست ہمارا خرچ اُٹھا رہے ہیں اور ہم اُن کے مال کو قبول کر لیتے ہیں تو وہ لوگ اپنے اوپر ہمارا احسان سمجھتے ہیں پس اُن بزرگوں کا اُن اموال کو قبول کر کے علم اور عمل میں مشغول رہنا کسب اور تجارت سے افضل تھا۔ علےٰ ہذا القیاس باریک نظر سے اُن امور میں غور کر لینی چاہیئے۔ لینے والے کو بھی دینے والے کی مثل اجر ہوتا ہے۔ جبکہ لینے والے کو اس سے دین کے کاموں میں قوت اور مدد ملے اور دینے والا طیب خاطر سے دے۔

**خلاصہ** یہ ہے کہ مذکورہ بالا تحریر کے موافق اس اخیر کی (تردد والی اور غور طلب) صورت میں ہر ایک شخص اپنے حال کو سمجھ سکتا ہے کہ میرے حال اور وقت کے موافق کیا کرنا افضل اور اولےٰ ہے واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ احکم۔

تیسرا باب حلال کی فضیلت اور حرام کی مذمت کے بیان اور پرہیزگاری کرنے اور شبہات سے بچنے کی ترغیب میں ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

# تیسرا باب

## در فضیلت حلال و مذمت حرام و ترغیب ورع و توقی الشبہات

پہلی فصل

# حلال کی فضیلت اور حرام کی مذمت کے بیان میں

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ طیب لایقبل الا طیبا و ان اللہ تعالے امر المؤمنین بما امر المرسلین۔ فقال تعالے یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا وقال تعالے یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم۔ ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ الی السماء یارب یارب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانیّٰ یستجاب لذالک رواہ مسلم

ترجمہ یعنی حضرت ابوہریرہ صحابی سے روایت ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے پاک اور ستھرائی والا ہے اور ستھری ہی چیزوں کو قبول فرماتا ہے اور بیشک اللہ تعالے نے مومنوں کو ایک ایسے کام کا حکم دیا ہے جسکا پیغمبروں کو حکم دیا۔ پس (پیغمبروں کو) فرمایا کہ اے رسولو تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اور (اسی طرح پر مومنوں کو بھی) فرمایا کہ اے ایمان والو ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔ پھر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسے شخص کا حال بیان فرمایا جس نے سفر دراز کیا ہو۔ اور وہ اپنی شکستہ حالت اور خاک آلودہ پریشان شکل میں آسمان کی طرف دونو ہاتھ پھیلا کر دعا کرے۔

اور اللہ تعالےٰ کو پکارے کہ اے میرے رب اے میرے رب حالانکہ اُس کا کھانا۔ پینا۔ کپڑا سب وجہ حرام کا ہے۔ اور حرام کا مال کھا کر وہ پرورش ہوا ہے۔ تو اُس کی دعا کسطرح قبول ہو سکتی ہے یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے۔ کذا فی نزہتہ الناظرین۔ تفسیر فتح العزیز میں اسقدر زیادہ ہے۔ کہ وہ مسافر حج کے سفر میں ہے۔

اس حدیث میں اور اُن دونوں آیتوں میں (جو اس حدیث میں مذکور ہیں) غور کرنے سے کئی فائدے حاصل ہوئے۔

(اول) یہ کہ حلال اور پاکیزہ روزی کھانی قطعاً عبادت اور فرض عبادت ہے۔ اور جس روزی کو شرع شریف نے ناپاک ٹھیرا دیا اور منع کر دیا وہ ضرور معصیت اور حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ ایک حدیث کے یہ لفظ ہیں طلب الحلال فریضۃ علی کل مسلم یعنی حلال روزی کی طلب وتلاش ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔

(دوسرے) یہ کہ حلال روزی کی فرضیت اور حرام روزی سے ممانعت پیغمبروں اور مومنوں کو سب کو ہے۔ خدا کا کوئی بندہ (خاص یا عام) اس حکم سے مستثنٰے اور بری نہیں ہے۔ پس بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ اولیا اور پیر فقیر اس حکم سے بری ہیں بالکل بے دینی کا خیال ہے۔ اور یہ بعینہٖ ایسا خیال ہے جیسا کہ بعضے عیسائی کہدیتے ہیں کہ پاکوں کو سب چیزیں پاک ہیں اور ناپاکوں کو کچھ بھی پاک نہیں ہے اس زمانہ کے مُلّانوں اور فقیروں کو حق تعالےٰ ہدایت کرے۔

انھوں نے رنڈی بھڑووں اور سود خواروں۔ رشوت کو شیرِ مادر بنانے والوں کی دعوت ضیافت پر بے تکلف ہاتھ دھو رکھے ہیں۔ صرف بسم اللہ ہی نہیں بلکہ لمبی چوڑی قل فاتحہ اور پنجاییت وغیرہ پڑھ کر بے ڈکار کھاتے اڑاتے اور اُس سے توند پھلاتے ہیں۔ اور کھلانے والوں کو سفرِ آخرت کے لئے راہداری کے پروانے جہنم کی آگ سے آزادی نامے۔ جنت کے سارٹیفکٹ عطا فرماتے ہیں نعوذ باللہ منہا۔

(تیسرے) یہ کہ حلال روزی کا کھانا نیک اعمال اور عبادتوں پر مقدم اور اُن کے قبول ہونے کی شرط ہے چنانچہ اور بھی حدیثوں اور بزرگانِ دین کے اقوال سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ وجہ حرام کا کھانا اور لباس عبادت کی قبولیت کو مانع ہے۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ہمیشہ رات کو ایک فرشتہ بیت المقدس پر کھڑا ہو کر منادی کرتا ہے کہ "جو کوئی حرام کا مال کھاویگا اُس کی فرض یا نفل عبادت قبول نہو گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص دس درہم کا (مثلاً) کپڑا خریدے اور اُن دس میں ایک درہم وجہ حرام کا ہو تو جب تک اس کپڑے کی ایک دھجی بھی بدن پر رہیگی حقتعالےٰ اُس کی نماز قبول نہ کریگا۔ یہ تینوں حدیثیں احیاء العلوم میں ہیں۔ اتحاف شرح احیاء میں اس آخری حدیث کو لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جناب سرورِ عالم (صلے اللہ علیہ وسلم) سے

روایت کی ہے پھر اپنے کانوں میں انگلیاں دیکر کہا کہ یہ دونوں کان بہرے ہوجاویں اگر انہوں نے یہ حدیث رسول خدا (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے نہ سنی ہو۔ اور نیز احیاء میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ جس کے پیٹ میں حرام کا کھانا ہوتا ہے حقتعالےٰ اس کی نماز کو قبول نہیں کرتا۔

(چوتھے) یہ کہ حلال روزی (جیسے قبول ہونے عبادت کی شرط ہے ایسے ہی وہ) دعا قبول ہونے کی بھی شرط ہے اور حرام کھانیوالے کی دعا مردود اور نامقبول ہوتی ہے۔

باوجودیکہ بعض حدیثوں سے مسافر شخص کی دعا کا قابلِ قبولیت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس حدیث سے واضح ہے کہ حرام روزی کھانے کے باعث بُری حالت اور پریشان صورت والے مسافر کی (بلکہ حج کے مسافر کی بھی) دعا قبول نہیں ہوتی۔ صحیح وسالم اور تندرست اور آرام سے گھر میں بیٹھے ہوئے شخص حرام روزی کھانے والے کی دعا تو کہاں قبول ہوگی۔

حرام کھانیوالے کی دعا کا قبول نہونا اور حدیثوں سے بھی ثابت ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے بحضور سرورِ عالم (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) درخواست کی کہ میرے لئے حق تعالےٰ سے یہ دعا کیجئے کہ میں مجابُ الدعوات ہوجاؤں ارشاد

لہ مجاب الدعوات وہ شخص کہلاتا ہے جسکی دعائیں قبول ہوا کریں ۱۲ منہ

ہوا کہ اطب طعمنک تستجب دعوتک۔ یعنی اپنی غذا حلال اور پاکیزہ روزی کو بنا تیری دعا قبول ہوا کریگی۔ کذافی الاحیاء۔ رفو الخرقہ میں اس حدیث کا بقیہ طبرانی کی سنن صغیر سے اس طرح نقل کیا ہے کہ والذی نفس محمد بیدہ ان العبد لیقذف اللقمۃ الحرام فی جوفہ ما یتقبل منہ عملہ اربعون یوما وایما عبد نبت لحمہ من سحت فالنار اولی بہ یعنے قسم ہے اُس پاک ذات کی جس کے دستِ قدرت میں (مجھ) محمدؐ کی جان ہے کوئی بندہ اپنے پیٹ میں وجہ حرام کا ایک لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اُس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ جس بندہ کا گوشت حرام سے بڑھتا ہے وہ (جہنم کی) آگ کا زیادہ تر مستحق ہے۔ اس حدیث سے جیسے کہ حرام معاش والے کی دعا کا قبول نہونا معلوم ہوا ایسے ہی اُس کی عبادات اور اعمال کا بھی چالیس روز تک قبول نہونا معلوم ہوا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام سے جو گوشت پیدا ہوگا اُسکو جہنم کی آگ ضرور جلاوے گی۔

اتحاف شرح احیاء میں بعضے علماء کا قول لکھا ہے کہ دعائیں آسمان میں پہنچنے سے بوجہ فاسد ہونے غذا کے روکی گئی ہیں۔

اور اُسی کتاب میں حضرت سہلؒ کا قول لکھا ہے کہ غذا فاسد ہونے کی حالت میں توبہ بھی صحیح نہ ہوگی۔

اُسی کتاب میں آیت فان لہ معیشۃ ضنکا کی تفسیر میں بعض

---

لہ دیلمی نے حضرت انسؓ کا یہی سوال اور حضرت رسولِ خدا کا جواب یہی ارشاد کسیقدر تفاوت الفاظ کیساتھ روایت کیا ہے ۱۲ منہ رحمہٗ۔

مفسرین کا قول لکھا ہے کہ اس سے حرام روزی مراد ہے۔ اور ولنحیینہ حیواۃ طیبہ میں حیواۃ طیبہ سے وہ زندگی مراد ہے جس میں حلال روزی ملتی رہے۔

دعا اور عبادت اور اعمالِ نیک کا حرام روزی سے قبول نہونے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے عبادت اور دعا اور نیک اعمال کی اول تو توفیق ہی نہیں ملتی اگر کچھ کرتا ہے تو ایسی بد دلی سے کرتا ہے کہ وہ قبولیت کے قابل نہو۔

دل کی سیاہی سے جوارح یعنے جملہ اعضاء معصیتِ الٰہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں امام غزالیؒ احیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت سہل تستریؒ کا قول ہے کہ حرام کھانے والے کے جوارح (یعنے ہاتھ پاؤں آنکھ اور کان وغیرہ سب اعضاء) نافرمان ہو جاتے ہیں۔ وہ شخص گناہ کا ارادہ کرے یا نہ کرے۔ اور مالِ حرام کو خواہ دانستہ کھاوے خواہ بیخبری سے۔ اور جس شخص کی غذا مالِ حلال سے ہوتی ہے اُسکے جوارح مطیع ہوتے ہیں اُنکو اعمالِ نیک کی توفیق عطاء ہوتی ہے۔

حلال روزی سے دل نورانی ہو جاتا ہے اُسمیں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔ سالک کے احوال میں مدارج کی ترقی ہوتی ہے اور حلال طیب روزی کھانے والا شخص ابدال کے رتبہ پر پہنچتا ہے اور حرام معاش سے بلکہ مشتبہ سے بھی اس تمام کا برعکس

ظہور میں آتا ہے۔ یہ سب مطالب قرآنِ مجید اور متعدد و مختلف اخبار و آثار سے واضح طور پر ثابت ہیں۔ کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون۔ کلا انہم عن ربہم یومئذٍ لمحجوبون۔ کی تفسیر میں بعضے بزرگوں نے لکھا ہے کہ چالیس روز مشتبہ مال کھانے سے دل تاریک اور سیاہ ہو جاتا ہے اور آیۃ (مذکور) میں بل ران علی قلوبہم الخ سے یہی مراد ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص چالیس روز تک حلال لقمہ کھاوے حقتعالےٰ اُسکے دلکو (معارفِ الٰہیہ سے) نورانی کرے اور اُس کے نورانی دل سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری کرے۔ یہ دونو روایتیں کتاب احیاء میں ہیں۔

فائدہ اتحاف شرح احیاء میں لکھا ہے کہ چالیس روز کی قید میں یہ حکمت ہے کہ چالیس روز کسی شئے پر مداوٗمت اور ہمیشگی کرنے سے وہ شے بمنزلہ جبلت اور خلقت کے ہو جاتی ہے۔ اسی لئے صوفیہ کرام مرید کو چالیس روز کا اعتکاف کراتے ہیں۔ صوفیہ نے اس میں اور وجوہ کے ساتھ بھی استدلال کیا ہے۔ ظاہر تر یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کی مٹی کو چالیس روز خمیر کیا تھا۔ تفسیر فتح العزیز میں آیۃ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ کے تحت میں لکھا ہے کہ چالیس کی تعداد کا بہت جگہ اعتبار رہوتا ہے اسلیئے حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ من اخلص للہ اربعین

صباحاً ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علیٰ لسانہ یعنے جو شخص خالص اللہ کے لئے چالیس روز عبادت کرے اسکے دل سے حکمت کے چشمے زبان پر جاری ہوں۔ اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی مٹی کو چالیس روز تک خمیر کیا گیا۔ اور بچہ ماں کے شکم میں ہر ایک چالیس روز پر ایک حالت سے دوسری حالت میں آتا ہے چالیس روز نطفہ رہتا ہے پھر چالیس روز خون کا لوتھڑا۔ پھر چالیس روز گوشت کا ٹکڑا پھر روح پڑنے کے قابل ہوتا ہے۔ اسی لئے تمام صوفیۂ کرام ریاضت اور خلوت کے لئے چلے تجویز کرتے ہیں اور موسےؑ کے قصہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چالیس روز ریاضت کرنے سے سالک کو ایک ادنٰے حالت سے اعلٰے حالت پر ترقی ہوتی ہے۔ واللہ تعالٰے اعلم

خیر الجنرہ میں ہے کہ شیخ؎ حیات ابن قیس فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالٰے کا خوف اپنے دل میں دیکھے اور صدیقین کے احوال اُس پر مکشوف ہوں۔ اُس کو چاہئے کہ نہ کھاوے مگر حلال اور نہ عمل کرے مگر سنت یا فرض پر۔

ایک مرد صالح نے کچھ کھانا ابدال میں سے ایک حضرت کی خدمت میں حاضر کیا انہوں نے نہ کھایا اور فرمایا کہ ہم (ابدال لوگ) ہر ایک کھانا نہیں کھا لیتے۔ (بلکہ بہت احتیاط کا) حلال کھانا کھاتے ہیں۔ اُس کی

؎ شیخ حیات اجلۂ مشایخ وعظماء عرفاء سے ہیں۔ وہو احد من الاربعۃ الذین یتصرفون فی قبورہم کذا فی الخیر۔ یعنی یہ اُن چار بزرگوں میں سے ہیں جو اپنی قبروں کے اندر رہتے ہوئے بھی تصرف کر رہے ہیں ۱۲ منہ عفی عنہ۔

برکت سے ہمارے دلوں میں استقامت اور حال میں مداومت ہوتی ہے
اور عالمِ ملکوت کا مکاشفہ اور آخرت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو کھانا تم کھاتے ہو
اگر ہم تین روز بھی وہ کھاویں تو علم الیقین کی طرف ہمارا کبھی رجوع نہو اور خوف
اور مشاہدہ ہمارے دلوں سے جاتا رہے۔ اُس مردِ صالح نے کہا کہ میں ہمیشہ
روزے رکھتا ہوں اور ہر مہینے میں تیس قرآن مجید ختم کرتا ہوں۔ فرمایا
کہ وہ جنگلی ہرن کا دودھ جس پر میں نے رات تیرے روبرو اکتفا کی تھی وہ
مجھکو تیرے ایسے عمل سے (یعنی ہمیشہ کے روزوں سے اور تین سو
رکعتوں میں تیس ختم کرنے سے) بہتر معلوم ہوتا ہے۔

بعض مشائخ کا قول ہے کہ جو شخص روزی حلال کھاوے اور سنت
پر عمل کرے وہ اس امت کے ابدالوں میں ہے۔

# دوسری فصل

## صرف حرام کی مذمت کے بیان میں

اگرچہ پہلی فصل میں حرام کی مذمت بھی مذکور تھی لیکن زیادہ اہتمام کیلئے
اس مضمون کے واسطے یہ مستقل فصل لکھی جاتی ہے۔

فرمایا حق سبحانہ وتعالے نے ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما
یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا۔ یعنی جو لوگ یتیموں کا مال
ناحق کھاتے ہیں وہ بیشک اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب

ف یعنی تہجد کی دس رکعتوں میں ہر روز ایک ختم۔ جو ایک ماہ میں تین سو رکعت اور تیس ختم ہو جاتے ہیں

(یعنی قیامت کو) دہکنے والی آگ میں ڈالے جاوینگے۔

**فائدہ** یتیموں کا مال ناحق یعنی بغیر حق شرعی کے کھانا حرام ہوا اور اُس کھانے پر یہ مذمت اور سزا بیان ہوئی۔

جو لوگ شادی اور غمی کی رسوم کے بہلانے یتیموں کے مال سے شکم پُر کرتے ہیں وہ آیت کے مضمون کو خوب سوچ سمجھ لیں۔ اور اپنے پیٹ کو جہنم کے انگاروں سے بچانے کا کوئی علاج تجویز کر لیویں۔

اور فرمایا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ تعالےٰ سے اور (اب بوقت نزول ممانعت اور حرمت کے تمہارا) جسقدر سود لوگوں کے ذمہ باقی ہے وہ چھوڑ دو (مت لو) اگر تم ایمان والے ہو۔ **فائدہ**۔ دیکھو اس جگہ خدا نے سود کا چھوڑنا ایمان کی شرط ٹھہرا دیا کذا فی الاتحاف۔

پھر فرمایا فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ یعنی اگر تم ایسا نہ کرو (یعنی اگر باقی رہا ہوا سود نہ چھوڑو یا آئندہ لیتے رہو) تو مطلع رہو کہ تمکو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے (اور ظاہر ہے کہ تم خدا رسول سے لڑائی میں ہرگز غالب نہ ہو سکو گے۔ بلکہ تم نہایت ذلیل اور خوار ہوگے)

پھر فرمایا وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون یعنی اور اگر تم توبہ کر لوگے تو تمہارے اصل مال تمکو ملینگے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم ہو۔

پھر فرمایا ومن عاد فاولئک اصحاب النار ھم فیہا خالدون یعنی اور جو لوگ پھر سود لینگے وہ دوزخی ہیں اور اس دوزخ میں ہمیشہ کو رہنے والے۔ فائدہ سود بھی منجملہ حرام روزیونکے بلکہ اُن سب میں سے بدتر روزی ہے جسکے کھانے پر اس قدر حق تعالے کا عتاب اور غصہ مذکور ہوا۔ جس میں دوزخ کے اندر ہمیشہ کو مبتلاءِ عذاب رہنا بھی ہے جو قطعی منکر یعنی کفار اور مشرکوں کی سزا ہے۔

دیکھو۔ حقتعالے نے جسقدر سودخوار کے حق میں سخت تر وعید فرمائی ہے۔ اسقدر سخت وعید کسی دوسرے گناہ کے مرتکب کے لئے نہیں فرمائی سودخوار کو اللہ رسول سے جنگ کا اعلان دیا۔ آخر میں ہمیشہ کا دوزخی ٹھہرادیا۔ اور اسی لئے سود چھوڑنے کو ایمان کی شرط بنایا۔ پھر اس گناہ کو ظلم بھی فرمایا اور توبہ واجب کی۔ اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ سود کھانیوالا اگر بے توبہ مرجاوے تو اندیشہ ہے کہ اُس کی موت کفر پر ہو کذا فی الاتحاف

ربوا یعنی سود کے بہت ہی راستے ہیں اُس سے بچنا سخت مشکل ہے کوئی ایک در سے بچے تو دوسرا تیسرا چوتھا وغیرہ وغیرہ بہت سے دروازے ہیں

حدیثوں میں بھی سود کی بہت مذمت اور برائی آئی ہے اُس کے کھانے والوں کھلانیوالوں کاتبوں گواہوں پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ حق تعالے پر حق ہے کہ سودخوار کو جنت میں نہ داخل کرے۔ ایک مرفوع اور صحیح حدیث میں ہے کہ سود کے (یعنی سود کے گناہ کے) تہتر باب (یعنی درجے) ہیں۔ ان سب میں ادنے (یعنی کم سے کم گناہ)

ایسا ہے جیسا کسی نے اپنی ماں سے بدفعل کیا ہو۔ ایک حدیث میں سود کے ایک درم کو (جو چار پانچ آنہ بھر ہوتا ہے۔ گناہ اور عذاب میں) تینتیس زنا سے بھاری فرمایا ہے۔ ایک حدیث ہے کہ قیامت کے نزدیک سود خواری اور حرامکاری اور شرابخواری ظاہر اور علانیہ طور (کھلم کھلا) جاری ہو جاویگی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک ایسا وقت آجاویگا کہ اُس وقت میں کوئی بھی سود کھانے سے نہ بچے گا۔ اور جو شخص سود نہ کھاوے گا اس کو سود کا کچھ غبار تو پہنچ ہی جاوے گا۔ اس حدیث کا مصداق ایک عرصہ سے موجود اور روز بروز ترقی پر ہے۔ خرید و فروخت اور تجارت وغیرہ کے پاکیزہ اور حلال حرفوں اور پیشوں میں (اکثر قریباً ہر جگہ) کچھ نہ کچھ سود کا لگاؤ پایا جاتا ہے۔ اور جو متقی اور پرہیزگار لوگ کسی طرح بھی سود کے مجوز اور روادار نہیں ہیں اور اس کے روادار سے حتے الامکان بچتے ہیں اُن کو بھی عمومِ بلوی اور عامۂ خلائق کے مبتلا رہونے کے سبب سود کا غبار کچھ نہ کچھ پہنچ ہی جاتا ہے۔ نعوذ باللہ

اب ہم فصل ہذا کے متعلق یعنی علے العموم ہر قسم کی حرام اور ناجائز معاش کی مذمت کی روایات لکھتے ہیں۔ اتحاف ہی میں لکھا ہے کہ حضرت سہلؒ فرماتے ہیں جسکی غذا وجہ حلال سے نہوگی اُس کے قلب سے حجاب نہ اُٹھے گا اور اُس سے عذاب دور نہو گا۔ اُس کی نمازوں کی اور اُس کے روزوں کی کچھ پروا نہ کی جاوے گی۔ ہاں اگر حق تعالےٰ معافی ہی فرما دیوے تو (عذاب کا دور ہونا) ممکن ہے۔

اور فرمایا کہ حرام لقمہ کھانے والے لوگ عالمِ ملکوت کے مشاہدہ سے محروم رہتے ہیں۔ لقمہ کی خرابی اور اخلاق کی بُرائی (یہ دونوں چیزیں) انسان کے لئے وصولِ حق سے پردہ ہو جاتی ہیں۔ لکھا ہے کہ ایکبار حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے اپنے غلام کی کمائی کا دودھ پیا طبیعت مکدر ہو گئی۔ آخر دودھ کا حال معلوم ہوا کہ غلام نے کہانت کی تھی۔ یہ دودھ اُسکے عوض ملا تھا۔ آپ نے فوراً حلق میں انگلی ڈال کر اسقدر قے کی کہ (نزع کی حالت پہنچکر) روح مبارک پرواز کرنے کو ہو گئی۔ پھر آپ نے دعا کی کہ الٰہی جو کچھ رگوں اور انتڑیوں میں باقی رہا ہے میں معذور اور ناچار ہوں اُس کو نہیں نکال سکتا۔ حضرت رسولِ خدا (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے یہ قصہ سنکر فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ صدیق کے شکم میں حلال طیب کے سوا کوئی چیز نہیں جا سکتی"۔ ایسے ہی ایک بار حضرت فاروق اکبرؓ نے بے خبری میں زکوٰۃ کی اونٹنیوں کا دودھ پی لیا تھا۔ پھر قے کر کے نکالا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ جو شخص مالِ حرام میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرے وہ ایسا ہے کہ ناپاک کپڑے کو پیشاب سے پاک کرے ناپاک کپڑے کو پانی ہی پاک کرتا ہے اور گناہ کی پلیدی مالِ حلال سے ہی دور ہوتی ہے "۔ یہ سب روایتیں احیا کی ہیں۔ سعتہ المجال میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نہیں کماتا ہے کوئی بندہ مالِ حرام پھر صدقہ دیوے اس میں سے اور وہ قبول ہو۔

اور نہیں چلاتا اُس میں سے اپنے گھر کا خرچ پھر وہ برکت دیا جاوے اُس میں اور نہیں چھوڑتا ہے اُسکو اپنے بعد مگر ہوتا ہے وہ مال اُس کا زادِ راہ طرف جہنم کے۔ اللہ تعالےٰ بُرائی کو بُرائی سے نہیں مٹاتا۔ ناپاک پانی سے ناپاکی دور نہیں ہوتی (رواہ احمد کذا فی شرح السنہ)

فائدہ۔ معلوم ہوا کہ مالِ حرام سے صدقہ خیرات کرنا دخولِ جہنم کا موجب ہے۔ یہ پروردگار کی بخشش کا سبب نہیں ہوتا۔

دیکھو صدقہ یا تو دوزخ کی آگ سے بچاتا تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ[عہ] اور صدقہ غضب الٰہی کا بجھانیوالا تھا۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں حضور کا ارشاد ہے الصدقۃ تطفیٔ غضب الرب[عہ] ۔ لیکن جب مالِ حرام سے صدقہ دیا جاوے تو وہ صدقہ ہی جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ حق تعالےٰ کو اُس پر غصہ آجاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت رسولِ مقبول (صلے اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا کیا چیز لوگوں کو زیادہ جہنم میں لے جاتی ہے۔ فرمایا فم و فرج (رواہ الترمذی) یعنی دو چیزیں۔ مال حرام کھانا اور زنا کرنا۔ ایک حدیث طویل میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ شرماؤ حق تعالےٰ سے جیسا شرمانے کا حق ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ شرمانا یوں ہوتا ہے کہ یحفظ البطن وما حوی یعنی پیٹ اور شرمگاہ کو حرام سے بچاوے (رواہ الترمذی)"

عہ یعنی تم (صدقہ کرکے) نارِ جہنم سے بچو اگرچہ (صدقہ) کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ساتھ ہو ۱۲ منہ رحمہ

عہ یعنی صدقہ حق تعالےٰ کے غصے کو بجھاتا ہے ۱۲ منہ رحمہ۔

تیسری فصل

# پرہیزگاری کرنے اور شبہہ کی چیزوں اور شبہہ کے کاموں سے بچنے کی ترغیب کے بیان میں

حضرت رسولِ مقبول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ہے کہ تحقیق حلال ظاہر ہے اور بیشک حرام بھی ظاہر ہے۔ (کیونکہ قطعی اور یقینی طور پر اُن چیزوں یا کاموں کا حلال یا حرام ہونا ثابت ہو چکا ہے یا وہ کسی کلیہ قاعدہ کے نیچے داخل ہیں) اور حلال و حرام کے مابین مشتبہات ہیں (یعنی وہ چیزیں اور کام جنکا حکم صریح اور صاف طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُن کے حلال اور حرام ہونے میں شبہ ہے۔ بعض وجوہ سے حلال معلوم ہوتے ہیں اور بعض وجوہ سے حرام) ان (مشتبہات کے حکم) کو بہت لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شخص اُن سے بچا اُس نے اپنے دین اور آبرو کو سنبھالا اور ستھرا رکھا۔ اور جو شخص مشتبہات میں پڑا وہ حرام ہی میں پڑا۔ جیسے چروالا مویشی کو کسی کھیت یا روکے ہوئے بیڑ کی ڈول پر چراوے تو قریب ہے کہ اُس کا ڈھنگر کھیت اور بیڑ میں چر یگا۔ خبردار رہو اور یاد رکھو کہ ہر ایک بادشاہ کے لئے ایک روکا ہوا بیڑ ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا روکا ہوا بیڑ محرمات (یعنی حرام اور منع کی ہوئی چیزیں) ہیں (اور مشتبہات اُس کی ڈول ہیں) خبردار ہو اور یاد رکھو کہ بدن میں

ایک ایسی بوٹی ہے کہ اگر وہ درست رہتی ہے تو تمام بدن درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتی ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے۔ خبردار ہو اور یاد رکھو کہ وہ بوٹی دل ہے (یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے)

اور فرمایا حضورؐ نے کہ بندہ متقیوں (یعنی پرہیزگاروں) کے رتبہ پر نہیں پہنچتا جب تک نچھوڑے مباح اور جائز کو حرام اور ناجائز میں پڑ جانے کے خوف سے۔

ان احادیث کے ارشاد کی تعمیل کیواسطے بزرگانِ دین نے نہایت ہی احتیاط کو اختیار کیا۔ شبہہ کی چیزوں سے ایسا ہی پرہیز کیا جیسا کہ قطعی حرام سے پرہیز چاہیئے۔ جس مباح اور جائز شے کے کھانے یا کام کے کرنے میں گناہ یا غفلت میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوا وہ اُس سے اسطرح بچے جیسے کہ دہکتی ہوئی آگ میں گرنے سے بچتے ہیں۔ اور اپنے اس طریقِ عمل سے اُنھوں نے فیض اور برکتوں اور معارفِ الٰہیہ کا مل ذخیرہ حاصل کیا۔ انوار اور تجلیات کا اُنکو مشاہدہ ہوا۔ اسی عمل کی برکت سے قربِ الٰہی کے درجوں اور منزلوں کو طے کر کے ملائکہ سے بڑھ گئے۔

اور اگر اُنکو کبھی احیاناً و اتفاقاً بہ تقاضاءِ بشریت یا نادانستگی اور بے خبری سے اس قسم کی کسی چیز کا استعمال یا کسی کام کا ارتکاب ہوا تو ظاہر اور کھلے طور پر اُن انوار اور فیوض و برکات اور ترقیات میں ضرر اور نقصان پایا۔ غفلت اور تاریکی محسوس ہوئی۔ جسکا فوراً

انھوں نے علاج اور تدارک کیا۔ چنانچہ کچھ مختصر طور پر ہم بعضے بزرگوں کے اقوال اور احوال بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ شبہہ کا ایک درہم پھیر دینا میرے نزدیک چھ لاکھ درہم کے خیرات کر دینے سے بہتر ہے۔
سلفِ صالحین کے بعض آثار میں مروی ہے کہ جب کوئی واعظ لوگونکو وعظ کہنے کیلئے بیٹھتا تھا تو علما اُسکی تین باتیں دیکھلینے کو کہتے تھے۔

(اول) یہ کہ اگر وہ کسی بدعت کا معتقد ہے تو اُس کے پاس مت بیٹھو۔ وہ شیطان کی زبان سے بولے گا۔ (یعنی بدعت اور باطل وغلط باتوں کی تعلیم میں شیطان کا وکیل ہوگا)۔

(دوم) اگر وہ غذا میں احتیاط نہیں کرتا اور خراب (یعنی حرام یا مشتبہہ) مال کھاتا ہے تو وہ نفس کی خواہش سے کلام کریگا۔

(سوم) اگر وہ عقل کا پکا نہو گا تو اُس کی کلام میں فساد اصلاح سے زیادہ ہوگا۔ تب بھی اُس کے پاس نہ بیٹھنا چاہئے۔

فائدہ۔ اس زمانہ میں اکثر واعظ ایسے ہی پائے جاتے ہیں۔ کسی میں یہ تینوں عیب موجود ہیں کسی میں دو کسی میں ایک۔ ایسے واعظ بہت کم اور نہایت ہی کم ہیں جو ان تینوں عیب سے پاک ہوں۔ اسی لئے اب سراسر فتنے اور فساد ہی کا زمانہ رہگیا اور سنت سے زیادہ بدعتوں کا شیوع ہو گیا۔ اکثر مسلمانوں میں اسلام کا نام ہی نام باقی ہے۔
مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب اسی زمانہ کے حسبِ حال ہے۔

حضرت وہیب ابن الورد نے ایک شبہ کی وجہ سے اول کھجوریں کھانی چھوڑ دی تھیں۔ پھر عہد کر لیا تھا کہ میں عمر بھر روٹی بھی نہ کھاؤنگا اسکے بعد وہ ہمیشہ دودھ ہی پیتے رہے۔ ایک روز اُن کی ماں دودھ لائی۔ وہیب نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے۔ کہا فلانے کی بکری کا ہے۔ پوچھا کہ اُن کے پاس بکری کہاں سے آئی۔ اور قیمت کہاں سے ادا ہوئی اور یہ بکری چرتی کہاں ہے۔ ماں خاموش ہو گئی۔ جب وہیب نے دودھ نہ پیا تو (مادری شفقت سے) کہا بیٹا پیلو۔ حق تعالے بخشش کریگا۔ جواب دیا کہ میں اسکو پیکر بخشش نہیں مانگتا۔ مناسب نہیں ہے کہ اس خیال سے گناہ کیا جاوے کہ بعد میں بخشش مانگی جاوے گی۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا قول ہے کہ معرفت صرف اُسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس نے اپنے پیٹ میں جانے والی چیز کو پہچانا۔ (یعنی یقیناً حلال چیز کھائی)

اور فرمایا کہ میں ایک شب بیت المقدس میں صخرہ کے نیچے رہا۔ کچھ رات گئے دو فرشتے اُترے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ یہاں کون ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ابراہیم ابن ادھم ہے۔ اُس پہلے نے کہا کہ اسکے درجوں میں سے ایک درجہ کم کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُسنے بصرہ میں کھجوریں مول لی تھیں۔ اُن میں سبزہ فروش کی کھجوروں میں سے ایک کھجور گر پڑی تھی۔ میں یہ سنتے ہی بصرہ کو چلدیا اور اُسی

سبزہ فروش سے اور کھجوریں خرید کر اپنی ایک کھجور دکاندار کی کھجوروں میں ڈالدی۔ اور پھر بیت المقدس میں پہنچکر رات کو صخرہ کے نیچے رہا۔ وہ دونو فرشتے نازل ہوئے اور اسیطرح آپس میں گفتگو کرکے بیان کیا کہ اس کا وہ درجہ دیا گیا اور کچھ درجہ زیادہ بڑھایا گیا۔

حضرت ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ میں ایکبار راستہ بھولکر بنی اسرائیل کے جنگل میں پندرہ روز تک حیران پھرتا رہا جب راستہ ملا۔ ایک لشکری نے مجکو پانی پلایا۔ اس سے میرے دلپر تیس سال تک قساوت یعنی سختی طاری رہی۔

حضرت رابعہ بصریہ نے ایک بار سلطانی مشعل کی روشنی سے اپنے قمیص میں ٹانکا لگایا۔ اس سے انکا قلب ایک عرصہ تک مفقود رہا (یعنی ذکر اور عبادت میں لذت اور حضوری نہوئی) وہ سبب یاد آیا تو قمیص کے ٹانکے فوراً اُدھیڑے۔ تب دلکو پایا۔

بعضے صلحا نے اپنی وفات کے وقت رات کو چراغ گل کرا دیا اس لئے کہ تیل میں وارثوں کا حق ہو گیا ہے۔

حضرت امام اعظم اپنے مقروض کی دیوار کے سایہ میں نہ بیٹھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقروض سے ہر قسم کا نفع حاصل کرنا سود ہی ہے۔

ایک بار حضرت عتبہ ابن الغلام کی پیشانی پسینہ تھی۔ کسی نے اسکا سبب پوچھا۔ (انہوں نے ایک مکان کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا کہ اس مکان میں میں نے اپنے رب کا گناہ کیا تھا کہ اسکی دیوار سے

ایک مٹھی مٹی مہمان کے ہاتھ دھلانے کو لی تھی اور مالکِ مکان سے معاف نہیں کرائی تھی

اسیطرح حضرت ہمسؒ نے فرمایا ہے کہ میں ایک گناہ پر چالیس سال سے روتا ہوں۔ میں نے اپنے ہمسایہ کی دیوار سے مٹی لیکر اپنے مہمان کے ہاتھ دھلائے تھے اور مالک سے معاف نہیں کرایا

حضرت بشر حافیؒ کی بہن نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ ہم رات کو اپنی چھت پر فرقہ ظاہریہ کی مشعلوں کی روشنی میں سوت کاتا کرتی ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔ حضرت امام نے پوچھا تم کون ہو حق تعالےٰ تمکو بخشش فرماوے۔ کہا میں بشر حافیؒ کی بہن ہوں۔ حضرت امامؒ رو پڑے۔ اور فرمایا کہ تمہارے گھر سے تو سچی پرہیزگاری خلقت کو حاصل ہوتی ہے۔ تم اُس روشنی میں نہ کاتا کرو۔

شیخ علی بن قطانؒ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے ایک کوچہ میں گیا۔ وہاں کئی بوڑھے آدمی بیٹھے تھے۔ اور کئی لڑکے کھیلتے تھے میں نے (لڑکوں کو) کہا کہ تم ان بوڑھوں کی شرم نہیں کرتے۔ ایک لڑکے نے جواب دیا کہ اِن بوڑھوں کی پرہیزگاری کم ہوگئی اسلئے اِن کی ہیبت بھی کم ہوگئی۔

حضرتِ حارث محاسبیؒ جب کھانا کھانے کو ہاتھ بڑھاتے۔ اگر وہ کھانا مشتبہ ہوتا تو آپ کی اُنگلی کے پھول پر ایک رگ پھڑکنے لگتی تھی اسی سے آپ کو اُس کھانے کا مشتبہ ہونا معلوم ہوجاتا تھا۔

ایک (متقی) شخص کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ اُس نے ایک رقعہ لکھا اور مٹی ڈالکر خشک کیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ مٹی کے معاملہ کو خفیف جاننے والا عنقریب دیکھے گا کہ اُس کو حساب کے وقت کسقدر ہول اور شدت پیش آوے گی۔

حضرت حسان بن سنانؒ اسقدر مجاہدہ کش تھے کہ ساٹھ سال تک کبھی چت نہیں لیٹے۔ نہ فربہ گوشت کھایا۔ نہ سرد پانی پیا۔ اُن کی وفات کے بعد کسی نے اُنکو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حقتعالےٰ نے تمسے کیا معاملہ کیا ہے۔ جوابدیا کہ معاملہ تو اچھا کیا ہے۔ لیکن میں اسلیے بہشت میں نہیں جانے ملا۔ کہ میں نے ایک سوئی مانگی لی تھی۔ وہ واپس نہیں دیگئی۔

فائدہ

فائدہ۔ حضرت وہیبؒ کا قصہ بابت کھجور اور روٹی اور دودھ کے اور حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا کھجور کا قصہ اور حضرت ابوبکر وراقؒ کا لشکری سے پانی کا قصہ اور حضرت رابعہؒ کا شاہی مشعل کی روشنی سے قمیص میں ٹانکے لگانے کا قصہ اور امام صاحبؒ کا مقروض کی دیوار کے سایہ سے بچنے کا اور حضرت عتبہ اور حضرت کہمسؒ کا دیوار کی مٹی سے مہمانوں کے ہاتھ دھلانے اور نہ دینے کا۔ اور حضرت بشر حافی کی بہنؒ کا سوال اور امام احمدؒ کا جواب۔ اور ایک شخص (بزرگ) کا مکان کی مٹی سے رقعہ خشک کرنے کا۔ یہ تمام (احتیاط اور خوف کے) قصے جو اس فصل میں مذکور ہوئے ہیں یہ اُنہی دونو حدیثوں کی

تعمیل کے اثر سے ہیں۔ اوران بزرگوں نے جن جن امور کے ارتکاب سے خوف کیا۔ اگرچہ شرعی فتوے کے بموجب اُن امور سے بچنا ضروری نہیں ہے لیکن اباحت اور جواز کے شرعی فتوے عام مسلمانوں کیلئے ہیں۔ محتاط او رمتقی اور پرہیزگار لوگوں کی شان بلند اور نرالی ہے۔ بحکم آنکہ حسنات الابرار سئیات المقربین[1] ع

نزدیکاں رابیش بود حیرانی

بزرگانِ دین بہت احتیاط کرتے ہیں کہ مبادا سہل انگاری سے رفتہ رفتہ ارتکابِ معاصی پر نفس کو جرأت ہو جاوے۔ (رضی اللہ تعالےٰ عنہم ورحمہم اجمعین)

اب یہ باب روحانی طب کی دو کتابوں (مثنوی معنوی اور نان وحلوا) کے چند چند اشعار اور اُن کے ایک خلاصہ پر ختم کیا جاتا ہے

## مثنوی کے اشعار یہ ہیں

لقمہ کو نور افزود و کمال ۔۔۔ آں بود آوردہ از کسبِ حلال
علم وحکمت زاید از لقمہ حلال ۔۔۔ عشق ورقت زاید از لقمہ حلال
چوں ز لقمہ تو حسد بینی دوام ۔۔۔ جہل وغفلت زاید آنرا داں حرام
ہیچ گندم کاری وجو بر دہد ۔۔۔ دیدۂ اسپے کہ کرہ خر دہد
لقمہ تخم ست وبرش اندیشہا ۔۔۔ لقمہ بحر وگوہرش اندیشہا
زاید از لقمہ حلال اندر دہاں ۔۔۔ میلِ خدمت عزمِ رفتن آنجہاں
زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور ۔۔۔ در دلِ پاکِ تو ودر دیدہ نور

[1] عام نیکبخت مسلمانوں کی نیکیاں خدا کے مقرب اورخاص بندوں کے لیئے گناہ ہوتی ہیں ۱۲

## کتاب نان و حلوا کے اشعار

| | |
|---|---|
| چند مالِ مشتبہ آری بکف | تاکہ باشی نرم پوش و خوش علف |
| عاقبت سازد ترا از دیں بری | ایں تن آرائی و ایں تن پروری |
| لقمہ کاید از طریقِ مشتبہ | خاک خور خاک و برآں دنداں منہ |
| کاں ترا در راہِ دیں مفتوں کند | نورِ عرفاں از دلت بیروں کند |
| لقمۂ نانے کہ باشد شبہہ ناک | در حریم کعبہ ابراہیم پاک |
| گر بدستِ خود فشاندے تخمِ آں | ور بگاہِ چرخ ماندی تخمِ آں |
| ور مہِ نو در حصادش داس کرد | ور بسنگِ کعبہ اش دست آس کرد |
| ور زآبِ زمزمش کردے عجیں | مریم آئیں پیکرے از حورِ عیں |
| ور بخواندی بر خمیرش بے عدد | فاتحہ یا قل ہو اللہ احد |
| ور بود از شاخِ طوبےٰ آتشش | ور بود روح الامیں ہیزم کشش |
| ور تو برخوانی ہزاراں بسملہ | بر سرِ آں لقمۂ پر ولولہ |
| عاقبت خاصیتش ظاہر شود | نفس زاں لقمہ ترا قاہر شود |
| در رہِ طاعت ترا بیجاں کند | خانۂ دین ترا ویراں کند |
| دردِ دینت گر بود اے مردِ راہ | چارۂ خود کن کہ دینت شد تباہ |
| از ہوس بگذر رہا کن کش وفش | پا ز دامانِ قناعت بر مکش |

## خلاصۂ مضمون اشعار ہر دو کتاب

ان شعروں میں تین باتیں تبلائی گئی ہیں (اول) پاک اور حلال کمائی

کے لقمہ کی خاصیت۔ اور وہ یہ کہ اُس سے نفع کی آٹھ چیزوں کی پیدایش اور ترقی ہوتی ہے۔ وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں۔ نور کمال علم حکمت عشق نیک خیالات بلند ہمت حضورِ قلب۔

(دوم) وجہ حرام کا لقمہ کھانیکی خاصیت۔ وہ یہ کہ اسکی مضرت سے پانچ روحانی مرض پیدا ہوتے ہیں۔ دین سے دوری۔ نور معرفت کا زوال۔ نفس دشمن کا غلبہ۔ طاعت میں کم ہمتی۔ دین کی بربادی۔

(سوم) چونکہ نفس اور شیطان انسان کو حرام غذا کی رغبت دیتے ہیں۔ اور انسان اس روحانی زہرِ قاتل کا اسطرح عادی اور خوگر ہو جاتا ہے جسطرح جسمانی سمیات اور مسکرات و مخدرات کا ہوتا ہے۔ اسلئے ان شعروں میں ایک روحانی دوا بھی بتلا دی گئی ہے۔ بفضلہ تعالےٰ اِس دوا کے استعمال سے انسان کو اُس زہر کی رغبت نہیں رہتی ہے۔ عادت چھوٹ جاتی ہے وہ دوا قناعت ہے۔ یعنی خوراک اور پوشاک اور اخراجات میں سادگی اور کفایت شعاری و اختصار کرنا اور زیب و زینت اور نام و نمود کے تکلفوں کو چھوڑ دینا۔ حق تعالےٰ عمل کی توفیق عنایت فرماوے۔ آمین۔

# چوتھا باب

اس باب میں تین فصلیں ہیں

چوتھا باب

# پہلی فصل

## دربارۂ کسبِ حرفت حنفی مذہب کی تصریحات کے بیان میں

اگرچہ گذشتہ ابواب میں شرعی نصوص اور بزرگانِ دین کے اقوال و افعال سے کسبِ معاش کے فضائل بہت کافی طور پر مذکور ہو چکے ہیں اُن بزرگوں میں صدہا علماءِ حنفیہ بھی شامل تھے لیکن چونکہ اس ملکِ ہند میں زیادہ تر بلکہ قریباً کل مسلمان حنفی المذہب ہیں۔ اور عملدرآمد کتبِ فقہیہ پر ہے لہٰذا ہم فتاوائے عالمگیری سے اس مضمون کے متعلق عبارتوں کا خلاصہ لکھتے ہیں۔
عالمگیری کی چوتھی جلد کے پندرہویں باب میں کسبِ معاش چار قسم پر ہے۔
(اوّل) فرض۔ اسقدر کمانا کہ مندرجۂ ذیل ضرورتوں کو کفایت کرے۔

(۱) اپنے اور اپنی عیال کے ضروری اخراجات کو۔

(۲) ادائے قرض کو جو ذمہ پر ہے (۳) اُس نان و نفقہ اور گذارہ کی ادائیگی کو جو (کسی ضعیف اور غریب ماں باپ وغیرہ کیلئے) اپنے ذمہ لازم ہو۔

(دوم) مستحب۔ اور وہ مندرجۂ بالا ضرورتوں سے زیادہ کمانا ہے تاکہ غریبوں اور دینی علم کے مکتبوں اور مدرسوں کی امداد اور مسجد اور کنوئیں و مہمان سرائے وغیرہ کی تعمیر و آبادی میں اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک اور ملاپ رکھنے کے لئے خرچ ہو۔ ان نیک غرضوں سے کمانا نفل عبادت میں مصروف رہنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

(سوم) مباح۔ جیسے (۱) اپنے آرام و آسائش اور زینت و آرائش

کیلئے (مندرجہ بالا ضرورت سے زیادہ) کمانا۔(۲) اپنی اور اپنی عیال کی آئندہ ضرورتوں کے لئے بنظرِ احتیاط زیادہ کما کر جمع کر رکھنا۔ چنانچہ حضرت رسولِ مقبول صلعم اپنی عیال کی ایک سالہ ضرورت کے موافق رکھ لیتے تھے۔ اس کو اگر سنت کہا جاوے تو بیجا نہو گا۔

(چہارم) ناجائز۔ یہ کئی قسم پر ہے (۱) مسلمانوں پر فخر اور بڑائی کرنیکے قصد سے کمانا (۲) بہت مال جمع کر رکھنے کی ہوس سے کمانا۔ بدون اسکے کہ زکوٰۃ دینے اور نیک کاموں میں خرچ کرنیکا ارادہ ہو (۳) بدکاری اور ناجائز کاموں میں خرچ کرنے کیلئے کمانا۔ اِن تمام صورتوں میں کمانا ناجائز ہے اگرچہ حلال وجہ سے کماوے۔

اس کے بعد کتابِ مذکور میں لکھا ہے کہ اُن لوگوں کے حال کو نظرِ وقعت نہ دیکھنا چاہیے جو کسبِ معاش سے انکار کرتے اور مسجدوں اور خانقاہوں میں بیٹھکر متوکل کہلاتے ہیں۔ اُن کو متوکل کہنا بالکل غلط ہے۔ لوگوں کے مال کیطرف اُن کی آنکھیں کھلی ہوئیں اور ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کا ارشاد ہے کہ لوگوں کا جمع اور گوشہ نشین ہو کر بیٹھنا اور خدا کے پاکیزہ اور عمدہ رزقوں سے بند رہنا مکروہ ہے حلال روزی کمانا اور جمعہ و جماعات کے لئے آبادی میں حاضر رہنا زیادہ تر پسندیدہ بلکہ لازم تر ہے۔

قرآنِ مجید کا قاری اگر کمانا چھوڑ بیٹھے (اور قرآن سنانے کو وجہ معاش ٹھہرالیوے) تو وہ اپنے دین کو کھاتا اور ضائع کرتا ہے۔

جس شخص کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو اُس کو سوال کرنا

حلال نہیں ہے۔

اُسی جلد کے چوتھے باب میں ہے کہ اگر کوئی واعظ وعظ کی مجلس میں لوگوں سے اپنے لئے مانگے تو حلال نہیں ہے۔ کیونکہ یہ علم دین کے ساتھ کمانا ہے جو کہ حرام اور گناہ ہے۔

# دوسری فصل

## حرفوں کی باہمی فضیلت کے بیان میں

اس جگہ چند امور علے الترتیب قابل بیان ہیں۔

(۱) اس امر پر تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ جب اسلام اور مسلمانوں کو امن حاصل نہ ہو اور کسی غیر مذہب کے لوگ مسلمانوں کو (خدائے پاک کے وحدہ لاشریک اور حضرت سیدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول برحق جاننے اور ماننے اور اُنکے احکام بجالانے کے باعث) ستاتے ہوں۔ اُن پر ظلم اور تعدی اور بے جا حملے کرتے ہوں اس ظلم سے ہمارے ایمان و اسلام۔ جان و مال۔ آبرو و عزت خطرناک حالت میں ہوں۔ اسلامی شعائر و ارکان اور مذہبی فرائض کے ادا کرنے سے مسلمان روکے جاتے ہوں۔ پس ایسے وقت اور حال میں اگر اپنی جمعیت اور قوت کافی موجود ہو اور کوئی اپنا لائق اور معتمد سردار پیشوا بھی سر پر قائم ہو، تو مسلمانوں کو تمام حرفے اور پیشے چھوڑ چھاڑ کر اپنے دین و ایمان۔ جان و مال۔ آبرو و عزت کی حفاظت قائم کرنا اہل

فتنہ مخالفوں کے ظلم اور تعدی اور مزاحمت کا دفع کرنا اور بیجا حملوں کا روکنا اور اپنے مذہبی فرائض و احکام کی ادائیگی میں آزادی حاصل کرنا اور ان اغراض کے لیئے مخالفوں سے لڑنا مقدم ہے۔ شرع شریف کی اصطلاح میں اسیکا نام جہاد ہے۔ لغتِ عرب میں جہاد کے معنے کوشش کرنیکے ہیں۔ چونکہ اس میں بھی امن اور آزادی (مذکورہ بالا) کیلئے کوشش کی جاتی ہے اسلیئے اسکو جہاد کہتے ہیں اور غزا بھی جہاد میں جو کچھ (موجب شرائط و احکام متذکرۂ کتب فقہ کے) ملے اُسی پر اوقات بسری کیجاوے مگراس میں ایک ضروری شرط (جو تفسیر فتح العزیز میں آیت کلوا مما فی الارض حلالا طیبا کے تحت میں مذکور ہے) یہ ہے کہ جہاد اور لڑائی کے وقت لوٹ کھسوٹ اور تحصیلِ مال و اسباب اور ملک گیری اور حصولِ دنیا کا خیال اور وہم بھی دل میں نہو۔ اور اپنی قوت اور بہادری دکھلانا اور نام و نمود پیدا کرنا بھی ہرگز مقصود نہو۔ بالکل نیت میں خلوص اور اخلاص ہو۔

(۲) اگر مسلمانوں میں اُن مخالفوں سے مقابلہ کرنے کی قوت اور جمعیت نہو نہ کوئی سردار اور پیشوا سر پر ہو تو ترکِ وطن کرکے کہیں امن کی جگہ میں جا رہیں۔ اسیکا نام ہجرت ہے۔

(۳) اور جبکہ امن و آزادی حاصل ہو (جیسے کہ موجودہ زمانہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کو امن اور آزادی حاصل ہے) تو اُسوقت (بابِ گذشتہ کی فصلِ اخیر کے مستثنے اشخاص کے سوا باقی مسلمانوں کو) ضرور کسی حرفے

اور پیشے میں مصروفیت رکھنی چاہیئے پس ہندوستان کے ہم مسلمانوں کا باوجود حاصل ہونے امن وامان کے صنعت اور حرفت محنت و مشقت زراعت وتجارت وغیرہ نکرنا سخت نادانی اور بدقسمتی ہے۔

(۴) اگر اپنے وطن میں اور اُسکے قریب و ملحق ممالک اور شہروں اور دیہات میں تو (مذکورہ بالا) امن وآزادی حاصل ہو (جیسے کہ ہم اہلِ ہند کو حاصل ہے) مگر کہیں دور دست مقام کے اسلام اور مسلمانوں کی حالت مخالفانِ اسلام کے ہاتھ سے (مذکورہ بالا طور پر) خطرہ میں ہو (جیسے کہ روس وغیرہ میں مسلمانوں کی حالت خطرہ میں رہتی ہے۔ یا جنگِ پلونا وغیرہ میں روس کے حملہ سے ترکوں کی حالت تھی۔ یا سوڈان اور کریٹ میں مخالفوں نے مسلمانوں پر ظلم کئے تھے) تو اگرچہ ایسے وقتوں میں حرفہ اور کسبِ معاش چھوڑ کر وہاں پہنچنا اور تبقاضائے ہمدردی اُن کا شریکِ رنج وراحت ہونا۔ اُن کی امداد میں کوشش کرنا بھی باعثِ اجر وثواب ہے لیکن حضراتِ صوفیہ کی اصطلاح میں اسکو جہادِ اصغر کہا جاتا ہے۔ اور اپنے وطن اور قرب وجوار کی امن وآزادی کو غنیمت جاننا۔ اور وہیں مقیم رہکر کسب و حرفت سے معاشِ حلال پیدا کرنا۔ بدنی ومالی عبادتوں کو معہ سنن ومستحبات ادا کرتے رہنا۔ نفس اور شیطان سے جہاد اور لڑائی رکھنا۔ دل کو ہمیشہ اور ہر وقت یادِ الٰہی سے معمور رکھنا۔ حق تعالےٰ کی رحمتوں کا امیدوار اُس کے قہر اور عذاب سے خوفناک رہنا اُس کے

یعنی حرفت اور کسب معاش ۱۲ منہ

بہتر اور افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اسکو صوفیہ کرام جہادِ اکبر کہتے ہیں۔

ھذا ما علمنی ربی بفضلہ وکرمہ یعنی شروع فصل سے یہانتک کا مضمون اُس تمام علم کا خلاصہ ہے جو اس بارہ میں ادلۂ شرعیہ کے اندر غور وفکر اور اہلِ حق و محقق بزرگوں کے نوشتوں کا مطالعہ کرنے سے مجکو (حقتعالے کے فضل وکرم کے ساتھ) حاصل ہوا ہے۔

(۵) اب باقی رہا یہ امر کہ امن و امان کی مذکورہ بالا حالتوں میں تمام جائز حرفوں میں سے کون سا حرفہ افضل اور زیادہ تر شریف اور بزرگ پیشہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ زراعت اور تجارت یہ دونو بزرگ حرفے ہیں۔ ان کی باہمی افضلیت میں علما کا اختلاف ہے۔ زیادہ تر علما نے زراعت کو تجارت سے افضل کہا ہے اور بعضوں نے اسکے برعکس یعنی تجارت کو زراعت سے افضل۔ یہ تمام اختلاف فتاوای عالمگیری وغیرہ کتبِ فقہہ میں اسیطرح مذکور ہے۔ رفو الخرقہ میں ہے۔ کہ فلاحت یعنی زراعت اور کاشتکاری کا ذکر آیت افرئیتم ماتحرثون وغیرہ بہت سی آیتوں میں ہے۔ یہ افضلِ مکاسب و اشرفِ حرف ہے۔

زراعت کی فضیلت کچھ اوپر مذکور ہو چکی ہے اور کتاب تفریح الاخوان میں زیادہ مفصل طور پر مذکور ہے۔ اُس میں دیکھو۔

تفسیر فتح العزیز میں اسی آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ تجارت

اور زراعت کے بعد جسقدر جائز پیشے ہیں اُن میں کسی ایک پیشہ کو دوسرے پیشہ پر چنداں فضیلت نہیں ہے۔ سب برابر ہی جیسے ہیں۔ البتہ کتابت یعنی دین کے علموں کا لکھنا بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں دین کے علموں کی حفاظت اور شرع شریف کے حکموں کی خزانہ داری ہے۔ اور حضرات انبیا (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی حدیثوں اور خبروں کا اور اولیا کے اقوال و احوال کا پہنچانا ہے۔

کتابت کے بعد وہ پیشے ہیں جنکا اِس عالم کے باقی اور قائم رہنے کے ساتھ تعلق ہے جیسے معماری اور بیلداری اور اینٹ اور چونہ بنانا اور گھی اور تیل نکالنا۔ اور روئی دُھننا اور سوت کاتنا اور کپڑا بننا اور سینا اور آٹا پیسنا کہ یہ تمام کسب اُن کسبوں سے بہتر ہیں جو محض تکلف اور زیب و زینت اور دولت کی رونق دکھلانے اور دوسروں پر اپنا فخر اور بڑائی ظاہر کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔ جیسے سنار اور حلوائی اور رنگریز کے کام اور نقاشی اور زردوزی اور عطر بیچنا۔ یہ پیشے بھی اگر خلافِ شرع موقعہ پر بکنے جاویں تو کچھ کراہیت نہیں رکھتے۔

## تیسری فصل

### حرام اور مکروہ حرفوں اور معاشوں کے بیان میں

سنار اور حلوائی اور رنگریز اور نقاش و زردوز اور عطر فروش کے حرفونکی نسبت اوپر لکھا ہے،

کہ اگر خلافِ شرع موقعہ پر نہوں تو کچھ کراہیت نہیں رکھتے۔ پس اگر اُن حرفوں کو خلافِ شرع موقعہ پر کیا جاوے تو مکروہ اور ناجائز ہو جاوینگے۔

اسی طرح خلافِ شرع عمل کرنے سے اور بھی تمام جائز پیشوں میں کراہیت اور عدمِ جواز کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ جسکی تفصیل کتب فقہیہ میں مذکور ہے۔

اس جگہ ہمکو صرف تفسیر فتح العزیز سے بطورِ خلاصہ ایک مختصر اور مجمل بیان مع ایک فائدہ کے لکھنا ہے اور وہ یہ ہے۔ تفسیر مذکور میں اس بیان کے بعد لکھا ہے کہ وہ پیشے مکروہ اور حرام ہیں

(الف) جن میں نجاست کے ساتھ آلودگی ہو۔ جیسے سینگی لگانے اور چمڑے رنگنے کے اور قصاب اور خاکروب کے پیشے۔

(ب) جن میں عامۂ خلائق کی بدخواہی ہو۔ جیسے قحط سالی میں لوگوں کی ضرورت کے وقت غلہ اور گھاس کو روکنا اور زیادہ گرانی نرخ کا انتظار کرنا۔ اور مرغ وغیرہ جانوروں کو لڑانا۔

(ج) جس میں گناہ کی اعانت اور مدد ہو۔ جیسے گانے بجانے اور ناچنے کے پیشے اور نقالی۔[۲]

(د) جس میں دین فروشی ہو۔ جیسے مردے نہلانے کا پیشہ[۳]

---

[۱] اور جیسے چمار اور موچی اور دباغ کے پیشے ۱۲ منہ رحمہ

[۲] اور جیسے بت اور تصویریں بنانا اور بیچنا۔ ڈوم اور بھاٹ اور نٹ اور تھیٹر والوں کے پیشے ۱۲ منہ رحمہ

[۳] مردے نہلانے کے پیشہ میں عامۂ خلائق کی بدخواہی بھی ہے۔

اور امامت و اذان، اور مسجد کی خدمت اور قرآن مجید کی تلاوت پر اجرت (نقد خواہ کھانا اور کپڑا وغیرہ) لینا۔

(۵) جس میں اکثر جھوٹ بولنا پڑے جیسے وکالت۔

(۶) جس میں فریب اور دغا لازم آوے جیسے دلالی کرنا۔ فتح العزیز کا خلاصہ تمام ہوا

فائدہ: جن کاموں اور حرفوں کو شرع شریف نے ناجائز رکھا ہو اور جس حرفہ میں (گو وہ حرفہ جائز ہو مگر اس میں) کوئی شرعی خرابی پڑ گئی ہو۔ ان سب صورتوں کی آمدنی کمائی ناجائز ہے۔ مثلاً بیع باطل اور فاسد کی آمدنی اور مندرجہ ذیل اشیاء کی بیع خون شراب مردہ جانور خنزیر گم شدہ جانور حمل کا بچہ تھنوں کے اندر والا دودھ اڑتا جانور پانی کے اندر والی مچھلی پھلوں کے کہر اور ان کی بیل کی بیع جانور کی جفتی پر اور دریا و چشمے اور نہر اور کنویں کے پانی پر محصول اور قیمت لینا درختوں کی بہار کو بہار آنے اور موسم سے پہلے بیچنا دودھ میں پانی۔ گھی میں چربی۔ دوسری چیزوں میں کچھ اور ملا کر بیچنا۔ بھنگ چرس چانڈو افیون یہ چاروں اشیا پینے کھانے والوں اور نشہ بازوں کے ہاتھ بیچنا۔ کھلے اور چھپے دھوکہ اور فریب والی تمام بیعیں اجارہ وغیرہ باطل اور فاسد عقود کی کمائی ناجائز مزدوری کرنا ناجائز کاموں کے ٹھیکے لینا۔ سود خواری قمار بازی سرقہ غصب خیانت جھوٹی گواہی دینا سچی گواہی پر کچھ لینا

ف دوا میں استعمال کرنے والوں کے ہاتھ ان اشیاء کا بیچنا منع نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ رحمہ۔

جھوٹی قسم کھاکر کچھ کمانا زنا کا پیشہ رشوت لینا آبکاری اور چنگی اور مخالف شرع حکم دینے کی نوکری نمبرداری ناپ اور تول میں کمی کرنا جادوگری نجوم دیکھنا۔ فال دیکھنا رمّالی نوحہ گری۔ اس میں گناہ کی اعانت اور عامۂ خلائق کی بدخواہی اور بے صبری ہے۔ نعت خوانی اور مولود خوانی کے پیشے ان دونوں میں دین فروشی ہے اور بعض اوقات کذب بھی ہوتا ہے۔ مرثیہ خوانی اس میں معصیت کی اعانت اور اکثر کذب اور نوحہ گری ہے۔ کتنا ین بھیک مانگنا آزاد بچوں اور عورتوں کو بہکا لیجانا اور بیچنا ادا نکرنے کی نیت سے قرض لینا اخبارات میں غلط اور مشتبہ خبریں دینا اور چھپوانا۔

# خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ کہ یہ کتاب تمام ہوئی۔ اس کا مسودہ سنہ ۱۳۲۱ ہجری میں لکھا گیا تھا۔ سنہ ۱۳۲۲ھ کے شروع میں اس کے اشتہارات چھپوا کر شائع کئے گئے۔ مگر طبع کتاب میں کچھ موانع پیش آتے رہے۔ آخر ماہ شوال سنہ ۲۲ مذکور میں کتاب چھپنی شروع ہو گئی۔ چھپنے میں بھی بہت دیر لگی۔

نظر ثانی میں کتاب گویا کہ از سرِ نو تالیف ہوئی۔ مسودہ کے برابر ہی جدید مضامین کا اضافہ ہو کر کتاب کی ضخامت بھی دوچند سے زیادہ

ہو گئی۔

اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ آخر کتاب میں معاملات کے متعلق فقہی مسائل لکھے جاوینگے۔ چونکہ کتاب بہت بڑھگئی (جسکی تصدیق فہرست مطبوعہ اشتہار سے مقابلہ کرنے میں بخوبی ہو سکتی ہے) اسلئے تحریر مسائل میں التوا کیا گیا۔

الفاظ اور ترکیب عبارات اکثر جگہ غیر مانوس اور بے محاورہ ہیں۔ اور ترتیب مضامین و ابواب و فصول بھی درست طور پر نہیں ہے مگر چونکہ احقر ایک دہقانی شخص اور انشاء پردازی سے بالکل بے بہرہ اور فصاحت و بلاغت سے بے مایہ ہے لہذا معذور اور حضرات ناظرین سے عفو اور پردہ پوشی کا امیدوار ہے انشاء اللہ تعالیٰ طبع ثانی میں حتے المقدور ان نقصونکو کوشش کے ساتھ رفع کیا جاویگا۔ والسلام۔

تحریر تاریخ ۷ جمادی الاول ۱۳۲۳ ہجری مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰة والسلام علے سید المرسلین وشفیع المذنبین سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین

# تقریظ از جناب افصح الفصحا و ابلغ البلغا ملک الشعرا شمس العلما مولنا خواجہ الطاف حسین صاحب (حالی) پانی پتی۔۔ دام مجدہم و فضلہم

بعد از حمد و صلوٰۃ واضح رائے بہی خواہانِ قوم ہو کہ میں جناب مولوی صاحب مکرم و معظم مولوی **محمد ابراہیم** صاحب کا رسالہ **شرف المحترفین** دیکھکر بہت خوش ہوا۔

جس مضمون پر مولویصاحب نے یہ رسالہ لکھا ہے آج کل اسکے لکھے جانے کی نہایت ضرورت تھی۔ اگرچہ قومی سلطنت کے زمانہ میں بھی تجارت اور حرفت نوکری سے زیادہ اشرف ہے۔ چنانچہ یورپ کی قومیں باوجود سلطنت اور حکومت کے زیادہ تر تجارت اور پیشہ پر مدارِ معاش رکھتی ہیں اور گورنمنٹ کی ملازمت نہایت قدرِ قلیل آدمی اختیار کرتے ہیں۔ لیکن اگر قومی سلطنت کے زمانہ میں کوئی قوم صرف ملازمت ہی کو وجہ معاش قرار دے لے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ مگر ہماری قوم کا یہ حال ہے کہ اس تنزل اور ادبار کے زمانہ میں بھی ہر شخص نوکری ہی کی طرف دوڑتا ہے اور معدودے چند کے سوا بہت ناکام رہتے ہیں اب **مسلمانوں** کے ابھرنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ صنعت اور حرفت اور تجارت کو ذریعۂ معاش قرار دیں ورنہ روز بروز اُن کا

افلاس بڑہتا جائیگا اور ملک میں اُن کی کچھ عزت باقی نہ رہے گی۔

**مولویصاحب** نے صنعت وحرفت وتجارت کا شرف اور اُس کی بزرگی قرآن مجید واحادیث نبوی اور بزرگوں کے اقوال سے نہایت خوبی کے ساتھ ثابت کی ہے اور مسلمانوں کے لئے ایک عمدہ وسیلہ وجہ حلال سے معاش پیدا کرنے کا مہتیا کیا ہے۔

امید ہے کہ ہمارے حق میں یہ کتاب خدا کی رحمت ثابت ہوگی اور مولوی صاحب ممدوح کی خالص خیر خواہی اور نیک نیتی سے نہایت مفید نتیجے پیدا ہونگے۔

میں اس کتاب پر بہت طولانی راے لکھتا مگر آج کل خود بھی علیل ہوں اور اکثر عزیزوں کی علالت کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ اسلئے انھیں چند سطروں پر اکتفا کرتا ہوں۔ والسلام۔

## تقریظ کتاب از جامع علوم معقول و منقول حاوی فروع واصول جناب مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب پانی پتی منشی فاضل و مولوی فاضل مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول کرنال۔ سلمہ اللہ تعالےٰ

میری نظر سے اکثر حصہ شرف المحترفین کا (جو درصل اسم بامسمی اور معنون بعنوان حقیقی ہے) گذرا سبحان اللہ کیا ہی نرالی اور اعجوبہ کتاب جسکا ہر پہلو عالمانہ اور فلسفیانہ ہے۔ سلاستِ الفاظ عمدگیِ معانی ترکیبِ دلپسند خوبیِ مضامین کے علاوہ صنعت وحرفت کی ضرورت وفضیلت اور انبیاء علیہم السلام وبزرگانِ سلف کا

مزدوری و محنت کرکے قوتِ لایموت حاصل کرنا دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ و احادیث صحیحہ و آثار یقینیہ سے بالالتزام بوجہ اتم ثابت کیا گیا ہے۔ قلم ناقص رقم اسکی تعریف میں رطب اللسان اور زبان ژولیدہ بیان اسکی توصیف میں عذب البیان نہیں ہو سکتی۔ ایسے پُرآشوب زمانہ میں (جبکہ دیگر اقوام اپنی حسنِ لیاقت و مایہ علمی و کمالِ فن و ہنر سے نمایاں ترقی کرکے بامِ عروج پر پہنچ گئیں اور دنیا بھر سے گوئے سبقت لیگئی ہیں اور مسلمان عموماً و شرفائے ہند خصوصاً نخوتِ نسبی و شرافتِ صلبی کے نشہ میں مخمور رہکر حضیض پستی میں اُفتادہ رہے ہیں (اور حرفہ سے (جو کہ انبیاء علیہم السلام کی سنتہ محبوبہ و اولیائے عظام کا پسندیدہ طریقہ ہے) اعراض کرکے بادیۂ ذلت و گمنامی و صحرائے افلاس و بدنامی میں سراسیمہ ہوتے ہیں) ایسی کتاب لاجواب کی اشد ضرورت تھی۔

للہ الحمد والمنۃ کہ دریں ایام فرخندہ فرجام اس ضرورت کو جناب فیضمآب متبع سنت ماحیِ بدعت عالم فہیم و فاضل فخیم مولنا مولوی محمد ابراہیم صاحب سلمہ الرحیم متوطنِ شہر کرنال نے (جنہوں نے اپنی زندگی دینی خدمات و اصلاحِ قوم کیلئے وقف کردی ہے) رفع کیا۔ مولویصاحبِ ممدوح کی جانفشانی اور عرق ریزی قابلِ تشکر ہے خداوند تعالےٰ اپنے خزانہ عامرہ سے آپ کو اس کارِ خیر کے صلہ میں غیر محسوب حسنات و عطیات عطا کرے۔ جزاھم اللہ جزاءً خیراً عنداً فی الدارین۔

امید کہ ناظرین اس بے بہا کتاب کو وقعت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماکر تعویذ بازو و جلیسِ خانہ بنائے رکھیں گے فقط

# صحت نامہ کتاب اشرف المحترفین

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲ | ۱۴ | محترفین | محترفین مشتہر بہ شرف المحترفین |
| ۷ | ۱۴ | راس | اِس |
| ۹ | ۱۶ | استقرا | اَستیقا |
| ۱۲ | ۶ حاشیہ | مکریم | مکرم |
| ۱۹ | ۲ حاشیہ | دعویدار اقوام | دعویدار عوام |
| ۳۲ | ۱۴ | رسا | رسالہ |
| ۳۴ | ۷ | ادلئے | اولے |
| ۴۶ | ۹ و ۱۲ | رائے مہملہ | راء مہملہ |
| ۵۲ | ۱۹ | خدّم | خدَم |
| ۶۳ | ۱ حاشیہ | عہ | لہ |
| 〃 | ۱۸ | لہ | علہ |
| ۶۵ | ۱۴ | جاؤں) اور | جاؤں اور) |
| ۶۷ | ۳ | والیکو | والے کو |
| | | والیکے | والے کے |
| ۷۵ | ۵ | سکنے | سنے |
| 〃 | ۱۸ | محاجی | محتاجی |
| ۸۲ | ۱۲ | اگروں | سوداگروں |
| ۸۳ | برحاشیہ | شعبہ ۱۳ کی پانچویں ایتکے یہاں تک کی | شعبہ ۱۳ سے یہاں تک کی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۹۱ | ۱۳ | یر | پر |
| ۹۲ | ۸ | رخو | رفو |
| ۹۶ | ۱۴ | اُن | اُن ہی |
| 〃 | ۱۵ | مینی منفعت | میں منفعت |
| 〃 | ۱۶ | چوتھی فصل | تیسری فصل |
| ۹۹ | ۴ | موسی | عیسی |
| ۱۱۳ | ۱ | زنبا | ذنبا |
| ۱۳ | ۱۰ | ود | وہ |
| ۱۳۹ | ۱۵ | بوالے | کھالے |
| ۱۴۳ | ۱ | نہیں جانتے | نہیں عہ جانتے |
| 〃 | حاشیہ | . | جس مباح سے حرام میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو وہ بھی ایسا ہی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ |
| ۱۴۵ | ۹ | او | اور |
| ۱۵۰ | اخیر صفحہ زیر جدول | لہ | ترجمہ ۱ لہ |
| 〃 | 〃 | گناہ | بمنزلہ گناہ کے |
| ۱۵۷ | حاشیہ | حرفت | حرفت |
| ۱۶۰ | ۸ | میں بیاں | اس بیان |
| 〃 | حاشیہ | ٹھیسٹر | تھیسٹر |

# صحت نامہ نقشہ حرفتہائے

| صفحہ | نمبر حرفہ | خانہ | خانہ کی سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|
| ٥٦ | ٣ | ٢ | ١ | خطاب | خطّاب |
| | | | | الطاہر | الظاہر |
| | | | | فاردق | صدیق |
| | | | | عندر | غندر |
| | | | | بنوہطف | بنو ہطف |
| | | | | شیخ ایوب<br>شیخ ابن | شیخ آیوب<br>شیخ آبن |
| ٫٫ | ١٦ | ٫٫ | ٢ | فیلسوف | فیلسُوف |
| ٦٠ | ٣٣ | ٣ | ١ | دد اگری | سوداگری |
| ٦٣ | ٤٢ | ٤ | ١ | علماء زبانی | علماءِ ربّانی |




اغلاط مندرجہ صحت نامہ کے منجملہ بعض غلطیں بعضے نسخوں میں نہیں ملینگی۔ کیونکہ اکثر اوقات اثناءِ طبع میں صفحاتِ زیرِ طبع میں غلطی دیکھی گئی اور اُسیوقت صحت کرادی گئی۔ پس پہلے جو کاغذات طبع ہو چکے اُن میں وہ غلطی موجود رہی۔ باقی کاغذات میں صحت ہوگئی۔ اسی طرح اور بھی بعضے (شاذ و نادر) الفاظ کسی نسخہ میں صحیح اور کسی میں غلط ہونگے

تمام شد